

شارههم

اکتوبر\_ دسمبر•ا•۲ء

ذُوالقعدة استهماء محرم الحرام ٢٣٢ اره

بیادگاد: ڈاکٹر محمدر فیع الدین مرفئے۔ ڈاکٹر اسے الرجو میں

مەرسىئىل: ۋاكىڑابصاراحمە

حافظ محمد زبير- حافظ نذرياحمهاشي روفيسرمحد ينس جنجوعه

مُديسر: حا فظعاطف وحيد ئىائىب ئىدىر: ھافظ خالەتچودخىخر

عدم القرآن لابور

36 كئاڈل ٹاؤن لا ہور فون 3-35869501 ويب مائث: www.tanzeem.org ان کن: publications@tanzeem.org سالاندريتعاون: 200 روي، في شاره: 50 روي

# اس شہارے میں

		حرفِ اوّل
3	حافظ عاطف وحيد	بچاؤ کاایک ہی راستہ
		مضامین قرآن
4	ڈاکٹراسراراحیہ ّ	قر آن حکیم کی سورتوں کےمضامین کا اجمالی تجزیہ
		فعمُ القرآن
9	ا فا دات حافظ احمه یارّ	ترجمهٔ قر آن مجید'مع صر فی ونحوی تشریح
		حکمتِ نبوی
20	پروفیسرڅمه یونس جنجوعه	تقویٰ کی فضیلت
		توضيح و تنقيح
23	عا فظ <i>گور</i> ز بیر	نظربيه وحدت الوجودا ورذا كثراسراراحية
		حسن معاشرت
39	محمد رضى الاسلام ندوى	گھریلوتشد د کی روک تھام کی تدابیر
		فكر ونظر
59	حافظ نذيراحمه بإشى	شریعت اسلامی میں شراب نوشی کی سزا
		كتابنما
71	پروفیسرمحمد یونس جنجوعه	تعارف وتبصره
		ايجاد و ابداع عالم
84	Dr. Israr Ahmad	THE PROCESS OF CREATION
		بيان القرآن
96	Dr. Israr Ahmad	MESSAGE OF THE QURAN

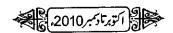


### بچاؤ کاایک ہی راستہ

ملک عزیز کے دگرگول سیا ک معاثی اور معاشرتی حالات پر جتنا بھی افسوس کیا جائے گم ہے۔ کرپش کے ناسور نے جڑیں اتن گہری پکڑلی ہیں کہ اب بغیر بڑی سرجری کے اس کا خاتمہ نظر نہیں آتا۔ مہنگائی کا سیلاب ہے کہ کھم کے ہی نہیں دیتا۔ غریب آدمی جائز نا جائز کی تمیز سے مستغنی ہونے پر گویا کہ مجبور ہو چکا ہے۔ او پر سے بدائنی اور قتل و غارت بھی عام می بات بن چکی ہے۔ نفاق عملی کی مختلف شکلیں مہیب صورت اختیار کر چکی ہیں۔ جموٹ وعدہ خلافی 'خیانت اب بڑائی ہی محسوس نہیں ہوتی۔ پوری قوم عذاب کی گرفت میں ہے۔ ایسے ہیں ذہبی منافر تیں اور فتو کی بازیوں کا بازار بھی گرم ہے۔ حق پرست مولویوں کی دشبرد سے کیسے نیچ سکتے ہیں؟ بیاصل اشاعت اور تھم وا قامت کی جدو جہد میں کھیادی' فرقہ پرست مولویوں کی دشبرد سے کیسے نیچ سکتے ہیں؟ بیاصل میں اس دور کی'' خار جیت نے بظاہر انہائی میں اس میں اور حضرت علی نواز ہیں تخفیات کی تکفیر کی تو آج کی متدین متقی اور موحد تم کے طبقے کے ہاتھوں حضرت عثان اور حضرت علی خاب ہیں تخفیات کی تکفیر کی تو آج کی خار جیت کے اس ما بداف اس لیے ہیں کہ اُن کی تکفیر کے بغیر اِن کی خار جیت کے والی دین ایس خار جیت کے اصل اہداف اس لیے ہیں کہ اُن کی تکفیر کے بغیر اِن کی خار دیت کیوں پیچے رہے؟ رجالی دین ایس خار جیت کے اصل اہداف اس لیے ہیں کہ اُن کی تکفیر کے بغیر اِن کی کو کی ہو جو بچا ہو۔

دینِ خالص کی خدمت کرنے والوں کے لیے یہ بہت سخت مرحلہ ہے۔ان کے لیےصبر واستقلال کا مظاہر ہ کرنا از بس ضروری ہے۔ ورنہ شیطان کی چال بڑی سخت ہے۔ وہ وہاں سے پٹخنی دیتا ہے جہاں سے انسان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

بچاؤ کا ایک بی راستہ ہے۔ اللہ تعالی سے عہد وفا استوار رکھا جائے... اس کے پیغام ہدایت کے ساتھ مضبوط تمسک کیا جائے ... وین کے مطالبات سے عہدہ برآ ہوا جائے ... نیر امت کا حصہ ہونے سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں پورا کیا جائے .... اور ہرقتم کے کھن حالات میں ''ہدایت' کی شمع روش رکھی جائے۔اس حوالے سے اسلامی تاریخ پرعز بیت سلف صالحین کے مجاہدانہ کر دار سے بھری پڑی ہے۔ بہیں سے جائے۔اس حوالے سے اسلامی تاریخ پرعز بیت سلف صالحین کے مجاہدانہ کر دار سے بھری پڑی ہے۔ بہیں سے آج کے حق پرستوں کو درست لائے عمل ملے گا۔اس ایک متقم راستے کے سواتمام راستے تباہی کے ہیں۔اللہ تعالی جمیں صراط متقم کی ہدایت فرمائے۔آ مین!





# قرآن کیم کی سورتوں کے مضامین کا جمالی تجزیہ

از: ڈاکٹراسراراحکر ترتیبونڈوین:سید بر ہان علی

### شورهٔ سَبا

ییسورہ مبارکہ چھدرکوعوں پرمشتل ہے۔اس کا زمانۂ بزول ملّہ کا متوسّط یا ابتدائی دورمحسوں ہوتا ہے۔اس سورۃ میں کفار کے ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جووہ نبی اکرم مَانْ پیُزِم کی دعوت اور آپ کی نبوت پرطنز و استہزاءاور بے ہودہ الزامات کی شکل میں کرتے تھے۔

اس سورة کا آغاز 'الحمد لله ''کالفاظ ہے ہوا ہے اور بیام رباعثِ دلچیں ہے کہ 'الحمد لله ''ک شروع ہونے والی سورتیں قرآن کیم میں سات سات پاروں کے وقفہ ہے آئی ہیں۔ سب ہے پہلی سورة ' الفاتح' کا آغاز ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَلَمِیْنَ ﴾ ہے ہوا ہے پھر ساتویں پارے میں سورة الانعام ﴿ اللّٰحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ ا

﴿ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى لَهُ مَا فِي السَّمَٰوْتِ وَمَا فِي الْآرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاَحِرَةِ وَهُو الْحَكِيْمُ الْحَبِيْرُ ۞ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْآرْضِ وَمَا يَخُرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعُرُجُ فِيْهَا وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُورُ۞﴾

'' متمام شکرا ورکل تعریف اُس الله کے گئے ہے جوآسان وزمین کی ہرشے کا مالک ہے'اوراُس کے لیے حمد و ثنا ہے آخرت میں بھی اور وہی کمال حکمت والا اور ہرشے ہے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں (خواہ پانی کا ایک قطرہ ہی ہوجوزمین میں جذب ہوجاتا ہے) اور جو کچھ اُس سے نکاتا ہے (خواہ ایک بچ ہی ہوجس کے زمین میں چھوٹے سے بیتاں باہرنگلتی ہیں) اور (جانتا ہے) جو کچھ اُتر تا ہے آسان





ہے اور جو کچھ چڑھتا ہے اس میں ۔اور وہ رحمت اور مغفرت فریانے والا ہے۔''

الله تعالی کی حمدُ وثنا تو حیداورایمان بالله کاس بیان کے بعد آخرت اوراس کے بعدرسالت کا ذکر ہوا۔
چنانچہ آیت ایس ارشاد ہوا: ﴿ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُ وُا لَا تَاتِیْنَا السَّاعَةُ ﴾ ''اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر
کی روش اختیار کی کہ قیامت نہیں آئے گئ" راس کا جواب ویا: ﴿ قُلْ بَلّٰی وَرَبّیٰ لَتَاتِینَکُمُ ﴿ علِمِ الْغَیْبِ ﴾
''آپ کہہ ویجے: کیون نہیں! میرے رب کی شم جوکل غیب کا جانے والا ہے وہ ضرور آئے گئ" راس کے بعد
آئیت ۲ میں رسول الله مُنَافِیْنَ کُلُ کی رسالت کے حق ہونے کا تذکرہ ہے۔ فرمایا: ﴿ وَیَرّی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْنَ اَنْ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ قُلْ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ وَاللهُ اللهُ الله

دوسرے رکوع میں حضرات داؤد وسلیمان عیلی کا ذکر ہے۔ پہلے ان دونوں پراللہ کی طرف ہے کیے گئے انعامات کا تذکرہ ہوا کہ ہم نے داؤدکوا پی طرف سے نفسیات عطاکی کہ پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ تبیعی پڑھتے تھے اور ہم نے ان کے لیے لو ہے کوزم کر دیا اور انہیں ہدایت کی کہ اس کی ذر ہیں بنا کیں اور کڑیوں کے جوڑنے میں مناسب اندازہ کریں اور وہ سب نیک کام کیا کریں۔ حضرت سلیمان علیلیا کے حوالے سے ذکر ہوا کہ ہم نے ہوا کو اُن کے لیے مخرکر دیا تھا اور ان کے لیے پھلے ہوئے تا نے کا ایک چشمہ بہا دیا اور ایسے جن اُن کے تا بع کر ویا جواللہ کے تم سے اُن کے آگے کام کرتے تھے۔ ان انعامات کے تذکرے کے بعد فرمایا: ﴿ اِعْمَلُوْ اَ اللّٰ وَ حَوْرَ مَا مِن عَلَا مِن عَلَا کِ اللّٰہ کَوْرُ اللّٰہ نے جو پھے تہمیں عطاکیا ہے ) اے آل داؤ داس پڑمل کروشکر کرتے ہوئے ویا '۔ (آیات ۱ ساس)

آیت ۱۳ میں حضرت سلیمان علیہ کی موت کے متعلق بتایا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کا تھم صادر کردیا تو جتات کوان کی موت کا علم نہیں ہوا۔ آخر کار جب گھن نے اُن کے عصا کو کھالیا اور حضرت سلیمان گر پڑے تو جتات کوان کی موت کا پتا چلا۔ اگر جن غیب کا علم جانتے ہوتے تو وہ اتنا عرصہ ذکت کی تکلیف میں نہ رہتے۔ اس سے دونوں باتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ جن اگر بزعم خود غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہوں تو وہ غلط ہے اور اگر عام لوگ جنوں کو غیب دان سمجھتے ہوں توان کی غلط نہی کا بھی از الدہ ہوگیا۔

اس کے بعد قوم سبا کا ذکر ہوا جوا ہے وقت کی بڑی مہذب قوم تھی اور بڑے سر سبز وشاداب علاقے کی مالک تھی۔ غالبًا تاریخ انسانی کا پہلا بندان کے علاقہ بین میں با ندھا گیا جس سے ہر طرف ہر یالی شادابی اور خوشحالی پیدا ہوئی۔ اس خوشحالی میں بجائے اللہ کے شکر کے اُن میں سرشی پیدا ہوتی چلی گئ جس کے نتیجہ میں بند تو ٹ گیا اور سیلا بے ان کا سارا علاقہ تباہ و ہر باد ہو گیا۔ اس طرح اللہ کے خضب نے اُس قوم کو انتہائی عروج سے گرا کر اس گڑھے میں بھینک دیا جہاں سے پھرکوئی مغضوب قوم سرنہیں اٹھا سکی۔ (آیات ۱۵ تا ۱۷)

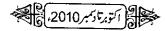
تیسر کے رکوع کے آخر میں وہ آیت ہے جواکٹر ہماری تقریروں میں بطور حوالہ بیان ہوتی ہے:

﴿ وَمَا آرُ سَلُنْكَ إِلَّا كَافَةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا وَ لَا کِنَّ اَکُتُنَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿ ﴾

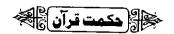
﴿ وَمَا آرُ سَلُنْكَ إِلَّا كَافَةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا وَ لَا کِنَّ اَکُتُنَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُونَ ﴿ ﴾

﴿ وَمَا آرُ سَلُنْكَ إِلَّا کَافَةً لِلنَّاسِ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا وَ لَاکِنَ اَکُتُو النَّاسِ لَا یَعْلَمُونَ ﴿ ﴾

﴿ وَمَا آرُ سَلُنْكَ إِلَّا کَافَةً لِلنَّاسِ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا وَاللّٰ الٰ وَلَاکِ کَامُ اللّٰ اللّٰ کَاللّٰ اللّٰ کَالَالًا اللّٰ اللّٰ اللّٰ کَالَا اللّٰ کَالَالًا اللّٰ بِیْسَالِ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ اللّٰ کَالِمَا اللّٰ اللّٰ کَالَا اللّٰ اللّٰ کَالَالًا اللّٰ اللّٰ کَالِمُ اللّٰ کَالَا اللّٰ کَالّٰ اللّٰ کَالِمَاسِ اللّٰ اللّٰ کَالِمَالِ کَالَالْکُ اللّٰ کَیا اللّٰ کَاللّٰ کَالِمَالُولُ کَ اللّٰ اللّٰ کُولَ کَالْکُولُ اللّٰ کُلُولُ کَالِمِیْ کَالْکُولُ کُلُولُ کَالْمُیْ اللّٰ کُلُولُ کَالْکُولُ کُلُولُ کُولُ کُولُ کُلُولُ کُلُولُ کُولُ کُلُولُ کُلُولُ







کومعلوم نہیں ہے۔''

اس سے پہلے آیت ۲ میں محدرسول اللّٰهُ مَا لَيْنِيْزُ كَى رسالت كے حق ہونے كا ذكر تقااور اس آیت میں رسول اللّٰهُ مَا لَيْنِيْزُ کی رسالت کے عالمگیر ہونے کا بیان ہے کہ آپ کی بعثت کی غرض ریہ ہے کہ آپ تمام نوعِ انسانی کواچھے اور ا برے اور نیک و بدکی تعلیم دیں اور نیکیوں پر خوشخبری دیں اور برائیوں پرلوگوں کوجہنم کے عذاب سے ڈرائیں۔ اب جو سمجھ دار ہوں گے وہ تو آپ کی بات مان لیں گے لیکن دنیا میں اکثریت جاہلوں اور ناسمجھوں کی ہے۔ چو تھے رکوع میں ہٹ دھرمی اور کفر کی روش اختیار کرنے والوں کا قول نقل ہوا ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَنُ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرُاٰنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ﴿ ﴾

''اور كفركرنے والے كہتے ہيں كہ بم نداس قرآن پرايمان لائيں گے اور نداس سے پہلے والے پر''

يہاں تورات كے ليے بھى قرآن كالفظ استعال ہوا ہے۔آ گےضعفاءاورمئرين كے مكالمے كاذكر ہے۔فرمایا: کاشتم دکھے پاتے کہ بیزظالم جب اپنے ربّ کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو آپس میں مکالمہ کریں گے۔ نچلے طبقات کے دیے اور نچلے ہوئے لوگ انتکبار اور گھمنڈ کی روش اختیار کرنے والے لوگوں ہے کہیں گے کہتم لوگ ہمیں ورغلاتے رہے اگرتم نہ ہوتے تو ہم ایمان لے آتے! جواب میں وہ ان ضعفاء ہے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کوا پمان لانے اور ہدایت کی روش اختیار کرنے سے روکا تھا؟ تم تو خود ہی مجرم تتھے۔ پھروہ ضعیف اور کمزور لوگ ان متکبرین ہے کہیں گے کہتمہاری تو ہروقت بیرچال تھی تم ہمیں حکم دے رہے تھے کہ ہم کفر کریں اور اللہ کے مة مقائل كسى كوشر يك تضمرا كيل - پھر جب بيرسب لوگ عذاب كواپنے سامنے ديكھيں گے تواپني ندامت كواندر ہي اندر چھیا کیں گےاورہم ان کے گلوں میں ان کے مل کی پاداش میں طوق ڈال دیں گے۔ (آیات اسسس)

آیت سے سے میں مال اور اولا دے مارے میں بتایا گیا کہ یہ چیزیں تمہیں ہم سے قریب کرنے والی تیں ہیں ہاں اگرایمانا درمملِ صالح کی بنیادمضبوط ہےتو پھر یہ بھی ذریعے تقرب بن سکتے ہیں۔صالح اولا دیسے بڑاصدقہ جاریہاور کوئی نہیں ہے۔اگرانسان اپنے پیچھے نیک اولا دچھوڑ کرمرے تواس کے لیے نیکیوں کا ایک سلسلہ جاری رہے گا۔

آیت ۴٬۴۴۰ میں ملائکہ پرسی کی نفی کی گئی ہے۔ فرمایا:''اور جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے کہ گا: کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے؟ تو وہ عرض کریں گے کہ تیری ذات پاک ہے ٔ ہمارا تعلق تو تجھ ہے ہے نہ کہ ان لوگوں ہے۔''

حصي ركوع من بهت اجم انداز اختيار كيا كيا: ﴿ قُلُ إِنَّهَاۤ أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ عَ.... ﴾

' (اے نی مُطَافِظً !) ان سے کہہ دیجیے کہ میں تم کو صرف ایک بات سمجھا تا ہوں کہ تم محض اللہ کے واسطے کھڑے ہوجاؤ' دودواورایک ایک کرکے' پھرذ را سوچو( کے تمہاری محفلوں میں جس بات کا جرچا ہے کیاوہ صحیح ہوسکتی ہے؟) تمہارے رفیق ( نبی کلرم مُلَّاتِیْمًا) کوکوئی جنون لاحق نہیں ہے' بیروحمہیں ایک بڑے عذاب ك آنے سے پہلے خردار كرنے والے ہيں۔ اور (اے ني كالليكم) آپ فرماد يجے كدا كريس نے تم ہے (تبلیغ رسالت پر) کوئی اجرت طلب کی ہوتو وہ تم ہی کومبارک ہو' میرااجرتو اللہ کے ذیمہ ہے جو ہر چیز پر نگران ہے۔ان سے کہدو بیچے کہ میرارت حق کو (باطل کے سریر) تھینج مارتا ہے اور وہ غیب کی ہاتوں کو

خوب جانتا ہے۔ان سے کہدد بیجے کرین آگیا اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھرآئے۔ان سے کہے کہا گر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو اس کا وبال مجھ پر ہی آئے گا اورا گرمیں ہدایت پر ہوں تو اس کی وجہ وتی ہے جواللہ کی طرف سے مجھ پر آتی ہے۔وہ یقیناً سب کھ سننے والا اور قریب ہے۔'' (آیات ۵۰۲۳۳)

### صُورة فاطر

تو حید کا لُبّ لُباب یہ ہے کہ انسان کو یہ یقین ہوجائے کہ جو پھی ہوتا ہے وہ اللہ کے اِذن سے ہوتا ہے اور تمام خیر وشرای کے ہاتھ میں ہے۔ یہی بات آیت ۲ میں بیان ہوئی ہے:

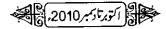
﴿ مَا يَقْعَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمُسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمُسِكُ ۚ فَلَا مُرُسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهٖ ﴿ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ ﴾

''الله تعالیٰ لوگوں کے لیےاپنی جمپ رحمت کا درواز ہ بھی کھولنا چاہے تو اس کارو کنے والا کوئی نہیں' اور جو پچھ وہ روک دے تو اسے اللہ کے بعد کوئی ہیسیجنے والانہیں ۔اور وہ غالب' حکمت والا ہے ۔''

اگلی چارآیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا بیان فرمار ہاہے۔ دوسری آیت میں نبی مُنگائیا ہُم کو لئی دی جا رہی ہے کہ بیصرف آپ ہی کو نہیں جھٹلا رہے ہیں بلکہ آپ سے پہلے آنے والے بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں۔ اس کے بعد قیامت کے حوالہ سے بتایا گیا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور بدا پنے وقت پر آکر رہے گی۔ بیدونیا کی زندگی تمہیں دھو کے میں نہ ڈالنے پائے اور انتہائی دھو کے باز شیطان تمہیں اس مخالطہ میں مبتلا کر کے جری نہ بناد سے کہ گہنا ہوں ہے نیجنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ اللہ بڑا مخفور ورجیم اور کھتے نواز ہے۔ یقیناً وہ متمبارا کھلا دشمن ہے' اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو لوگوں کو اپنی پارٹی میں شامل کرنے کی تک ودوکر رہا ہے تا کہ وہ دو زخیوں ہیں شامل ہو جا کیں!

دوسرے رکوع میں آنخصور مَگانِیَّ آہیے ارشاد ہور ہاہے کیآ پ ان لوگوں کے حال پر حسرت وافسوس اور رنج وغم کی وجہ سے اپنی جان ضائع نہ کیجیے۔ جو کچھ بیرر ہے ہیں اللّٰدخوب جا نتا ہے۔

اس رکوع میں ایک اہم قانونِ فطرت بھی بیان ہوا ہے: ﴿ إِلَيْهِ بَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّلِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْ فَعُهُ ۗ ﴾ ''اُس كى طرف چڑھتے ہیں پاک کلمات اور نیک اعمال ان کو بلند کرتے ہیں' ۔ یعنی کلمہ طیبہ تو دعوتِ حق ہوادراس کو بلند کرنے والی شے عمل صالح ہے۔ اللہ تعالی نے یہ دنیااس قانون پر بنائی ہے کہ حق کے لیے بھی اہل حق کو محنت کرنی پڑے گیا قربانیاں دینی پڑیں گی۔ چنانچہ اعمال صالحہ کے بغیر کلماتِ طِیّبات پوری رفعت شان حاصل نہیں کر سکتے ۔





تیسرے رکوع میں ابتدائی طور پر قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اُس روز ہرایک کو اپنا ہو جوخود اٹھانا ہوگا'
کوئی کسی دوسرے کا ہو جھا ٹھانے والا نہ ہوگا'خواہ کوئی عزیز ترین رشتہ دارہی کیوں نہ ہو۔اس کے بعد نبی اکرم مُنافِیْظِم
کو مخاطب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ آپ تو صرف ایسے لوگوں کو فجر دار کر سکتے ہیں جوغیب میں ہوتے ہوئے بھی تقوی کی روش اختیار کرتے ہیں اور جوکوئی اپنا تزکیہ فسس کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کو کرتا ہے (کہ اُس سے اس کی اپنی سیرت و کر دار کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔) اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ دیکھو! نہ تو اند ھے اور آکھوں والے برابر ہیں' نہ تار کی اور روشن ایک جیسی ہیں نہ ہی سایہ اور تینی دھوپ کیساں ہیں' اور نہ ہی تنہ ور اس ہیں۔ پر اور اسے نبی شائیو ہی آپ نہیں سانا کے ان کو جو تروں میں ہیں۔ آپ ٹوئس ایک فجر دار کرنے والے ہیں۔ (یہاں مردہ سے مرادہ وہ نہیں ہیں جومر کر فن ہو چکے جو اصل میں ہیں تو زندہ' چلتے پھرتے ہیں' دیکھتے اور سنتے ہیں' لیکن ان کی روح اندر سے مردہ ہو چکی ہے اور ان کے قلب گو یا مقبروں کے اندر فن ہو چکے ہیں۔ ) آگے فرمایا:

﴿ إِنَّا اَدُ سَلُنْكَ بِالْحَقِ بَشِيْرًا وَّ لَذِيْرًا ﴿ وَإِنْ مِنْ أُمَّ فِي اِلَّا حَلَا فِيْهَا لَذِيْرِ ﴿ }

'' ہم نے آ پ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ بشیراور نذیر بنا کر۔اورکوئی قوم ایسی نہیں گز ری جس میں کوئی خبر دار

کرنے والا نہ بھیجا گیا ہو۔''
ان ہیں ہندوں میں ہوتی ہے جوصا حب علم ہوں''۔ یہاں علم کا جومقام ازروئے قرآن ہے وہ سامنے آتا ہے۔ علم ان ہی بندوں میں ہوتی ہے جوصا حب علم ہوں''۔ یہاں علم کا جومقام ازروئے قرآن ہے وہ سامنے آتا ہے۔ علم کے حوالے سے بینوٹ کرلیں کہ علم کی دوقعمیں ہیں : علم الا بدان اور علم الا دیان۔ اگر انسان کی نظر محض علم الا بدان لیعنی سائنس اور نیکنا لو بی پر ہی جی رہ تو یہ د جالی فقتہ بن جاتی ہائی ہائی ارائس کی فقرت کر سامنے فطرت کے کی مظہر (phenomenon) کا انکشاف ہوتو اللہ کی صنائی اُس کی فقل تی اور اُس کی فقد تی اللہ مین عبادی المعلوب کیفیت ہے۔ دل میں اللہ کی عظمت کا اضافہ ہوجائے تو یہ ﴿ إِنّهَا يَعْمَشَى اللّٰهُ مِنْ عبادِهِ الْعُلَمَةُوا ﴿ اُس کی مطلوب کیفیت ہے۔ وال میں اللہ کی عظمت کا اضافہ ہوجائے تو یہ ﴿ إِنّهَا يَعْمَشَى اللّٰهُ مِنْ عبادِهِ الْعُلَمَةُوا ﴿ اُس کی مطلوب کیفیت ہے۔ والوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ یہ لوگ امیدوار ہیں ایس تجارت کے جس میں نقع ہی نقع ہواور اعلانیہ تر چ کر نے والوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ یہ لوگ امیدوار ہیں ایس تجارت کے جس میں نقع ہی نقع ہواور گھا نے کا کوئی امیکان نہیں ہے۔ اللہ تعالی ان کونہ صرف پورا پورا اجردے گا بلکہ اپنے نصل سے اس سے بھی زیادہ عطافر مائے گا۔ اس اس میں نقع ہی نوع میں نقام میان کردی گئی ہیں: اس میں افرادی تین اقسام بیان کردی گئی ہیں:

﴿ ثُمَّ اَوْرَثُنَا الْكِتَٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمُ ظَالِمٌ لِّنَفُسِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ مَّقْتَصِدٌ ۗ وَمِنْهُمْ مَّاقَتَصِدٌ ۗ وَمِنْهُمْ مَا اللّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَصْلُ الْكَبِيْرُ ۞ ﴾

'' پھر ہم نے اپنے بندوں میں ہے اُن لوگوں کواس کتاب کا وارث تھہرایا جن کوہم نے منتخب فر مایا۔ پھران میں ہے بعض تو اپنے نفس پرظلم کر رہے ہیں' اور بعض ان میں سے متوسّط ور ہے کے ہیں' اور بعض ان میں (باتی صفحہ 19 پر)

اكورتار 2010ء كالمنج





# ترجمه فرآن مجيد

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمر بارم حوم ترتيب وتدوين:لطف الرحمُن خان

سورة النساء

### آمات اسر

يَآتُهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاَّءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ﴿ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمُ رَقِيْبًا ۞ وَأَتُوا الْيَاتُمَى ٱمُوالَهُمُ وَلاَ تَتَبَكَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطِّيِّبِ \* وَلاَ تَأْكُلُوا ٱمُوالَهُمُ إِلَّى الْمُوالِكُمْ اللَّهُ كَانَ حُوْبًا كَمِيرًا ٥

ح و ب حَابَ يَعُورُبُ (ن) حَوْباً :كَن جرم كاارتكاب كرنا كَهْكَار مونا ـ

حُوْبٌ (اسم ذات): جرمُ "كناه-آيت زيرمطالعه-

**قركىيب**:''وَاتَّقُوْا''كا مفعولِ اوّل' ٱللّٰهُ''ہاور' ٱلْأَرْحَامٌ''مفعولِ ٹانی ہے۔' تَسَآءَ لُوْنَ'' دراصل ''تَتَسَاءَ لُوْنَ '' ہے۔' سکان '' کی خبر ہونے کی وجہ سے' رَقِیبًا'' حالتِ نصی میں ہے۔

اتَّقُوا :تم تقوي اختيار كرو

الَّذِي : جس نے

\_\_\_\_\_ يَآيَتُهَا النَّاسُ :اكلوكو! رَبَّكُمُ :ايخربكا خَلَقَكُمْ: پيدا كياتم كو

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ : الك بى جان سے من 2010م التورياد كمبر 2010م التاليخ





مِنْهَا : الى سے
وَبَتُ : اور (اس نے) مِصلا ہے
دِ جَالاً كَيْنُوا : بہت ہے مرد
واتّقُوا : اور تم بچ
تسَآءً لُوْنَ : تم لوگ باہم ما نَلَتے ہو
وَالْوَدُ حَامَ : اور شدواروں (كى حَنْ تَلْقى) سے
اللّهُ : اللّه
وَالْوَدُ : اور تم بہنچاؤ
وَالْوَدُ ا: اور تم بہنچاؤ
الْمُحَوالُهُمْ : این كے مال
وَلاَ تَا كُمُلُوْ ا : اور تم مت كھا وَ
وَلاَ تَا كُمُلُوْ ا : اور تم مت كھا وَ
وَلاَ تَا كُمُلُوْ ا : اور تم مت كھا وَ
وَلاَ تَا كُمُوالِكُمْ : اللّهِ عَالُوں مِن شامل كر كے
وَلاَ تَا كُمُلُوْ ا : اور تم مت كھا وَ
وَلاَ تَا كُمُوالِكُمْ : اللّهِ عَالُوں مِن شامل كر كے
وَلَا تَا كُمُانُو ا : اور تم مت كھا وَ

و خَلَقَ : اور (اس نے) پیدا کیا

ذَوْ جَهَا : اس کا جوڑا
مِنْهُمَا : ان دونوں ہے

زَّرْ نِسَاءً : اور عور تیں
اللّٰهُ الَّذِیْ : اس اللّٰه (کی ناراضگی) ہے

اللّٰهُ الَّذِیْ : جس (کے حوالے) ہے

اَنَّ : یقیناً
کَانَ : ہے

اَنْہُمُمَٰ : تَیْمِوں کو

وَلاَ تَسَّبُدُّلُوا : اور تم مت بدلو

الْکَلُمُ نَیْمِ نَا ہے کہ ال

الْکُلُمُ نِیْمِ نَا ہے کہ ال

الْکُلُمُ نَان کے مال

وَدُیْکًا نَیْمِیْرُا : ایک براجرم

فوت : کان کا ترجمہ' تھا' کے بجائے'' ہے' کیا گیا ہے' کیونکہ یہاں آ فاقی صداقت کا بیان ہے۔ ای طرح ''لا تشبّدَلُوا الْنَحْیِیْتَ بِالطّیبِ '' کا ترجمہ قاعدے کے مطابق کیا گیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ بدلے میں جو لیتے بیں وہ بِنَفْسِه آ تا ہے اور جو دیتے ہیں اس پر''ب '' کا صلمآ تا ہے۔ لیکن یہاں معنی مرادین بیس ہے کہ پیتم کے مال میں سے گندی چیز لے کراس کی جگہ پاکیزہ چیز مت رکھو بلکہ مراداس کے برعس ہے۔ مشترین نے اس کی بیہ توجیہہ کی ہے کہ اس کے گندی ہے اورا پی جو تجہہ کی ہے کہ اس کے گندی ہے اورا پی جو تاکارہ چیز اس کی جگہ رکھو گے وہ تمہارے لیے طال ہے'اس لیے یا کیزہ ہے۔

### آیات۳ تا۵

وَانَ خِفْتُمُ اَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَالَمَى فَالْلِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَتُلْتَ وَرُابَمَ ۚ
فَانَ خِفْتُمُ اَلَّا تَعُدِلُوا فَوَاحِدَةً اوْ مَا مَلَكَتْ اَيُعَالُلُمْ الْلِكَ ادْنَى النِّسَاءَ مَثْنَى وَلَوْا الْكَوْدُولُوا فَوَاحِدَةً اوْ مَا مَلَكَتْ اَيُعَالُلُمُ الْمُلَاثُ وَلِكَ ادْنَى الْآلُولُ اللَّهُ وَالْتُوا السِّمَاءَ صَدُونِهَا وَالْمُوهُمُ وَقُولُوا اللهُ فَا مَا اللهُ اللهُ لَكُمُ قِيلًا وَالْرُوقُوهُمُ فِيهَا وَالْمُوهُمُ وَقُولُوا اللهُ مَنْ مَنْ اللهُ اللّهُ اللهُ ال



ع و ل

\_\_\_\_ عَالَ يَعُوْلُ (ن) عَوْلًا :(1) ناانصا في كرنا (٢) بوجهل ہونا'عيال دار ہونا۔ آيت زير مطالعہ۔

ن ح ل

نَحَلِيَ يَنْهَلُ (ف) نَحْلًا :كى كوكولى يرزفوى سوديار

نِخُلَةٌ (اسم ذات) :(۱) عطيهُ تُحَدِّر ٢) خوشد لي آيت زير مطالعه .

نَحُلُ : شَهد كُى كَمَى وَ وَأَوْ لَحْى رَبُّكَ إِلَى النَّحُلِ ﴾ (النحل: ٦٨) "اورالهام كيا تير، ربّ ني شهد كي كما في طرف "

c is a

هَنَّى يَهْنِي (ف) هِناءً : كَمانَ كَاخُوشُكُوار مِونار

ھَنِی ءُ ﴿ فَعِیْلُ کے وزن پرصفت ): ہمیشہاور ہرحال میں خوشگوار۔ آیت زیرمطالعہ۔

<u>م ر ء</u>

مُرَءً يَمُوّءُ (ف) مَرْءً ا : كِمائے كامفيد ہونا۔ مَرِيْنَةٌ (فَعِثاثُ كے وزن رصفت ) : بمشہ اور ہر حال میں مفد\_آ برت زیر مطالعہ۔

مَرِیْ ﴿ فَعِیْلٌ کے وزن پرصفت ) : ہمیشداور ہرحال میں مفید ۔ آیت زیر مطالعہ۔ مَرءَ یَمُوّءُ (س) مَرَءً ا: زنانہ طرز کا ہوتا۔

مَرُّءَ يَهُوْءُ (كَ) مُرُونَءَ ةً : مروت والأهونا

مَرْءٌ (اسم ذات): (۱) انسان (جس میں عورت اور مرد دونوں شامل میں) (۲) آ دی مرد۔ ﴿ يَوْمُ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتُ يَدَهُ ﴾ (البياز، ٤) (اجس من ديڪي گاانسان اس کو جوآ گے بھیجااس کے دونوں ہاتھوں نے ''و ﴿ مَا يُفَوِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ﴾ (البقرة: ٢٠١) ''وه جدائی ڈالتے ہیں جس سے مردادراس کی

بیوی کے مامین ۔'' الموع (حالت نصی المربی المربی المربی المربی المربی ۔شروع میں ہمزة الوصل ہے) (اسم ذات):(ا)

انسان ۔ (۲) آ دی مرد۔ ﴿ لِکُلِ الْمُويُ مِنْهُمْ مَّا الْحُتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ﴾ (النور: ۱۱) ' برانسان کے لیےان میں سے وہ ہے جواس نے کمایا گناہ میں سے '۔ ﴿ إِنِ الْمُوعُ الْمَلَكُ ﴾ (النساء: ۱۷٦) ' 'اگر كوئى مرد ہلاك

ہوا''۔﴿ هَا تَكَانَ ٱبُوْكِ امْرَاَ سَوْءِ﴾ (مریم:۲۸)' دنہیں تھا تیراباپکوئی بُرا آ دی۔'' اِمْرَأَةٌ ج نِسَاءٌ اور نِسْوَةٌ (اس بین بھی ہمڑۃ الوسل ہے) (اسم ذات):عورت ﴿ وَقَالَتِ امْرَاتُ

اِمْرَاةُ نَ نِسَاءُ اور نِسْتُوهُ (اس پُس مِي بَمْرَةُ الوس ہے) (اہم ذات): عورت ﴿وَقَالَتِ اَمْرَاتُ فِرْعَوْنَ ﴾ (القصص: ٩)'' اور کہا فرعمن کی عورت نے''۔ ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ ﴾ (يوسف: ٣٠)' اور کہا کچھ عورتوں نے اس شہر میں ''

تو كليب: ''اَلاَّ '' دراصل' اَنْ لَا '' ہے۔' يُتينهُ'' واحداوراس كى جُمع' يُتللى '' مَد كرّاورمؤنّث دونوں كے ليے آتا ہے۔ يہال' 'يِتينهُ''لژكيال مراد ہيں۔' فَوَاحِدَةً'' كى نصب بتار ہى ہے كہ بيغل محذوف كامفعول ہے۔

من التورباد كمبر 2010م كالمنظمة

لینی بیر'فَانْکِکُوْا وَاحِدَةً''ہے۔''نِحُلَةً''عال ہے۔''مِنْهُ'' کی ضمیر''صَدُفْتِ''کے لیے ہے۔''ہَنِیْتًا تَرِیْنًا''عال ہے''کُلُوْهُ'' کی ضمیر مفعولی کا'جو'نشکیءِ''کے لیے ہے۔''جَعَلَ ''کا مفعول''الَّینی'' ہے۔

<u>ترجمه:</u>

وان :اورا کر اَلاَّ تُقْسِطُوْا : کهتم انصاف نہیں کر سکو گے فَانْکِ مُحُوْا : تو تم نکاح کرو ملائد : ان مصرف

طَابَ : پندیدہ ہوں مِّنَ التِّسَآءِ :عورتوں میں سے

رِنْ وَثُلُكَ :اورتین تین فَانُ : پیراگر

اَيْمَانُكُمْ : تمهارے دائے ہاتھ

آدُنْی : زیادہ قریب ہے وَاتُوا : اورتم ادا کرو

ت صَدُفَتِهِنَّ :ان كِينَ مهر

فَاِنْ : پھراگر لَکُمْ :تہارے لیے

لِمِنْهُ :اس میں سے

فَكُلُوْهُ : توتم كھاؤاس كو

مَّرِيْقًا: مفيد ہوتے ہوئے الشَّفَهَآءَ: نادانوں کو

الَّيِّيْ : جن کو

اللهُ : الله ن

قِلِمًا : كَمْرُ بِهِ نِهِ كَاذِر بِعِهِ (معيشت ميں )

فِیْھا :اس میں سے وَقُوْلُوْ\ :اورکہو

قَوْلاً مَّغُرُونْفًا بَعِلَى بات

خِفْتُهُ بِتهمیں خوف ہو

فِی الْیَالْمٰی: یتیم (لڑکیوں) میں

مًا :ان ہے جو ایکر میں

لَکُمْ : تمہارے لیے مُنْلیٰ : دودو

وَرُبُكُ :اورچارچار خِفْتُهُ :تهبین خوف ہو

فَوَاحِدَةً : تو پھر ( نکاح کرو ) ایک سے

مَلَكَتُ : ما لك بوئ

ذٰلِكَ : بيه اَلاَّ مَعُوْلُوْ' ا : كهُمْ لوگ ناانصا في نه كرو

التِّسَاءَ :عورتوں کو

نِحُلَةً : خُوشُ دِلى ہے

طِبْنُ :وه (خواتین ) پیند کریں عَنْ شَیْءٍ :کوئی چیز (وینا)

نَفْسًا :اپنے آپ

ھَنِیْنَاً :خوشگوارہوتے ہوئے وَلَا تُونُوُا :اورتم مت دو

أَمْوَ الْكُمُّمُ: أَيِّهُ مَالَ الْمُوَ الْكُمُّمُ: أَيْهُمَال

> جَعَلَ : بنایا لَکُمْ : تمہارے لیے

وَّادِّ زُفُوُهُمْ : اوررزق دوان كو

وَاكُسُوُهُمُ: اور پِهِنا وَان كو

لَهُمْ: ال سے

نون اده ''ص دق' کی لغت البقرة : ٢٣ میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ' صد فقہ ''ره گیا تھا۔ اس کے معنی ہیں ہوں کا حق مہر۔ اس کی جمع ''صد فقات '' ہے۔ اس طرح ماده ''ق وم' کی لغت الفاتحہ: ۵ میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ ' فیکام '' ره گیا تھا۔ یہ مصدر بھی ہے اور اسم الفاعل ''قائم '' کی جمع بھی ' فیکام '' آتی ہے۔ جیسے ﴿ سُبَجّدًا وَقَیامً ﴿ '' کی جمع بھی ' فیکام ﴿ ' آتی ہے۔ جیسے ﴿ سُبَجّدًا وَقَیامً ﴾ (الفرقان) '' سجدے کرنے والے ہوتے ہوئے اور کھڑ ہونے والے ہوتے ہوئے '۔ اس کے علاوہ' فیکام '' اسم ذات بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس پر کھڑ اہوا جائے۔ جیسے بکتاب وہ چیز جس پر کھڑ اہولیتی کسا جائے۔ یہاں مال کے حوالے سے قیامًا آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے معاثی کیا ظ سے جس پر کھڑ اہولیتی معیشت کا ذریعہ۔

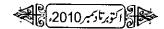
نوت ؟: زیرمطالعہ آیت میں بیک وقت چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن ایک سے زیادہ شادی کی مخالفت کرنے والے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ اجازت مخصوص حالات میں مخصوص لوگوں کے لیے ہے اور چارشادیاں کرنے کی عام اجازت اسلام میں کہیں نہیں ہے۔ اس مسئلہ کوایک مثال سے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ روزوں کے متعلق جب بیر آیت اتری کہم لوگ کھا و بیویبال تک کہ سفید دھا گہ سیاہ دھا گے سے واضح ہو جائے (البقرة: ۱۸۷) توایک صحابی سحری کے وقت سیاہ اور سفید دھا گے کہ دھا گرتے۔ جب رگوں کا فرق واضح ہو جائے (البقرة: ۱۸۷) توایک صحابی سحری کے وقت سیاہ اور سفید دھا گے کو دیکھا کرتے۔ جب رگوں کا فرق واضح ہو جائا تو کھا نا بند کر دیتے ۔ حضور شائے ہے نامیس سمجھا یا کہ صاحب کلام بعنی اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے بیرمراونہیں ہے۔ اس مثال کے حوالے سے بیاصول ذہن شفین کر لیس کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے اور خاص طور سے مملی ہدایات والی آیات کے جو معانی رسول مثالی تا اور مرضی معلوم کرلیں تو پھر ہم کس قطار شار میں ہیں؟

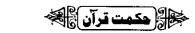
متعدّدا حادیث اورا قوالِ صحابةٌ سے اس آیت کے معنی مراد کاعلم حاصل ہوتا ہے۔اس وقت نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا میں کثر ت ِاز واج کارواج تھا۔اس آیت میں اس کی حد بندی کی گئی ہے۔ چار سے زیادہ شادیاں کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہےاور چارتک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے بہچانا جاتا ہے۔ چوتھی اور تیسری شادی تو دورکی بات ہے ہم تو وہ لوگ ہیں جودوسری شادی کو بھی بہت بڑا ہم تو ہوالوگ ہیں جودوسری شادی کو بھی بہت بُراسیجھتے ہیں اس لیے عائلی قوانین میں اس پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ اس درخت کا پھل میسامنے آیا کہ آئے اسلامی جمہوریہ پاکتان کے اسلامی معاشرے میں لیڈی سیکرٹری یا گرل فرینڈ رکھنا رواج کی بات ہے واشتہ رکھنا تو کمال کی بات ہے لیکن دوسری شادی کرنا معاشرتی عذاب کی بات ہے اِنّا لِلّٰهِ وَانّا اِلْمُدِي وَاجِعُونَ اِنْ عَرَال ہوں ول کوروؤں کہ پیٹوں جگرکومیں!''

### آ يت٢

وَابْتَلُوا الْيَاثَمٰى حَتَى إِذَا بَلَغُوا التِّكَاسَ ۚ فَإِنَ السَّنَّمُ شِنْهُمُ رُشُدًا فَادُفَعُواۤ الِيَهِمُ ٱمُوالَهُمُ ۚ وَلَا تَأْكُلُوْهَاۤ اِسُرَاقًا وَبِدَارًا اَنۡ تِيَكُبُرُوا ۚ وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَغْفِفُ ۚ وَمَنۡ





### كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُونِ ﴿ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمُ امْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ \* وَكُفَى باللوحيييان

بَدَرَ يَبْدُرُ (ن) بُدُورًا :كام يس جلدي كرنا

بَدُرٌ (اسمعم) : كماورمدينه كورميان ايكمشهورجكه كانام جبال جنك بدر بوكي تحي \_

باذر يُبَادِرُ (مفاعله) بدارًا : كى كام كوونت سے پہلے كرنا عجلت كرنا - آيت زير مطالعه

توكيب: "أنستُمْ" كامفعول "رُشْدًا" ب- "لا تأكُلُوا" كامفعول "هَا" كاضير ب جبر أسرافًا" اور ''بِدَارًا'' حال ہیں۔''غَنِیًّا'' اور' فَقِیْرًا'' ''گانً'' کی خبریں ہیں۔' فَاَشْهِدُوْا'' کا مفعول محذوف ہے۔ ''عَكَيْهِمْ ''متعلق فعل باوراس میں ''هُمْ '' كی ضمير 'الْيَتْطَى '' كے ليے ہے۔ 'بِاللّهِ '' بر' آبا' خوبي كلام ك ليے ب البته اپ نفظی معنی سے مبری ہاوریہ 'کھلی ' ' کا فاعل ہے۔ ' تحسینیا' ' عال یا تمیز ہونے کی وجہ سے

الْيَتْلَمَٰى : يَتِيموں كو

التِّكَاحَ: تكاح (كيعمر) كو

اذًا :جب

انَسْتُمْ :ثم پاؤ

گانَ : ہے

کّانَ : ہے

فَاذَا : كَارِجب

النهم :ان كاطرف

غَاَشْهِدُوا : تُو گواه بنا وَ

د شدًا: کچھمعاملہ ہی

إلَيْهِمُ :ان كى طرف

وَ لَا تَأْكُلُوْهَآ :اورمت كھاؤاسكو

فَلْيَسْتَغْفِفْ : تواسے چاہیے کہوہ بازر ہے

فَلْیَانُکُلْ: تواسے جاہیے کہ وہ کھائے

وَبِدَارًا: اور عبلت كرتے ہوئے

يُحْبِرُونَا : وہ بڑے ہوجا کس

منھوب ہواہے۔

فَادُفَعُوْا : تُولُوثاوُ

اِسْرَافًا :ضرورت سے زیادہ ہوتے ہوئے

أَنْ : كه (كبيس)

وَمَنْ :اورجو

غَنِيًّا : مالدار

وَ هَنْ : اورجو

فَقِيْرًا: مُحَاجَ

بِالْمُغُوُّونِ : دستور کے مطابق

دَفَعْتُمْ :تم لوثاؤ

وَابْتُلُوا :اورتم آ زمایا کرو حَتْی : یہاں تک کہ

بَلَغُوا :وه پہنچیں

فَإِنُّ : كِيراكر

مِنْهُمُ :ان مِن

أَمُوالَهُمُ : أن كمال

اَمُوَالُهُمُ : ان كے مال

餐 🖁 آئورتاد کېر 2010ء

حكمت قرآن 👺

عَكَيْهِمُ :ان پر باللهِ :الله

فوف! : ما قبل آیت ۵ میں ہدایت ہے کہ نا دانوں کو اپنے مال مت دو۔ اس میں اکشفقها م کے لفظ میں عمومیت ہے۔ پھر اُمُو اَلَّهُمْ نہیں کہا بلکہ اَمُو اَلْکُمْ کہا ہے۔ یعنی ینہیں کہا کہ ان کے مال مت دو اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ ہدایت قیموں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ عام ہے خواہ وہ اپنے بچے ہوں یا بیتم ہوں۔ ہدایت یہ بچوں کو بیسہ دینے کے بجائے ان کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرو۔

اس آیت سے بچوں کو جیب خرج دینے کی ممانعت کا جواز پیدا کرنا میرے خیال میں درست نہیں ہے کے ونکداس طرح بچوں کی مالمات میں تربیت کرنے اوران میں معاملة نبی پیدا کرنے کاعمل رک جائے گا۔البتہ اس آیت سے بیرا ہنمائی ضرور حاصل ہوتی ہے کہ ضروریات فراہم کرنے کے ساتھ جیب خرج دینے میں احتیاط کی جائے اور کھلا جیب خرج نددیا جائے۔ نیزاس بات کی گھرانی ضرور کی جائے کہ بچا پنا جیب خرج کہاں اور کیسے خرج کرتے ہیں۔اس طرح جیب خرج کوان کی مالی تربیت کا ذریعہ بنایا جائے۔

فوت ؟ اپنے بچوں کی تربیت کے لیے توعموماً ہر مختص فکر مند ہوتا ہے۔ اس لیے آیت زیر مطالعہ میں بتیموں کا خصوصیت سے ذکر کر کے ہدایت دی کہ بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے تک ان کو آزمائے رہو کیونکہ آزمائش تربیت کا جزولا ینفک ہے۔ مالی تربیت میں آزمائش کو سلاب سے ہے کہ چھوٹے جمیعوٹے خرید وفر دخت کے معاملات ان کے سپر دکر کے ان کی صلاحیت کا امتحان لیتے رہوا وران کی ذبنی بلوغت کا انداز وکرتے رہو۔

نوت": بیموں کا مال ان کے حوالے کرنے کے لیے دوشرطیں عائد کی گئی ہیں۔ایک بلوغت اور دوسرارشد۔ رُنشُدًا کالفظ کرہ لاکراس کی طرف اشارہ کردیا کہ کمل دانشمندی شرطنہیں ہے بلکہ کسی قدر ہوشیاری بھی اس کے لیے کافی ہے کہ بیموں کے مال ان کے حوالے کردیے جائیں۔

دوسری شرط کے متعلق امام ابو صنیفہ مینید کی رائے ہے کہ بن بلوغ کو پینچنے پراگریتیم میں رشد نہ پایا جائے تو اس کے ولی کوزیادہ سے زیادہ سات سال اور انتظار کرنا چاہیے۔ پھر خواہ رُشد پایا جائے یا نہ پایا جائے اس کا مال اس کے حوالے کردینا چاہیے۔ امام شافعی پڑھید کی رائے ہے کہ مال حوالے کرنے کے لیے بہر حال رُشد کا پایا جانا ناگز مرہے۔ مولانا مودودیؒ کی رائے ہے کہ الی صورت میں قاضی سے رجوع کیا جائے اور اگر قاضی پر ثابت ہوجائے کہ اس میں رشد نہیں پایا جاتا تو وہ اس کے معاملات کی گرانی کے لیے کوئی مناسب انتظام کروے۔

### آيات ڪتا 1

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّتَا تَرَكَ الْوَالِلْنِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلِيِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّتَا تَرَكَ الْوَالِلْنِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلِيِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّتَا تَرَكَ الْوَالِلْنِ وَالْأَقْرُلُ وَالْفَرْدُ وَالْمَا وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرُلُ وَالْمَاتُمُ وَالْمَالِمِينَ وَالْمَالِمِينَ فَازْزُقُوهُمُ مِّنَهُ وَقُولُوا لَهُمُ وَوَلًا مَعْمُووْقًا ﴿ وَلَيَغْشَ الَّذِينَ لَوَتَرَكُوا

مِنْ خَلْفِهِمُ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَافُواْ عَلَيْهِمُ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللهَ وَلْيَقُوْلُواْ قَوْلًا سَدِيْدًا۞ اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُونَ امْوَالَ الْيَاتِمَى ظُلْمًا إِنَّهَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمُ نَارًا ۖ وَسَيَصْلُونَ سَعِيْرًا۞

<u>ق س م</u>

قَسَمَ يَقْسِمُ (ض) قَسُمًا : كى چيز كے تقے كرنا اور بانث دينا انتيم كرنا۔ ﴿أَهُمُ يَقْسِمُونَ دَحْمَتَ دَبِّكَ ﴾ (الزِ عرف: ٣٢) ' كيا يوگ با نتت بين تير رب كي رحت كور '

مَقْسُوهٌ (اسم المفعول) :تقسيم كيا بوا' بثا بوا۔ ﴿ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوهٌ ﴿ ﴿ الحجر) ''ان ميں سے ہرايك دروازے كے ليے ايك بٹا بواحسہے .''

قِسْمَةٌ (المِ فعل) بانت اتشيم رآيت ذريمطالعد

قَسَمٌ (اسم ذَات) : اولياء مقول رتقيم كياجانے والاحلف پهر برحلف اور تَم كے لير آتا ہے: ﴿ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ مَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴾ (الواقعة) ''اوریقیناً بیا کے عظیم ہے اگرتم سمجھو''

فَسَّمَ يُقَسِّمُ (تفعيل) تَقُسِيْمًا :بتدريج بانْمَار

مُقَيِّةٌ (اسم الفاعل) : بانتنے والا - ﴿ فَالْمُقَيِّمَاتِ أَمْرًا ﴿ ﴿ الذاريات ) " پھرفتم ہے تَكُم كو بانتنے واليوں كى \_"

قَاسَمْ مُقَاسِمُ (مفاعله )مُقَاسَمَةً: دوسرے کوشم دینا۔ ﴿ وَقَاسَمَهُمَ ٓ اِبِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النَّصِحِیْنَ ﴿ ﴾ (الاعراف) ''اور اس نے قتم دی ان دونوں کو کہ یقینا میں تم دونوں کے لیے نقیحت کرنے والوں میں سے ہوں۔''

تَقَاسَمَ يَتَقَاسَمُ ( تَفَاعل ) تَقَاسُمًا : ايك دوسر عص عَنَّم لينا ـ

تَقَاسَمْ ( نَعْلَ اُمر ) : ایک دوسر بے سے قتم لو ﴿ قَالُو ا تَقَاسُمُو ا بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَهُ وَاهْلَهُ ﴾ (النسل: ٤٩) " انہول نے کہاتم لوگ ایک دوسر سے سے حلف لوکہ ہم لا زُما شب خون ماریں گے اس پر (صالح عَلَیْهِ ) اور اس کے گھر والوں بر ۔ "

اِقْتَسَمَ يَقْتَسِمُ (التعال) اِقْتِسَامًا : ابتمام ، بانمار

مُقْتَسِمٌ (اسم الفاعل): ابتمام سے بانٹے والا۔ ﴿كُمَاۤ أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ۞﴾ (الحسر)

اِسْتَقْسَمَ يَسْتَقْسِمُ (استقعال) اِسْتِقْسَامًا أبان عابنا تقسيم كرنے كى كوشش كرنا۔ ﴿ وَمَا ذُبِعَ عَلَى النَّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْأَذُلَامِ ﴾ (المائدة:٣) "اوروه جوذن كيا گيا استفان پراوريد كهتم لوگ تقسيم كرنے كى كوشش كروفال كے تيروں ہے۔ "



س د د

سَدٌّ (امم ذات) : ديوارُ آ رُد ﴿ وَجَعَلْنَا مِنْ عَيْنِ ٱيْدِيْهِمْ سَدُّا ﴾ (ينسَ: ٩) ' اور جم نے بنايا ان ك سامنے ايك آ رُد'

سَدِیْدٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پرصفت): درست ٹھیک۔ آیت زیر مطالعہ۔

ص ل ی

صَلَى يَصْلِي (ض) صَلْيًا :كَى جِيزُكُوٱ كُ پِرِجُونَا ٱ كَ مِينُ النار

صَلِيَ يَصْلَى (س) صِلِيًّا : آ گ کی پش جھیلنا' آ گ میں گرنا' آیت زیر مطالعہ۔

اِصُلَ (فعل امر): توجل ﴿ إصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكُفُرُوْنَ ﴿ ﴾ (اِسْ) " تم لوگ جلواس ميں آج بسبب اس کے جوتم انکارکيا کرتے تھے۔ "

صَالِ (اسم الفاعل) : جلنے والا۔ ﴿إِنَّهُمُ صَالُوا النَّارِ۞﴾ (ض)'' بے شک بیاوگ آگ میں جلنے والے ہیں۔''

آصْلَى يُصْلِيْ (افعال) إصْلَاءً :كى كوآ ك مِن داخل كرنا ' گرانا ـ ﴿ فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ا ﴾ (النساء: ٣٠) '' توعنقريب بم داخل كرين كاس كوآ ك مِن ـ ''

نُصْلِ (مضارع مجزوم میں جمع متکلم کا صیغہ ):﴿ وَنُصْلِهِ جَهَتَمَ ﴾ (النساء:١١٥)''اور ہم داخل کریں گےاس کودوزخ میں ۔''

صَلَّى يُصَلِّي (تفعيل) تَصْلِيَةً :كَن كُوآ كَ مِن بَعُونار

صَلِّ (فعل امر) : تو بھون' تو جلا۔ ﴿خُدُوهُ فَغُلُّوهُ۞ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلَّوْهُ۞﴾ (الحاقة) ''تم لوگ اس کو پکڑ و پھراسےطوق ڈالو۔ پھر بھڑکتی آگ میں اس کو بھونو۔''

اِصْطَلَى يَصْطَلِي (افتعال) اِصْطِلَاءً: اہتمام ہے جلنا' آگتا پنا' سِنکنا۔ ﴿ اَوُ اتِیْکُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُونَ۞ (النسل)'' یا میں لاوَل تہارے پاس ایک سلگتا انگارہ شایدتم لوگ آگتا ہے۔''

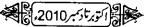
<u>س ع ر</u>

سَعَرٌ يَسْعَرُ (ف) سَعْرًا :(١) كَيْ كُواشْتَعَالَ دِلانا ُ بَحِرُ كَانا\_(٢) آگ جلانا\_

سَعِيْرٌ (فَعِیْلِ کے وزن پرصفت) : بمیشہ جلنے والی آگ شعلوں والی آگ۔ آیت زیر مطالعہ۔

سُعُوْ : دیوانگی پاگل پن جنون ۔ ﴿ إِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ صَلْلٍ وَّسُعُرٍ ﴿ ﴾ (القس) ''یقیناً مجرم لوگ گراہی اور جنون میں ہیں۔''

ُ سَعَّرَ یُسَیِّورُ (تَفعیل) تَسْعِیْراً :کثرت ہے آگ جلانا' آگ کو خوب بھڑ کانا۔ ﴿وَإِذَا الْجَحِیْمُ سُیِّرَتْ﴿﴾ (النکوین''اور جب بھڑکی آگ خوب بھڑ کائی جائے گا۔''



تركيب: 'تَرَكَ' كَا فَاعَل ' الْوَالِدَانِ ' اور ' الْاَفْرَبُونَ ' بِي اور ' الْاَفْرَبُونَ ' اسم تفضيل ہے۔ ' تَرَكَ ' كا مفعول ' مِمَّا ' (مِنْ مَا) كا ' مَا ' ہے۔ ' نَصِيْبًا مَّفُرُوضًا ' حال ہے۔ ' خَصَرَ ' ك فاعل ' اُولُو الْقُرْبِلَى وَالْيَتْمُلَى وَالْمَسْكِيْنُ ' بِيں۔ ' الْقِسْمَةَ ' ظرف ہونے كی وجہ سے حالت نصى ميں ہے۔ ' مِنْهُ' ' كى ضمير ' مِمَّا ' ك ' مَا ' ك ليے ہے۔ ' لَوْ تَرَكُوْا ' كا ' لَوْ " شرطيه ہے ' ' خَافُوا ' اس كا جواب ہے۔ ' ذُرِيَّةً ' اسم جع ہاں ليے اس كى صفت جمع كمتر آئى ہے۔ ' ظلْمًا ' وال ہے۔

### ترجمه:

لِلرِّجَال: مَردول کے لیے ہے نُصِيْتُ :ابك حقيه تُهكُ : حجورُ ا مِّمَّا :اس میں سے جو وَ الْإِلْفُورَ بِنُونَ : اورزياده قريبي رشته دارول نے الُوَّ الِلاَن : مال باب نے وَلِلنِّسَآءِ : اورعورتول كے ليے ب نَصِيْكِ :ابك حصه تَهُ كَ : حِيمُورُ ا یّممّاً:اس میں ہے جو الُوَ الِلانِ : مال باپ نے وَالْأَقُورُ بُوْنَ : اورزياده قريبي رشته دارول نے قَلَّ : كم هو مِمَّا: اس میں سے جو مِنْهُ :اسے أوْ : إ نَصِيْبًا مَّفُرُوْ صَّا فرض كيا مواحمه موت موت كَثُورُ : زياده ہو حَضَة : حاضر ہوں وَإِذَا : اورجب الُقسْمَةَ تقسيم كونت أُولُوا الْقُرُّبِلَى : قرابت والے وَالْيَتَالَمٰي :اوريتيم وَ الْمُسلِكِيْنُ : اورضرورت مندلوگ فَارُزُ قُوْهُمْ : توتم دوان كو مِنْهُ :اس میں ہے وَ قُوْلُوْا : اور كَهُوتُم لَهُمُ :ان سے قَوْلاً مَّتْعُرُوْفًا : كِعْلَى بات وَكُيَخُشَ : اورجا ہے كەۋرىن الَّذِيْنَ : وه لوگ جو مِنْ خَلْفِهِمْ : اليّ يَجِي تَوَكُوْا : حِيمورٌ س ذُرِّيَّةً ضِعلفًا : كِهِ كَمْرُوراولا دي خَافُوْ١ : تَوْوِهِ خُوفُ كُرِي فَلْيَتَقُوا: بِس حابي كه وه تقوي اختيار كريں عَلَيْهِمْ :ان كے بارے میں وَلْيَقُولُوا : اورجابي كركهيں اللَّهُ : اللَّهُ كا



اِنَّ الَّذِيْنَ : ہےشک وہ لوگ جو اَمْوَالَ الْيَعْلَمٰي : يَتيموں کے مال قَوْلاً سَدِيْدًا : تُعيك بات

يَأْكُلُوْنَ : كھاتے ہیں

اِنَّمَا : تَوَ بِحُرِیْمِیں سوائے اس کے کہ فِی بُطُونِهِمْ : اپنے پیٹوں میں وَسَیَصْلَوْنَ : اوروہ کریں گے

ظُلُمًّا :ظُمُ كُرتے ہوئے يَا كُلُونَ : وه كھاتے ( يعنی بجرتے ) ہيں نَارًا : ایک آگ

سَعِيْرًا: شعلوں والی آ گ میں

نوت: مادہ ''ص ل و' سے بابِ تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلِّو نبتا ہے' جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر صل او ''سے بابِ تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلِّی نبتا صَلِّ استعال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو نماز پڑھ۔ مادہ ''ص ل ی' سے بابِ تفعیل کا فعلِ امر اصلاً صَلِّی نبتا ہے' اور قاعدے کے مطابق تبدیل ہوکر رہی صلِّ استعال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو آگ میں بھون ۔اس طرح دونوں ہم شکل ہوجاتے ہیں لیکن عبارت کے بیاق وسباق میں ان کی تمیز آسانی سے ہوجاتی ہے۔ ٥٥

### بقیه: مضامین قرآن

بالله كى توفتى ينكيون من سبقت كرن والع بين يهي توالله كابر افضل ب-"

جنت میں دا خلے کے وقت اہل جنت کی زبانوں پر جوتر انے ہوں گے قر آن مجید میں مختلف مقامات پران کا ذکر ہوا ہے ۔ابیا ہی ایک ترانہ یہاں ملتا ہے :

رُ اللهِ الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ النَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورُ ﴿ وَ الَّذِيْ آحَلَّنَا دَارَ (وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۚ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورُ ﴿ وَالَّذِيْ آ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُونٌ ﴾

''اوروہ کہیں گے کہ اللہ کاشکر ہے جس نے ہم سے ہرقتم کارنج وغم دورکردیا۔ یقیناً ہمارارب مغفرت والا اور قدر دان ہے۔جس نے ہمیں اپنے فضل سے ایسی عمدہ قیام کی جگدلا اتاراہے جہال ہمیں ندمشقت پیش آئے اور نہ تکان لاحق ہو۔''

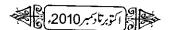
اس کےمعاً بعد کا فروں کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ جہنم میں ہوں گے۔ نہ تو اُن کو قضا ہی آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ اُن سے دوزخ کاعذاب ہی ہلکا کیا جائے گا۔

. ہے۔ آ خری آیت میں ایک قانون کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر خطا کار کاای وقت فی الفورموا خذہ نہیں کرتا بلکہ اے مہلت دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلْكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلْى اَجَل مُّسَمَّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَانَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيْرًا ۞ ﴾

''اوراً گرالله مواخذہ (میں جلدی) کرتا بسب ان کے گنا ہوں کے تو زمین پرکسی بھی حیوان کو نہ چھوڑتا' لیکن (الله )ان کوڈھیل دیتا ہے وقت مقررہ تک ۔ پھر جب وہ مقرروفت آگیا توان کا ربّ ان سے خوب واقف ہے۔''

۔ پید همکی کا انداز ہے کہ بینہ مجھو کہ تمہاری کوئی حرکت ہماری نگا ہوں سے اوجھل ہے۔





## تقوى كى فضيلت

### مدرس: پر و فیسرمحمہ یونس جنجو عه

عَنُ مُعَاذِ بُنِ جَبَلٍ ﴿ مُعَا فَالَ لَمَّا بَعَثَةً رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَةً رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوْصِيهِ وَمَعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمُشِى تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَعَ قَالَ :

﴿ يَا مُعَادُ إِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَا تُلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ لِهٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ لِهٰذَا وَقَبْرِيْ» فَبَكْي مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللهِ عَلَيْكُ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ : ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَقُونَ مَنْ كَانُوْ ا وَحَيْثُ كَانُوْ ا) (رواه احمد) حضرت معاذ بن جبل والثوث ہے روایت ہے کہ رسول اللّٰه کَالْتُؤْمِ نے جب ان کو بمن کے لیے ( قاضی یا عامل بنا کر)روانہ فرمایا (اور وہ حضور کے حکم کے مطابق وہاں کے لیے روانہ ہونے لگے ) تو (ان کو رخصت کرنے کے لیے )حضور مُناتِیم بھی ان کو پچھیعیں اور وصیتیں فر ماتے ہوئے ان کے ساتھ چلے' اس وقت حضرت معاذ را الناشطة تو (حضور کے تھم ہے) اپنی سواری پر سوار تھے اور حضور مُنافیج انوران کی سواری کے ساتھ پیل چل رہے تھے۔ جب آپ (ضروری نفیحتوں اور وصیتوں سے ) فارغ ہو چکے تو آپ نے فرمایا: ''اےمعاذ! شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد ہماری ملاقات نہ ہو۔ ( گویا آپ مُلَّا لِیْمُ کِنْ اِن کو اشاره فرمایا که بیمیری زندگی کا آخری سال ہےاور میں عقریب اس دنیا سے دوسرے عالم کی طرف منتقل کیا جانے والا ہوں۔اس کے بعد آپ نے فر مایا ) اور شاید ایسا ہو کہ (جب بھی تم یمن ہے واپس آ وُ تو بجائے مجھ سے ملنے کے اس مدینہ میں ) تم میری اس مجد اور میری قبر په گزرؤ'۔ بین کر حضرت معافّا ( حضور مَا اللهُ عَلَيْهِ عَلَى وَفَاتِ كَ تَصُورُ اور ) آپ كے فراق كے صدمہ سے رونے لگئے تو رسول اللهُ مَا ان کی طرف سے منہ پھیر کے اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فر مایا:''مجھ سے زیادہ قریب اور مجھ سے زیادہ تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں جوخداہے ڈرتے ہیں (اورتقوے والی زندگی گز ارتے ہیں )وہ جوبھی ہوں'اور جہاں کہیں بھی ہوں \_''

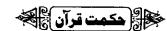
حضرت معاذ بن جبل نٹائٹ رسول اللّہ ٹائٹی کے منظورِنظر صحابہ میں سے تھے۔وہ بیعت عقبہ ثانیہ کے الاراد میں شامل تھے۔ آپ جنگ بدر میں شریک تھے اور بعد کے اکثر غزوات میں بھی آپ نے حصہ لیا۔ قرآن و صدیث کا عمدہ فہم رکھتے تھے۔ رسول اللّہ ٹائٹی کے ان کو حلال اور حرام کاعلم جاننے والاسب سے بڑا عالم قرار ویا۔ آپ ٹائٹی کم ترغیب دیتے تھے کہ لوگ حضرت معاذر ٹائٹی سے قرآن مجید سیکھیں۔ دین کے معاملات میں



صحابہ کرام ڈٹائٹی اُن کےمشوروں کو بہت اہمیت دیتے تھے۔حضرت عمر ٹٹائٹز کے تو آٹے مشیرخاص تھے۔ایک دفعہ انہوں نے کہا: اگرمعاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا ہوتا۔ 9 ھدمیں رسول اللهُ مَثَاثِیَا آمنے انہیں یمن کا حاکم بنا کرروا نہ کیااورنفیحت فر مائی کهلوگوں کے لیے آ سانی مہیا کرنا' مشکلات پیدا نہ کرنا۔حضرت معاذ بڑے شیریں بیان اور خوش كلام صحالي تھے۔ ان سے ١٥٧ حديثيں مروى بين -"اللَّهُمَّ اَعِيّى عَلَى ذِكُوكَ وَشُكُوكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ " وہمسنون دُعاہے جورسول اللُّه ظَالْتَيْمَ نے حضرت معاذ کوسکھائی کہ فرض نماز وں کے بعد پڑھا کریں۔ اس حدیث میں اُس وقت کی منظر کشی کی گئی ہے جب 9 ھ میں رسول اللم کا اُلْتِی اُنے عضرت معاذ کو یمن کی طرف عامل بنا كر بهيجا\_اس موقع پرحضرت معاذ ڈاٹٹنز تو اپنی سواری پرسوار متھ مگررسول اللّٰه مَآ اللّٰهِ مَا اِن کی سواری کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ تواضع اور انکساری اسلای اخلاق کی محبوب صفت ہے۔ رسول اللّٰمُ کَالْتِیْزَا ''بعداز خدابزرگ تو ئی'' کےمقام پر فائز ہونے کے باوجودانتہائی متواضع تھے۔ آپ ٹاٹٹیٹر کھر کےمعمولی کام خود کر لیتے 'صحابہ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو دوسروں کے برابر کا م کرتے ۔ جنگ احزاب کے موقع پر خندق کھود نے میں بھی صحابہ کے ساتھ کھدائی کا کام کیا۔ یہاں بھی رسول الله مُنافِیّن اپنے کونمایاں کرنے کی بجائے تواضع کے ضمن میں بےمثال اُسوہ پیش کررہے ہیں کہ معاذ خاہیٰ تو سواری پر ہیں اور آپ مُلاَثِیْنِ اساتھ ساتھ پیدل چل رہے ہیں۔ حضرت معا ذر کانٹنڈ نے ضرور کہا ہوگا کہ یارسول اللّٰہ مَاکھنٹی آ پسواری پرسوار ہوجا کمیں اور میں پیدل چاتا ہوں مگر آ ب نے اس بات کو قبول نہ کیا اور پیدل ساتھ ساتھ چلتے رہے۔صحابہ کرام ڈٹائٹ کامعمول تھا کہ وہ رسول الله مَلَا تُعْيَامُ كے ساتھ بات كرتے وقت اپني رائے پر اصرار ہرگز نه كرتے تھے بلكه آپ كى رضا كواپني خواہش پر ترجیج دیتے تھے۔ چنانچہ جب آپ نے حضرت معاذ زلائٹیئہ کی سواری کے ساتھ بیدل چلنا چاہا تو حضرت معاذ ڈلائٹی نے بھی اس بات کو مان لیااوراصرار نہ کیا۔اس میں اسلامی اخلاق کا ایک اور پہلوبھی نمایاں ہوتا ہے کہ کسی کو رخصت کرتے وقت کچھ فاصلے تک اس کے ساتھ جانے میں جانے والے کی عزت افزائی اور اکرام بھی مسنون ہے۔

جب رسول الله مناقی مفرت معا ذرا الله مناقی کو ضروری پندونسائ دے چکے تو پھر فر مایا کہ میں عفریب عالم آخرت کے بعد میری تمہاری ملا قات نہ ہو۔ گویا آپ نے اس بات کی طرف اشارہ فر مایا کہ میں عفریب عالم آخرت کی جانب منتقل کیا جانے والا ہوں اور یہ بھی فر مایا کہ جب تم یمن ہو واپس آ و گے تو تمہاری ملا قات بجھ ہو گئی جائی گئی میری اس مجد اور میری قبر ہے گزرو گے۔ چونکہ رسول الله مناقی فیا آپی و فات کی خبر سنار ہے تھے اس لیے حضرت معا ذرائی تین سول الله مناقی میں معاور الله مناقی کی جدائی کے صدمے کا احساس کر کے رونے گئے۔ اس پر لگتا ہے کہ خود رسول الله مناقی منظم میں معاور بھی مناز ہوں گئی مناز کی مناز کی میں کہ میری معاور مناز کی میں کہ میری دنارے معاور کی مناز کی مناز کی میں کہ میری کی مناز کی میں کہ میری دفات کے ساتھ میرے حضرت معاور کو صدمہ پہنچا ہے ، چنا نچہ آپ نے اُن کو میہ خوشخبری بھی سنادی کہ میری دفات کے ساتھ میرے مقدرت مناد کو اور جان ناروں کو جوصدمہ ہوگا وہ وقتی ہوگا ،

20



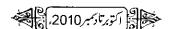
کیونکہ جب پر ہیز گارلوگ حیات و نیوی گز ار کر عالم آخرت کی طرف مراجعت کریں گے تو ان کو وہاں میرا قرب نصیب ہوجائے گا۔ گویا آپ نے حضرت معاذ ڈٹاٹٹڑ کوتسلی دی کہ اس ظاہری فراق کاغم نہ کر و 'جب تمہارے دل میں خوف خدا ادرتقو کی ہوگا تو تم یمن میں رہتے ہوئے بھی مجھ سے دُور نہ ہوگے 'بلکہ دارِآ خرت میں تو تم میرے ساتھ ہی ہوگے۔

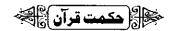
اُس موقع پر رسول الله گانی نظر نے یہ بھی فرمایا کہ بچھ سے زیادہ قربت کا تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہوں گے جو اللہ سے ڈرتے ہوئے تقویٰ کی زندگی ہر کریں گے وہ جوکوئی بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔ لینی آخرت میں میری پائیدار صحبت کے حصول کا معیار تقویٰ ہے۔ یہ تقی لوگ چھوٹی ذات کے ہوں یا بڑی ذات کے موں یا بڑی ذات ہوں یا معذور ' حاکم ہوں یا محکوم' امیر ہوں یا مفلس' خوشحال ہوں یا مفلوک الحال' عربی ہوں یا مجمئی مندرست ہوں یا معذور ' کالے ہوں یا گورے' میر سے ساتھ ہوں گے۔ پھر بہ تقی لوگ دنیا کے کسی خطے میں رہتے ہوں عرب میں ہوں یا مجمئی ہوں یا گورے' میر سے ساتھ ہوں گے۔ پھر بہ تقی لوگ دنیا کے کسی خطے میں رہتے ہوں عرب میں ہوں یا مجمئی ہوں یا گورے' میر سے ساتھ اس گفتگو میں زندگی اللہ تعالیٰ کے خوف میں گزاری جائے' ہر وہ کام کیا آپ منظم نے انتہائی جامع نصیحت فرمائی کہ دنیا میں زندگی اللہ تعالیٰ کے خوف میں گزاری جائے' ہر وہ کام کیا جائے جس کی آپ منظم نظر ناور کرم ہوں گئی ہوں استطاعت کے مطابق بجالا یا جائے اور ہر اس کام سے بازر ہا جائے' جس سے آپ منظم نظر اللہ اتفا گئی ہوں استطاعت کے مطابق بجال یا جائے اور ہر اس حقوق العباد کا بھی خیال رہے۔ یہی تقوی کے اور ایسے ہی متی لوگ اللہ کے ہاں معز زاور مرم ہوں گئی جسیا کہ حقوق العباد کا بھی خیال رہ ہو گئی ہوں گئی ہوں گئی ہوں اللہ کے ہیں معز زاور مرم ہوں گئی جسیا کہ حقوق العباد کا بھی خیال رہ ہو گئی ہوں گئی ہوں اللہ کی اللہ کے نزد یک تم میں سے نیادہ معز زوہ ہے جو سب سے بڑھ کم تھی ہوں۔' اللہ کا نام کے خوف میں دورہ کے جو سب سے بڑھ کر متی ہوں۔'

حضرت معاذ ہا تھنے 9 ھے کو یمن گئے اور ااھ میں رسول اللّٰہ مَا کُلِیْتُا کُی رصلت ہو گئے۔ چنا نچہ جب وہ ااھ میں واپس مدینہ آئے تو رسول اللّٰہ مُنَا کُلِیْئِ سے ان کی ملا قات نہ ہو سکی اور اس وقت آ پ کی تدفین ہو چکی تھی۔ اب حضرت معاذ کا آپ کی قبر ہے ہی گز رہوا' جس کی رسول اللّٰہ مُنَاکِیْئِ انے حضرت معاذ رُالْنَمُنَّ کو خبر دی تھی۔



دعوت رجوع الى القرآن كى اساسى دستاويز گاکٹر اسراد الحکر میران کی مقبول عام تالیف مسلمانوں برقرآن مجبر کے حقوق اشاعت خاص: 40، وپ اشاعت عام: 25روپ





## نظرية وحدث الوجوداور ڈاکٹر اسراراحمرﷺ

### حافظ محمدز بير

حال ہی میں بعض سلفی حضرات کی طرف سے نظریۂ وحدت الوجود کے حوالے سے ڈاکٹر اسراراحمد مجھھے۔ پر نقد سامنے آئی ہے کیکن ہمارے خیال میں ناقدین میں سے کوئی ایک صاحب بھی ایسے نہیں ہیں جو ڈاکٹر صاحب کے موقف کو پوری طرح سمجھے ہوں۔ ڈاکٹر اسراراحمد مجھھے سے بھی خطا کا امکان ہے اوراس کی نفی ممکن نہیں ہے کیکن کسی بھی شخص پر تقید کا بنیا دی تقاضا ہے ہے کہ:

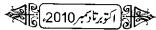
(۱) پہلے آپ اس شخص کے موقف کو اچھے طرح سبحسے ہوں۔ عام طور پر مذہبی حلقوں کی طرف سے جو تقید میں ہوتی ہیں اس میں مد مقابل کے موقف کو سبحھے بغیر نقد کی جاتی ہے جو کہ کسی طور بھی مناسب طرزعمل نہیں ہے۔ پعض اوقات جس پرآپ نقد کررہے ہوتے ہیں اس کے افکار بہت واضح ہوتے ہیں اور ان افکار کو اُس شخص یا اس سے متعلقہ افراد سے سبحھنے کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص جب سی موضوع پر کلام کرتا ہے تو وہ موضوع انتہائی دقیق عمیق اور بچھ بنیادی اصطلاحات کا حامل ہوتا ہے اور عام افراد کے لیے اس کو سبحضا مکن نہیں ہوتا۔ ایسے میں ناقد کو اُس شخص سے براہِ راست یا اس کے متعلقین سے یہ وضاحت طلب کرلینی چاہے کہ جیسے میں ان کا موقف سمجھا ہوں کیا وہ یہی کہنا چاہتے ہیں؟ یا ان کی مراد پجھا ور ہے۔

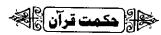
(۲) تقید کا دوسرا نقاضا بیہ بے کہ تقید میں اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے ۔ کسی بھی داعی مذہبی وسیاسی رہنما' عالم یافقیہ پر نقد کرتے ہوئے اس کی خوبیوں کو بھی تسلیم کرنا چاہیے ۔ نقد کا بنیا دی مقصدا صلاح و موعظت ہے' جبکہ فی زمانہ تقید کا مقصد کسی گخصیت کو مسخ کرنا بن چکا ہے ۔ وحدث الوجود کے مسئلہ میں سوائے ادارہ'' ابقاظ' کے' ڈاکٹر اسراراحم صاحب کے بھی اکثر ناقدین کا معاملہ یہی ہے کہ ان کی اصل کوشش شخصیت کو مسخ کرنے کی زیادہ معلوم ہوتی ہے' بجائے اس کے کہ ان کے سامنے کوئی اصلاح یا موعظت کا پہلوغالب ہو۔

بعض سلفی حضرات نے ڈاکٹر اسرار بُیٹیئے کے نظریہ وحدت الوجو داور شیخ ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کوایک قرار دیا ہے اور اس بنیاد پر ڈاکٹر اسرار احمد بُیٹیئے پر شدید نفتد کی ہے ٔ حالانکہ دونوں کے نظریہ وحدت الوجو دمیں بنیا دی اور جو ہری فرق موجود ہے ؛ جسے ہم ذیل میں نقل کررہے ہیں :

شيخ ابن عربي كاموقف

محققین اہلِ علم کے مطابق وحدتُ الوجود کا نقط نظر سب سے پہلے شخ ابن عربی (متوفی ۵۳۸ھ) نے ایک جامع فکر کی صورت میں پیش کیا' اگر چہ اس نظر یہ کے منتشر تصوّرات ابن عربی سے پہلے بھی یونانی





فلاسٹرز'باطنیۂ صوفیاءاوربعض فلاسفہ اسلامیین کے ہاں پائے جاتے رہے ہیں۔ ذیل میں ہم انتہائی اختصار کے ساتھ ممکن حد تک آسان الفاظ میں اس نظریہ کا ایک خلاصہ پیش کررہے ہیں۔

فلسفه اورفلاسفه کاشروع ہی ہے ایک بنیادی ذہنی خلجان بیر ہاہے کہ ربط الحادث بالقدیم کے مسئلہ کو کیسے طل کیا جائے؟ اس مسئلے کا ایک حل تو قدیم فلاسفه اور مناطقه نے معقول عشرہ اور اُفلاک تبعث کے تصورات کے ساتھ بیان کیا 'جبکہ شیخ ابن عربی نے اس ربط کو اپنے نظریۂ وحدث الوجود کے ذریعے حل کیا ہے جس کی بنیادی انہوں نے فرقہ باطنیہ سے حاصل کیں 'جبکہ فرقہ باطنیہ نے بیا فکاریونانی فلسفے سے حاصل کیے تھے۔

شخ ابن عربی نے قدیم سے حادث تک کے سفر کو' تنزلاتِ ستۂ کے ذریعے بیان کیا ہے۔ صوفیاء کے ہاں چونکہ اصطلاحات کی بھر مار ہے لہذاانہوں نے اس تصور کو' تنزلاتِ ستۂ کے علاوہ 'مراتبِ سبعہ' اور' حضراتِ خسہ کے عناوی سے بھی پیش کیا اور ان عناوین کے تحت وہ وحدت الوجود کے علاوہ کچھ مزید نصورات کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ شخ ابن عربی کے تنزلات کو جانئے سے پہلے بیمقد مہ جاننا ضروری ہے کہ شخ کے نزدیک ذات اور صفات کوئی الگ شے نہیں ہیں بلکہ اُساء وصفاتِ باری تعالیٰ بھی عین ذات ہی ہیں۔

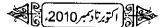
شیخ این عربی کے نزدیک ذات الله سے پہلا تنز ل'حقیقتِ محمد یہ میں ہوا ہے اور بیر تنزل اللہ تعالیٰ کی صفت علم میں ہوا ہے۔ دوسرا تنزل ان کے نزدیک مقیقتِ محمد یہ ہے' اعیانِ ثابتہ میں ہوا ہے۔ اور تیسرا تنزل ' اعیانِ ثابتہ ہے' روح' میں ہوا ہے۔ چوتھا تنزل ' روح' سے' مثال' میں اور پانچواں' مثال' سے' جسم' میں اور چھٹا ' جسم' سے' انسان' میں ہوا ہے۔ ذیل میں ہم ان تنزلات کوایک نقشے کی صورت میں واضح کرتے ہیں اور اس کے بعد بحث کو آگے بڑھاتے ہیں:

مرتبه جامعه		مراتب کونیه		مراتب العيه		
ساتدان مرتبه	چھٹامرتبہ	پانچوال مرتبه	چوتقامرتبه	تيسرامرتبه	د ومرامر تبه	پہلامرتبہ
چھٹا تنزل	پانچواں تنزل	چوتھا تنزل	تيسرا تنزل	دوسرا تنزل	پہلاتنزل	ذات البي
انيان	جم	مثال	روح	وحديت	وحدت	أعديت
				اعيانِ ثابته	حقيقت محربير	غيب مطلق

 الله وُرِي" جيسى با تفاق المحدثين ضعيف روايت سے استدلال كرتے ہيں \_ ْحقيقتِ محمديه ' كوصوفياء ك مان *مر تبه* وحدت 'اور' موجودا جمالی' اور' حقیقة ا**لحقائق '**اور' عقل اوّل 'اور' عالمِ صفات 'اور' ظهورِ اوّل 'اور مالم رموز'اور' أمّ الفيض' وغيره ي بهي تعبيركيا جاتا ہے۔ ہم نے ان اصطلاحات كا تذكره اس ليے كرويا ہے كه جو خض ابن عربی کے اس مرتبہ اور تنزل کو گہرائی میں سمجھنا جا ہتا ہوتو وہ ان اصطلاحات میں سَرسَری غور وفکر کے ذریعے بھی اس مرتبہ کے متفزق ومتنوع پہلوؤں اور جہات کواچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

ا بن عربی کے نز دیک اس اجمالی تصور اور خیال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کرنے والی مخلوق کا تفصیلی تصوراور خیال کیااوراس مقام کا نام شخ ابن عربی کے ہاں اُعیانِ ثابتہ ہے۔اس مرتبے کوصوفیاء کے ہال مرتبہ واحدیت ٔ اور ْ قابلیتِ ظہور ٔ اور ْ وجو دِ فائض ٔ اور ظلِّ ممدودْ وغیرہ جیسی اصطلاحات ہے تعبیر کیا جاتا ہے جواس مرتبے کی مختلف جہات کو واضح کررہی ہیں۔ اُعیانِ ثابتہ' ہے شیخ ابن عربی کی کیا مراد ہے؟ اسے ہم آسان الفاظ میں ہم یوں بیان کر کتے ہیں کہ خارج میں موجود کلوقات کے جوہیو لے اللہ کے خیال اور تصور [بعنی صفت علم ] میں موجود ہیں' وہ أعیانِ ثابتہ ہیں۔ یعنی ہر ہر پیدا شدہ کنلوق کا ایک عین ثابت اللہ کےعلم میں موجود ہے اوراس عینِ نابت کےمطابق اس مخلوق کا ظہور ہوتا ہے' جبیبا کہ ایک بڑھئی جب میز' کری اور پلنگ وغیرہ بنا تا ہے توان کو بنانے سے پہلے اس کے ذہن میں ان کے ہیو لے موجود ہوتے ہیں اور جسیا ہیولداس کے ذہن میں ہوگا و لیی ہی کری' میزیا پلنگ وہ خارج میں بنائے گا۔ان تین مرا تب یعنی ذات الٰہی' حقیقتِ محمدیہ [پیدا ہونے والی مخلوق کا اللہ کے علم میں اجمالی تصور ] اور اُعیانِ ثابتہ [پیدا ہونے والی مخلوق کا اللہ کے علم میں تفصیلی تضور ] کو شخ ابن عربی کے نظریۂ وحدث الوجود میں'مراتب الہیۂ کہتے ہیں' کیونکہ تنزلِ اوّل وٹانی کی صورت میں اللّٰہ کا إجمالي علم ہو ياتفصيلي علم' وہ الله كي صفت ہے اور الله كي صفات عين ذات ہيں' پس بية تينوں الله كي ذات ہي كے مراتب ہیں ۔ شیخ ابن عربی کا فلسفۂ وحدت الوجود کا مرکزی خیال یہاں ہی ختم ہوجاتا ہے۔ اُعیانِ ثابتہ کے بارے میں شیخ این عربی کا یہ نقط نظر نہایت اہم ہے کہ "الاعیان ما شمت رائحة الوجود الخارجی" یعنی اعیان ٹابتہ نے خارج میں وجود کی بوہمی نہیں چکھی \_ یعنی اللہ کےعلم میں'اعیان ٹابتہ کےمطابق' خارج میں کوئی مخلوق وجود میں نہیں آئی ہے۔

اب سوال میہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اعیانِ ثابتہ [ یعنی اللہ کے علم میں پیدا ہونے والی اشیاء کے ہیولوں ] کے مطابق خارج میں کوئی شے وجود میں نہیں آئی تو بقیہ چار تنز لات کا کیامعنی ومفہوم ہے؟ تیسرے چوشے پانچویں اور چھٹے تنزل کے بارے میں شخ ابن عربی کا کہنا ہیہے کہ بید درحقیقت اُعیانِ ٹابتہ کاعکس اور سِامیہ ہیں۔ لیننی چوتھے ہے چھٹے تنزل تک تنزل اعیانِ ثابتہ کے عکوس وظلال میں ہوا ہے کیکن بیعکوس وظلال شخ کے نزدیک اعیانِ ٹابتہ کا عین بھی ہیں۔اس کوسادہ می مثال سے بول سمجھیں کہ جب ہم آئینے سورج کے سامنے رکھیں تو ہمیں آئینے میں سورج کا عکس نظر آتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آئینے میں موجود سورج کا کو کی حقیقی وجوز نہیں ہے بلکہ وہ محض آ سان والےسورج کاعکس ہے۔ دوسری اہم بات بہ ہے کہ آئینے میں جوہمیں سورج نظر آ رہا ہے وہ وہی سورج ہے جوآ سان میں ہے کیونکہ اس آ سان والے سورج کی شعاع نے آئینے سے نگرا کراس کاعکس پیدا کیا ہے 'لہٰ ذا







آئينے والے سورج کوآسان والے سورج ہے تعبیر کرنا تھی ہے اورا گر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ آئینے میں جوسورج نظر آرہا ہے 'یدوہی آسان والا سورج ہے تواس کا یہ کہنا درست ہوگا۔ پس اگر آئینے کے سامنے کوئی انسان کھڑا ہے تو یہ مکن نہیں ہے کہ آئینے میں عس کسی جانور کا نظر آئے 'پس کسی شے کا عس اس کے حقیق وجود کے عین مطابق ہوتا ہے۔ لیکن شخ ابن عربی اس عس کو عین مطابق نہیں بلکہ عین کہتے جین جیسا کہ انہوں نے صفات کو ذات کا عین قرار دیا ہے۔ ایک اور بات یہ بھی واضح رہے کہ شخ وصدت الوجود کے قائلین صوفیاء کے ہاں صورت شے' عین قرار دیا ہے۔ ایک اور بات یہ بھی واضح رہے کہ شخ وصدت الوجود کے قائلین صوفیاء کے ہاں صورت شے' عین شے ہوتی ہے۔ ایک اور بات یہ بھی واضح رہے کہ خارجی وجود اعیانِ ٹابتہ کے عکوس وظلال جیں اور در حقیقت اعیانِ ٹابتہ کے عکوس وظلال جی اور در حقیقت اعیانِ ٹابتہ کے عکوس وظلال جی اور در ہی کہتے وہود ہے تو وہ اعیانِ ٹابتہ کے عکوس وظلال کا ہے اور انہی عکوس وظلال میں وہ تنز لات کے چارمراصل بیان کرتے ہیں۔

ین جرف یوں کہ بیات ہیں اس نظریہ کو صدت الوجود کومولا نا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب الذین القیم میں نہایت ہی سادہ می مثال سے بیان کر دیا ہے جس کا حاصل بیہ ہے کہ اگر آپ بیناریا کتان کا تصور کریں تو یہ بیناریا کتان آپ کتان کا تصور اور خیال ہنا کیں گے تو یہ بیناریا کتان ہیں ہے کہ میں نائم ہے جسے ہی آپ اپنا تصور اور خیال ہنا کیں گے تو یہ بیناریا کتان بھی ختم ہوجائے گا۔ پس اللہ تعالی نے بھی اس کا کنات کا تصور اور خیال کیا ہے اور یہ کا کتات اللہ کے تصور اور خیال کیا ہے اور یہ کا کتات اللہ کے تصور اور خیال میں قائم ہے اور خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ پس جس طرح میں بیناریا کتان کا تصور کرتا ہوں اور میرا تصور کیا جاتو کا اعمانِ ثابتہ کی صورت میں تصور کیا ہے تو وہ اللہ کے وجود سے باہر نہیں ہوتا 'اسی طرح اللہ نے جو اس کا کتات کا اعمانِ ثابتہ کی صورت میں تطر آر ہا ہے وہ اللہ کے وجود سے باہر نہیں ہے ۔ پس اس طرح وحدت الوجود ثابت ہوگیا اور ہمیں جو خارج میں نظر آر ہا ہے وہ اللہ کے تصور اور خیال کا عس ہوتا ہوں کوئی حقیقی وجود نہیں ہوتا یا عس اپنے وجود کا میں میں ہوتا یا عس بھتا ہے۔

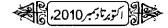
شخ ابن عربی کے بیان کردہ تیسرے چوتھاور پانچویں تنزل کو'مرا تب کونیہ' کا نام دیا جاتا ہے اور انہیں 'مرا تب امکان ہے بیان کردہ تیسرے چوتھاور پانچویں تنزل کو'مرا تب کونیہ' کا نام دیا جاتا ہے اور انہیں 'مرا تب امکان ہے لیکن خارج میں اسا اسا چود نہیں ہے۔ پس امکان ہے لیکن خارج میں موجود ہر شے درحقیقت اللہ کا خیال اور تصور ہے اور اس کا کوئی خارجی وجو نہیں ہے۔ پس خارج میں سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی ادر وجو دئیس ہے اور اس کو کو خارجی ہیں سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی ادر وجو دئیس ہے اور اس کو صوفیا ءوحدث الوجود کہتے ہیں۔

### واكثرا سرارا حمدرحمه الله كاموقف

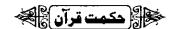
ڈاکٹر اسراراحمہ مُرینیا کی خزد یک وحدت الوجود سے مراد ہمہاوست یا حلول ہرگزنہیں ہے۔ ہمہاوست یا حلول کے نظریات کو وہ کفر وشرک گردانتے ہیں۔ان کے نزدیک حقیقی اور قائم بالذّات وجود صرف وجو دِ باری تعالیٰ ہے ٔ باقی تمام وجود حادث اور ممکن ہیں۔وہ لکھتے ہیں :

'' ييتوسب جانتے ہيں كەصرف ذات بارى تعالىٰ 'واجب الوجود'اور' قدىم' ہے۔۔۔ جبکه كُل كون ومكال اورانسان سميت جملة مخلوقات وموجودات ممكن'اور' حادث' ہيں۔''

(ایجاد وابداع عالم سے عالمی نظام خلافت تک:ص۵)







نيزوه لکھتے ہیں:

''ہمہ اوست کی ایک تعبیر pantheism ہے۔ لینی جب وجود ایک ہی ہے تو یہ کا نئات گویا خدا کا حصّہ ہے یا ہمہ تن خدا ہے خود خالق ہی نے مخلوق کی شکل اختیار کرلی' جیسے برف پکھل کریا نی بن گئی اور پانی کو آپ نے آبالاتو وہ بھا ہے بن گیا۔۔۔ اب پانی ہی برف بھی ہے اور بھا ہم ہی ہے۔۔ اس نظر ہے میں کا نئات کو حقیق مانا گیا ہے کہ یہ در حقیقت واقعی ہے اور بیخالتی کا حصہ ہے یا خالق ہی ہے۔۔۔ اس میں کس شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ عظیم ترین کفرو شرک ہے اور اس کا اسلام کے ساتھ یا حقیقت کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے'۔ (اُمِّ المستحات عرام ۸۷ )۔

تاہم ڈاکٹر اسراراحد رحمہ اللہ کے ہاں جب قدیم اور حادث کے باہمی ربط کا سوال پیدا ہوا تو انہوں نے اکر مسئے کا جوحل پیش فر مایا تواس کی اصل بنیا دعقیدہ کی بجائے فلسفہ وعلم سائنس ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ربط الحادث بالقدیم کے ذیل میں وحدت الوجود کا جو کھتے نظر ڈاکٹر صاحب پیش کرتے ہیں وہ ان سے پہلے اس صورت میں کسی نے بیش نہیں کیا۔ اس نظر یے کی متفرق کڑیاں یا منتشر تصورات تو انہوں نے مختلف علوم اور اشخاص سے حاصل کیے ہیں لیکن ان کڑیوں کو ایک تر تیب اور منظم فکر میں پروناان کا ذاتی اور خلیقی کا م ہے۔ اور اشخاص سے حاصل کیے ہیں لیکن ان کڑیوں کو ایک تر تیب اور منظم فکر میں پروناان کا ذاتی اور خلیقی کا م ہے۔

وْ اكْرُ صاحب نے اس عميق مسئلے كو كيوں چھيڑا ہے اس بارے ميں وہ لکھتے ہيں:

''اس سلسلہ میں آخری بات بیعرض کرر ہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے حضرات کا شاید بیذ وق نہ ہو' اس کے باوجود میں بید مسئلہ اس لیے بیان کر دیا کرتا ہوں کہ ان بزرگوں اور اسلاف کے بارے میں سوئے ظن نہ رہے جو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔اس سے ہمیں اپنے آپ کو بچالینا چاہیے' کیونکہ میہ بہت بزی بحرومی ہے کئی بھی شخص سے اختلاف کاحق ہڑخض کو حاصل ہے ....'' (اُمِّ المُسْتَحَاتِ ص ۹۴)

بہت بڑی فروی ہے۔ ی بی س سے اخطاف کا می ہر ک وطاق ہے۔... '' را اور کا سیاست کا اور ان حضرات بنابریں وہ شاہ ولی الله د ہلوی اور شخ احمد سر ہندی رحمہما الله وغیرہ کے توضی د فاع کے قائل ہیں اور ان حضرات پرمشرک' کا فریاضال کا فتوی لگانے کے خلاف ہیں' لیکن شخ ابن عربی پر کوئی فتو کی لگائے جانے کے بارے میں

ر سرت ہ تریاضاں و واقا سے سات ہیں: وہ ایسے صاس نظر نہیں آتے۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ کسی کوابن عربی سے سوغ ن ہو' کوئی انہیں مرتد سمجھے یا جو چاہے کہا اس سے کوئی بڑا فرق واقع نہیں ہوتا لیکن شاہ ولی اللہ پینیٹ کواگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ مشرک تھے یا مرتد تھے یا ضال اور مضل تھے توبیہ بات بڑی تشویش کی ہے''۔ (اُمِّ المُستحّات: ص ۴۸)

نیز بیربھی واضح رہے کہ ڈاکٹر صاحب کوشنخ ابن عربی سے صرف ایک ہی بات میں اتفاق ہے۔اس کے علاوہ وہ شیخ ابن عربی کی طرف منسوب جملہ خرافات ٔ شرکیہ کلمات اور بدعات سے اعلان براءت کرتے ہیں۔

اب ہم آتے اصل مسکے کی طرف۔ شخ ابن عربی کے ہاں تنزلات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم میں ہوا ہوا دو چونکہ صفت علم اللہ تعالیٰ کی صفت علم میں ہوا ہوا دو چونکہ صفت علم ذات سے علیحدہ کوئی شخ نہیں ہے البذا تنزل در حقیقت ذات میں ہی تمایز علمی کی صورت میں ہوا ہے۔ ڈاکٹر میں ہوا ہے۔ ڈاکٹر اسرار صاحب کے ہاں تنزلات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام میں ہوا ہے۔ ڈاکٹر اسرار صاحب کے زدیک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فربایا تو کلمہ 'گن' کہا' جیسا کے قرآن میں کئی ایک مقامات پریہ بات نہ کور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق ت کو دسکون فیکون' کے ذریعے پیدا کیا ہے۔ اب



اہل سنّت کا عام تصورتو یہ ہے کہ کلمہ' کُن مخلوقات کے وجود کا سبب بنا ہے بعنی اللّٰہ نے کلمہ' کُن کہااور جس مخلوق کو اللّٰہ نے پیدا کرنا چاہا وہ اس کلمہ' کُن کے سبب سے پیدا ہوگئی۔ جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب یہاں قدیم اور حادث کے ربط کے مسئلے کومل کرنے کے لیے یہ کہتے ہیں کہ

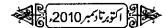
(۱) جب الله تعالی نے پہلی مرتبہ مخلوق پیدا کرنی چاہی تو کلمہ 'کُن' سے مخلوق پیدائہیں ہوئی بلکہ کلمہ 'کُن' نے ہی اس مخلوق پیدائم کی بلکہ کلمہ 'کُن' نے ہی اس مخلوق کی صورت اختیار کرلی جس کو اللہ نے پیدا کرنا چاہا تھا۔ گویا اللہ کی ایک صفت کلام نے اوّ لین مخلوق ایک نو یہ بیط سے بعد از ان ملائکہ اور اواج انسانیہ پیدا ہوئے ہیں۔ بیتنزل کا پہلام صلہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کصتے ہیں:

''تخلیقِ کا ئنات کے شمن میں اللہ تعالیٰ کے اوّلین کلمہُ ' کُن' نے اپنے تنزل آوّل کے مرحلہ اوّل میں ایک نور بسیط کی صورت اختیار کی۔۔۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ نے خلعتِ وجود عطافر مایا ملا ککہ اور ارواحِ انسانیہ کو'جن کی اصل'نور' ہے''۔ (ایجاد وابداع عالم سے عالمی نظام خلافت تک:ص ۱۷)

ملائکہ اور ارواحِ انسانیہ کی پیدائش جس عالم میں ہوئی ہے ٔ اسے ڈاکٹر صاحب ُ عالم امر ٔ یا ُ عالم نور ٗ کا نام دیتے ہیں اور اسے زمان ومکان سے ماوراء قرار دیتے ہیں۔ان کا کہنا یہ ہے کہ اس عالم میں پیدائش کی نسبت ہی سے بیدونوں مخلوقات زمان ومکان کی محدودیت سے ماوراء ہیں۔

تنزل کے دوسرے مرحلہ میں ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور کلمہ مُن کہا جس سے اس نور بسیط کا ایک حصہ ناریعنی آگ میں تبدیل ہو گیا جے ہم آگ کا ایک بہت بڑا گولہ کہہ سکتے ہیں۔ ادر اس بڑے آتی گولے کی پیدائش کو ڈاکٹر صاحب زبان و مکان کی پیدائش کا نقطہ آغاز قرار دیتے ہیں۔ ان کے موقف کے مطابق اس آتشیں گولے سے جنات پیدا کیے گئے۔ فزکس کے ماہرین اسے Big Bang کا نام دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب دوسرے تنزل میں پیداشدہ مخلوق کے عالم کو عالم خلق کا نام دیتے ہیں اور اس عالم کی اشیاء میں ان کے بال زبان و مکان کی محدود ہیت کا نصور موجود ہے۔ ڈاکٹر اسرار رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تنزلات کے تیسرے مرحلہ میں ڈاکٹر اسراراحمد رحمہ اللہ کے ہاں اس آتشیں گولے سے علیحدہ ہونے والے آتشیں کرے ٹھنڈے پڑگئے اوران کروں میں سے ایک ہماری زمین بھی ہے۔ جب اس زمین کے کرے کی





گرمی او پرکونکی تو اس گرمی نے بخارات کی صورت اختیار کرتے ہوئے بادلوں کی صورت اختیار کر لی اور موسلادھار بارشیں شروع ہوگئیں۔ان بارشوں کے پانی اور زمین کی مٹی کے امتزاج سے تیم اللی کے سبب و بین پر حیات کا آغاز ہوا۔ جمادات سے نباتات اور نباتات سے حیوانات اور حیوان آدم اور حیوان آدم میں روح کے چھو نکے جانے سے پہلاانسان پیدا ہوا۔(ایضا: ۲۳۳۲۳)

ایک جگہ ڈاکٹر صاحب اس ارتقاء کے مراحل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''.....اور پھر ساحلی علاقوں میں حیات ارضی کے 'مادہ تخلیق' یعنی مٹی یا تُراب' اوراس کے 'منبع حیات' یعنی پائی کے تعامل سے' ارتقاء' کا وہ مرحلہ وارعمل شروع ہوا' جس کی انتہا حضرت آ وم 'نہیں بلکہ صرف حیوانِ آ دم (Homo Sapiens) کا ظہورتھا۔'' (ایسنا: ص۲۲)

یہ داختے رہے کہ ' بگ بینگ' ہےانسان کی تخلیق تک کے تنز لات اورار تقاء کے جمیع مراحل ڈاکٹر اسرارا حمہ رحمہ اللہ کے نزدیک امرِالٰہی اورکلمہ' کُن' کا نتیجہ ہیں جبکہ اہل سائنس کے ہاں بیر تنز لات اور ارتقاء ایک میکائل اور طبعی عمل ہے جس کے پیچھے کوئی محرک یا خالق موجو ذہیں ہے۔

### دونول موقف میں جو ہری فرق

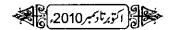
ﷺ این عربی اور ڈاکٹر اسرارا حمر رحمہ اللہ کے موقف میں درج ذیل جو ہری فرق پائے جاتے ہیں:

ہم افرق: شخ ابن عربی کے نزدیک تنزل اوّل اور ٹانی اللہ کی صفت علم میں ہوا ہے اور صفت علم میں بھی ان دو

تنزلات کا معنی صفت علم میں فقط اجمالی اور تفصیلی تمایز کا پیدا ہونا ہے' اور شخ کے ہاں صفات کے عین ذات

ہونے کی وجہ سے بیذات ہی کا تنزل ہے' جبکہ ڈاکٹر اسرارا حمد رحمہ اللہ کے ہاں تنزل صفت کلام میں ہوا ہے۔
دوسرا فرق: شخ ابن عربی کے نزدیک اعیان ٹابتہ نے چونکہ وجود کی ہو بھی محسوس نہیں کی ہے لہذا اس کا نئات کا وجود اصلاً معدوم ہے' یعنی خارج میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ بچھ بھی موجود نہیں ہے۔ ایک جگہ شخ ابن عربی لکھتے ہیں:

"لا يراه إلا هو' ولايدركه إلا هو' ولا يعلمه إلا هو' يرى نفسه بنفسه' ويعرف نفسه بنفسه' لا يراه أحد غيره' ولايدركه أحد غيره' حجابه وحدانيته لا يحجبه شيء غيره' لا نبى مرسل ولا ولى كامل ولا ملك مقرب يعرفه' نبيه هو ورسوله هو' ورسالته هو وكلامه هو' أرسل نفسه بنفسه إلى نفسه ولا واسطة ولا سبب غيره' ولا تفاوت بين المرسل والمرسَل' والمرسَل به والمرسَل إليه' ووجود حرف الله وجوده' لا غيره ولا فناه' ولا اسمه ولا مسماه' ولا وجوده بغيره فلهذا قال النبى صلى الله عليه وسلم: من عرف نفسه فقد عرف ربه وقال عليه الصلاة والسلام: عرفت ربى بربى - أشار عليه السلام بذلك أنت لست أنت أنت بل أنت هو بلا أنت هو أنت لا هو داخل فيك' ولا أنت داخل فيه' ولا هو خارج عنك' ولاأنت خارج عنه' ما أعنى به :أنك ما كنت





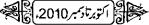
قط ولا تكون لا بنفسك ولا به ولا فيه ولا معه ولا عنه ولا منه ولا له ولا أنت فان ولا موجود أنت هو وهو أنت. " (كتاب الهُوَ : ص ٣-٤)

''إے [ يعنى الله ] كوكوئى نہيں ديھيا مگروہ خودُ ادراس كا ادراك كوئى نہيں كرتا مگروہ خودُ الله تعالى اينے نفس کواپےنفس کے ساتھ دیکتا ہے' اوراپےنفس کی معرفت اپنےنفس کے ساتھ حاصل کرتا ہے۔اللہ کے علاوہ کوئی بھی اے دیکی نہیں سکتا ہے اور نہ ہی اس کا ادراک کرسکتا ہے' اس کا حجاب اس کی وحدا نیت ہے اوراللہ کے علاوہ اس کا حجاب بھی وہی ہے۔ کوئی بھی نبی مرسل ولیٰ کامل اورمقرّب فرشتہ اس کی معرفت نہیں رکھتا ہے۔اس کا نبی بھی وہی ہےاوراس کا رسول بھی وہی ہے'اس کی رسالت بھی وہی ہےاوراس کا کلام بھی وہی ہے۔اللہ نے اپنے نفس کواپنے نفس کے ساتھ اپنے ہی نفس کی طرف رسول بنا کر جھیجااور اس کے علاوہ کوئی واسطہ یا سبب موجود نہیں ہے۔ بھیجنے والے اور جس کی طرف بھیجا گیا ہے' ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور جس کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور جس کی طرف بھیجا گیا ہے ان میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔لفظ اللہ کے حروف کا وجود بھی اس کا وجود ہے۔اس کے علاوہ کا نیتو وجود ہے اور نہ ہی اس کے لیے فتا ہے [ کیونکہ کسی کا وجود ہوگا تو وہ فتا ہوگی ] اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اسم کا وجود ہے اور نہ ہی مستمٰل کا'اس کے غیر کا وجود نہیں ہے۔ای لیہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فر مایا: جس نے ایے نفس کو پیچان لیا' اس نے اپنے رب کو پیچان لیا۔ [ واضح رہے کہ بیروایت با تفاق اکمحتہ ثین موضوع ہے ]۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رپر بھی فرمان ہے کہ میں نے اپنے رب کواینے رب کے ذریعے پیچانا۔[پیر روایت بھی موضوع ہے ]۔اس قول کے ذریعے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ بے شک تو ' تونہیں ہے بلک تو 'وہ [یعنی اللہ] ہے بغیراس کے کہتو ہے۔ نہ وہ تجھ میں داخل ہے اور نہ تواس میں داخل ہے اور نہ وہ تجھ سے خارج ہے اور نہ تواس سے خارج ہے۔ میری اس سے مرادیہ بیں ہے کہ تو موجود ہےاور تیری ریصفت اس طرح ہے کہ کہ تیرا کوئی غیرنہیں ہے بلکہ میری اس سے مرادیہ ہے کہ تو تبھی بھی نہ تھااور نہ بی تو ہوگا' نہ تو اپنفس کے ساتھ موجود ہے اور نہ بی اس [یعنی اللہ ] کے ساتھ' اور ندتواں میں ہےاور نداس کے ساتھ اور نداس سے اور نداس کی وجہ سے اور نداس کے لیے ہے۔ تو ندتو فانی ہے اور نہ بی موجود ہے ۔ تو وہ [ یعنی اللہ ] ہے اور وہ [ یعنی اللہ ] تو ہے۔''

یہ داضح رہے کہ شخ ابن عربی کا مسلک حلول کانہیں ہے ' کیونکہ حلول کے لیے ضروری ہے کہ کوئی اور شئے ہو کہ جس میں اللہ کی ذات حلول کر سکے ۔ یعنی محل کا ہونا ضردی ہےاورا گرمحل مان لیا جائے تو ایک ہے زائد وجود ثابت ہوجا ئیں گے۔جبکہ شخ ابن عربی کا ند ہب اللہ کے علاوہ ہر شے کے وجود کا انکار ہے۔ البتہ شخ ابن عربی کا ند ہب اتحاد کا کہا جاسکتا ہے' کیونکہ ان کے نز دیک انسان' حیوانات' ملائکہ' جنّات' انبیاء ورسل اور جمیع کا ئنات و مخلوق ورحقیقت اعیانِ ٹابتہ ہیں' یعنی اللہ کے علم میں ہیولوں کی شکل میں موجود ہیں اور انہوں نے وجود کی بوتک نہیں چکھی ہے'لہٰذا بیسب کا سُنات اللّٰہ کا خیال اورتصور ہےاوراللّٰہ کا خیال اورتصور اس کی ذات ہے باہرنہیں ہے۔امام ابن تیمیدرحمہ اللہ نے بھی شخ ابن عربی کے ندہب کوحلول کی بجائے اتحاد کا ندہب قرار دیا ہے اور اس مارے تفصیلی بحث کی ہے۔

<del>3</del>0





اس کے برعکس ڈاکٹر اسراراحمدرحمہ اللہ اس کا ئنات کے وجود کا اٹکارنہیں کرتے اور اسے ایک حقیقت قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں :

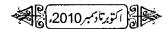
''…… یعنی کا ئنات میں جو پچھ موجود ہے وہ محض وہم یا خیال ہے 'یہ یا تو محض آئینوں میں نظر آنے والے عکس ہیں یا سائے ہیں۔ حقیقت میں تو صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا وجود ہے اور کوئی شے حقیقتاً موجود نہیں ہے۔ ہر چند کہیں کہ ہے 'نہیں ہے! لیکن یہ بات کہ کا ئنات کا وجود ہے ہی نہیں 'قابلی قبول نظر نہیں آتی ۔ یہ ایک شاعرانہ خیال یا فلسفیا نہ تو جبہ تو ہو گئی ہے 'لیکن کا ئنات تو بڑی ٹھوں حقیقت ہے۔ آپ نے شرک فی الوجود کی نفی کرنے کے لیے کا ئنات ہی کی نفی کردی ؟'' (اُمّ السّجات: ص ۸۷)

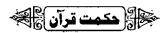
پس ڈاکٹر صاحب کے نزویک اللہ تعالیٰ کے ماسوا کا بھی وجود ہے' لیکن ان کے نزدیک اللہ کے ماسوایا کا نتات کے وجود کا اصل منبع بھی اللہ کی ذات ہی ہے' یعنی اللہ کے کلمہ' کُن' نے ہی تنزلات کی صورت میں چونکہ اس کا نتات کی صورت اختیار کرلی ہے لہذا اس کا نتات کی اصل کو دیکھیں تو وحدث الوجود ہے۔ یعنی بیدکا نتات بھی اپنے آغاز اور مبدأ میں اللہ کا ایک کلمہ کُن یا صفت کلام ہے اور اللہ کی صفات اللہ کا غیر نہیں ہیں۔ البت اگر اس کا نتات کا حال دیکھیں تو بیاللہ کی ذات سے ایک علیحدہ وجود ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اب بیجھے کلمہ کُن' کیا ہے؟ کلام ہے' کلمہ ہے۔ اور کلام شکل صفت ہوتا ہے۔ گویا کہ حرف' کن اللہ کی صفت ہوتا ہے۔ گویا کہ حرف' کن اللہ کی صفت ہوتا ہے۔ گویا کہ حرف' کن اللہ کی مسئلہ ہیں کہ نہ ہوتا ہے کہ یہ کا نتات نہ اللہ کا عین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ 'لا عین و لا غیر '۔ اس کا منطق بتیجہ یہ برآ مہوتا ہے کہ یہ کا نتات نہ اللہ کا عین ہے اور نہ غیر ہے۔ ۔ [یعنی] 'من وجه عین و من وجه آخو عین ہوگا دور ایک اعتبار سے غیر ہیں۔ ماہیت وجود میں اتحاد ہے اور جہاں بھی تعین ہوگا اور کا نے ماہیت وجود میں اتحاد ہے اور جہاں بھی تعین ہوگا اور کا نف کی تو دہ اللہ کا غیر ہے۔ ' (اُم المشجمات عیس میں کا تعقبی ہوگا وہ دالت کی گورہ اللہ کا غیر ہے۔ ' (اُم المشجمات عیس میں کا تعقبین ہوگا اور کتاف پیزوں کا وجود مان لیا جائے گا تو دہ اللہ کا غیر ہے۔ ' (اُم المشجمات عیس میں کا تعقبین ہوگا اور کتاف پیزوں کا وجود میں اور ایک لیا جائے گا تو دہ اللہ کا غیر ہے۔ ' (اُم المشجمات عیس کو کیس کیں کا تعقبار سے نور کا کا تعلیٰ کی کو کو کا کہ کے کا تعتبار سے کا کو کو دہوں کا کا جود کی کا میں کیا گور کی کو کیں کا کہ کو کور کی کا کہ کی کیا کی کلم کی کور کی کا کہ کی کی کی کی کور کی کا کہ کور کی کی کور کی کا کی کور کی کا کر کیا گور کی کا کر کی کی کی کور کی کا کور کی کی کور کی کور کی کا کر کی کی کور کی کا کر کی کور کی کا کر کی کور کی کور کی کور کی کی کور کی کا کر کی کی کور کی کی کور کی کور کی کی کور کی کور کی کی کور کی کور کی کور کی کور کی کور کی کی کی کور کی کی کور کی کور کی کور کی کور کی کور کی کر کی کور کی کر کور کی کور کی کور کی کور کی کی کور کی کر کی کور کی کور کی کور کی کور کی کر کی کور کی کور کی

پس ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کی بنیا دخالق ومخلوق کا 'اتحاد' ہے' مخلوق کومخص اعیانِ ثابتہ قرار دیتے ہوئے انہوں نے خالق ومخلوق کو متحد کر دیا جبکہ ڈاکٹر صاحب کے مکتہ نظر میں ہنویت لازم آتی ہے اور خالق ومخلوق کا اتحاد ثابت نہیں ہوتا' کیونکہ وہ کا ئنات کوذات باری تعالیٰ سے جدا ایک ٹھوس حقیقت قرار دیتے ہیں۔

تیسرا فرق: ڈاکٹر امراراحمدرحمہ اللہ کے نزدیک حقیقت و ماہیتِ وجود کے ذیل میں اصل بحث ربط الحادث بالقدیم کی ہے' یعنی وہ اس ربط کوواضح کرنا چاہتے ہیں۔ان کے نزدیک اصل مسئلہ حادث کا ہے جس کی حقیقت جاننے کے وہ خواہاں ہیں جبکہ قدیم یعنی ذاتِ باری تعالیٰ کی حقیقت یا کنہ کو جانناان کے نزدیک ممکن نہیں ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:





لینی ڈاکٹر اسراراحمد کے نزدیک ان کے نظریہ وحدت الوجود کا بنیادی سبب حادث کی معرفت حاصل کرنا ہے، جبکہ اس کے برعکس ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود میں اصل بحث حادث کے ذریعے قدیم کی معرفت حاصل کرنا ہے، کیونکہ حادث کا وجود تو اس نقطہ نظر میں ہے ہی نہیں۔ مثلًا شیخ ابن عربی کی کتاب 'الھُو' کا بنیادی موضوع' معرفت قدیم بندر بعہ حادث' ہی ہے' کیونکہ مطلق' ہھو' سے مرادکسی صورت بھی صوفیاء کے ہاں حادث نہیں ہوتا۔ البتہ قدیم کی معرفت میں بعض سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب دینے کے لیے شخ نے ربط الحادث بالقدیم کو تنزلات ستہ کی صورت میں واضح کیا ہے۔

چوتھا فرق: ڈاکٹر اسراراحمدر حمداللہ وحدت الوجود کے ثبوت میں ابن عربی کے تنز لات ستہ کے نکتہ نظر کو مانے سے انکاری ہیں' کیونکہ ان کے خیال میں ان تنز لات کی کوئی شرعی وعقلی دلیل موجو دنہیں ہے۔ ڈاکٹر اسراراحمہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

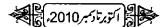
''ای طرح بعض متصوف المز اج بزرگوں نے مرتبہ احدیت وواحدیت وغیرہ کے حوالے سے تنز لاتِ ستہ تجویز کیۓ لیکن ان کے لیے بھی کوئی صریح اساس نہ عقل میں ہے ننقل میں!''

(ایجادوابداع عالم سے عالمی نظام خلافت تک: ص۵)

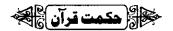
یہ بھی واضح رہے کہ ڈاکٹر اسرارا حمد رحمہ اللہ جن تنزلات ستہ کا یہاں ردکر رہے ہیں وہی در حقیقت شنخ ابن عربی کا موقف ہوئے دو آکٹر موقف ہوئے داکٹر ماحب کواس بات کاعلم نہیں تھا کہ تنزلات ستہ کا موقف اصلاً ابن عربی کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے 'اُم المسجات' ہیں جس موقف کی نسبت شیخ ابن عربی کی طرف کی ہے وہ غالبًا بعض حکماء کا ہے جسے ڈاکٹر صاحب نے شامل کوئی شک نہیں ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے شیخ ابن عربی کا سمجھ لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے شیخ ابن عربی کے موقف کا موقف ٹانوی ذرائع سے معلوم کیا تھا جس وجہ سے انہیں شیخ کا موقف سمجھنے اور بیان کرنے میں خلطی گی۔

گویا کہ صورت حال ہے ہے کہ ڈاکٹر صاحب آپی کتاب 'ا یجاد وابداعِ عالم' میں وحدث الوجود کی جس تعمیر کوخلا فی عقل فقل قرار دے رہے ہیں وہی در حقیقت شخ ابن عربی کی تعبیر ہے اور 'ام المستحات' میں شخ ابن عربی کی طرف جوموقف منسوب کررہے ہیں وہ شخ ابن عربی کانہیں ہے بلکہ بعض دوسرے ایسے حکماء کا ہے جو یونانی فلسفہ کے زیرِ اثر ہیں۔ 'ام المستحات' میں ڈاکٹر صاحب ابن عربی کے نظر بیدوحدث الوجود کی وضاحت میں لکھت ہیں :

''ابن عربی کا نظریہ رہے کہ خالق اور کا ئنات کا وجود تو ایک ہی ہے' ماہیت کے اعتبار سے کا ئنات عین وجود باری ہے' لیکن جہاں تعین ہوجا تا ہے وہاں وہ غیر ہوجا تا ہے''۔ (اُمْ المُسْجَات: ص ۵۳)





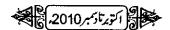


جس تکتہ نظر کی یہاں ڈاکٹر صاحب ابن عربی کی طرف نسبت کررہے ہیں' وہ در حقیقت بعض حکماء کا ہے' جیسا کہ شاہ اساعیل شہید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب عبقات' میں تنزلات اور مطلق ومقید وجود کے اتحاد واختلاف
کے نکتہ ہائے نظر کو د ونظریات شار کیا ہے۔ مطلق ومقید وجود کے اتحاد واختلاف کا نظریہ ہیہے کہ مطلق وجود ایک ہے لیکن مقید وجود ایک سے زائد ہیں' مثلاً کری' عینک اور کتاب نتیوں کا مادہ ایک ہی ہے۔ سائنس کے مطابق سے تیوں اشیاء چھوٹے چھوٹے ایمٹوں سے مل کربی ہیں' یعنی ان تیوں اشیاء کی حقیقت ایک ہے اور وہ حقیقت ایمٹر ہے جبکہ اپنی ہیئت اور ترکیب کے اعتبار سے بیاشیاء جدا جدا ہیں۔ پس اصل کو دیکھیں تو کری' عینک اور کتاب ایک بی شے ہیں اور موجودہ ہیئت اور ترکیب کا مشاہدہ کریں تو بیجدا جدا ہیں۔

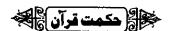
مولا نااشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے 'بوا در النوا در' میں یہی لکھا ہے کہ ابن عربی کے نقط نظر کے مطابق اس کا نئات کو عین حق کہنا بھی صحیح ہے اور دونوں قتم کی عبار تیں اس موقف کے حالمین کے ہاں ملتی ہیں۔ بعض لوگوں نے ابن عربی کی کتابوں 'فصوص الحکم' اور 'نقو حات میہ' کو جو باہم متضاد بجھ لیا اور 'فتو حات میہ' کو ابن عربی کا آخری نظریہ قرار دیا' راقم کے خیال میں وہ غلطی پر ہیں۔ شخ کی دونوں کتابوں میں کوئی تضاد نہیں ہے' در حقیقت یہ دونوں کتابیں ایک ہی نظریہ کی متنوع جہات ہیں' اور دوسری بات یہ ہے کہ 'فصوص الحکم' کی عبارات' فتو حات میہ' میں بھی موجود ہیں' اگر کسی نے 'فتو حات میہ' کا تفصیلی مطالعہ کیا ہوتو وہ یہ بات جان لے گا۔

مولا نااشرف تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شخ ابن عربی اوران کے موقف کے حاملین جوبعض اوقات کا ئنات کو عین حق کہتے ہیں اور بھن اوقات کا نئات کو عین حق کہتے ہیں تو اس کی وجہ رہے کہ ان کے نز دیک اس کی مثال سورج اور آئینے کی ہے۔ ایک آئینے کو آگر سورج کے سامنے رکھا جائے تو آئینے ہیں جوسورج نظر آتا ہے تو وہ اس سورج کے کہ بیاس سے کوئی علیحدہ سورج نہیں ہے جو آسان ہیں ہے۔ پس ریکا ئنات اس اعتبار سے اللہ کا عین ہے کہ بیاس سے علیحدہ کوئی اور وجو دنہیں ہے۔ اور اگر ہم آئینے ہیں نظر آنے والے سورج پرغور کریں تو ایک اعتبار سے وہ معدوم ہیں ہے کہ وہر نہیں ہے۔ اگر آپ آئینے سورج کے سامنے سے اٹھالیس تو آئینے ہیں سورج کا وجو دبھی ختم ہوجائے گا۔

پانچواں فرق: شخ ابن عربی کے نزدیک اعیانِ ثابتہ حقیقتِ محمد یہ کا عین اور حقیقتِ محمد یہ ذات باری تعالیٰ کا عین ہے کوئکہ شخ کے ہاں صفتِ قدرت کا عین اور صفتِ قدرت صفتِ علم صفتِ قدرت کا عین اور صفتِ قدرت صفتِ علم کا عین ہے۔ چونکہ شخ ابن عربی کے نزدیک صفت علم بھی عین ذات ہے لہذا صفتِ علم میں تنزل ہے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر اسرارا حمدر حمداللہ کے ہاں اللہ کی ذات میں تو نات ہے اور خیر ذات یامن وج عین ذات ہے اور مفتی من وجہ غیر ذات ہے اور صفتی کام جو نہ عین ذات ہے اور شفیر ذات یامن وجہ عین ذات ہے اور شفیر ذات یامن وجہ عین ذات ہے اور شفیر ذات ہے اس میں تنزل ہوا ہے کیکن جب اس کلم 'کُن' نے تنز لات کی صورت میں محلوق کی صورت میں خلوق کی صورت میں ذات ہے اور کا میں داند کا خیر اور حادث ہے۔ ڈاکٹر اسرارا حمد رحمہ اللہ کا تھے ہیں :







''لہٰذا ذاتِ باری تعالیٰ کا وہ کلمۂ ''کُن' بھی جوموجودہ کون و مکان کے کل سلسلہ تکوین و تخلیق کا نقطہ آغاز بنا' ابتداء میں لاز ما' مطلق' و'لامحدود' اور' کیف' و' کم' کے جملہ تصورات سے ماوراء تھا۔ البتہ اس کلمۂ کُن نے ' تنزلات' کی منزلیں طے کرنی شروع کیں جن کے ذریعے' وجوب' سے' امکان' اور' قدم' سے ' حدوث' کی جانب سفرشروع ہوا۔ گویا تنزلات کی نسبت ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب نہیں اس کلمہُ'' کُن' کی جانب ہے''۔ (ایجاد وابداع عالم سے عالمی نظامے خلافت تک:ص1)

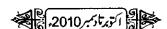
چھٹا فرق: شیخ ابن عربی کے نزدیک نظریہ وحدت الوجود ہی حق ہا ور جوعلاء ' فقہاء حتی کہ صوفیاء تک اللہ کے وجود کے علاوہ دوسرا وجود مانتے ہیں تو ابن عربی کے ہاں ان کی معرفتِ رب ناقص معرفت اور ان کا میٹل شرک ہے۔ شیخ ابن عربی کا کہنا ہے کہ جوصوفیاء را وسلوک میں اپنے وجود کے فنا ہونے کا نظریہ رکھتے ہیں' ان کا پہنظریہ بھی شرک ہے ' کیونکہ کسی وجود کے فنا کا نظریہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ پہلے اس کے وجود کے قائل ہوں اور یہی شرک ہے۔ ابن عربی کے بقول:

" ومن جوز أن يكون مع الله شيء يقوم بنفسه أو يقوم به وهو فان عن وجوده أو من فنائه ' فهو بعد بعيد' ما شم رائحة معرفة النفس' لأن من جوز أن يكون موجود سواه قائما به وفيه' يصير فانيا' وفنائه يصير فانيا في فنائه ' فيتسلسل الفناء بالفناء' وهذا شرك بعد شرك وليس معرفة للنفس' لأنه شرك لا عارف بالله' ولابنفسه."

''اورجس نے اللہ کے ساتھ کی شے کے وجود کو جائز قرار دیا کہ وہ شے بذاتہ قائم ہویا اللہ کے ساتھ قائم ہواور وہ شے اپنہ وجود کے اعتبار سے فنا ہونے والی ہویا اس کے فنا سے فنا ہونے والی ہوتو ایسا ہونا بہت دور کی بات ہا ورا لیے خص نے اپنیس کی معرفت کی بوتھی نہیں چکھی' کیونکہ جس نے اللہ کے سواکسی بھی وجود کو جائز قرار دیا' چاہوہ وہ وجود اللہ کے ساتھ قائم ہویا اس میں قائم ہواور فنا ہوجانے والا ہواور اس کی فنا بھی اس کی فنا بھی فنا ہونے والی ہوتو اس طرح فنا کا تسلسل لازم آئے گا اور یہ شرک پرشرک ہے اور نہیں کہتے کیونکہ یہ شرک ہا اور نہیں کہتے کیونکہ یہ شرک ہا اور نہیں گائے نفس کی معرفت اسے نہیں کہتے کیونکہ یہ شرک ہا اور نہیں گائے۔''

جبکہ ڈاکٹر صاحب ٔ وحدثُ الوجود کے عقیدہ کوایک زائد عقیدہ سجھتے ہیں کہ جس کے نہ ماننے سےان کے نز دیک نہ تو معرفتِ الٰہی میں کوئی کی واقع ہوتی ہے اور نہ ہی دین اسلام اور تصورِ تو حید ناقص قرار پاتا ہے۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

'' خوداس فلسفهُ وجود کے بارے میں بھی میں عرض کر چکا ہوں کداس کا تعلق نہ شریعت سے ہے نہ طریقت سے ۔اس فلسفہ کوجس کا بی چاہے قبول کرے اور جوا سے رد کر ناچاہے رد کر دے۔اس کے نہ مانے سے کسی اعتبار سے بھی وین میں کوئی کی یا نقص واقع نہیں ہوتا۔ البتہ تقید اور اختلاف کے معالمے میں دیانت کا نقاضا یہ ہے کہ جس مخض کے نظریات پر آپ تنقید کر رہے ہیں پہلے اس کے اصل مسلک کو ضرور سے جھے لیں۔'' (اُم المستحات: صافحا







### ڈاکٹرصاحب کےموقف کے بارے میں کچھوضاحتیں

ڈاکٹر صاحب کے مکتہ نظر پر نقذ ہے پہلے چندا یک وضاحتوں کوبھی ملحوظ رکھنا جا ہے:

پہلائکتہ: ڈاکٹر صاحب شاہ ولی اللہ دہلوی اور شخ احمد سر ہندی رحمہما اللہ وغیرہ کے توشخصی وفاع کے قائل ہیں اور ان حضرات پرمشرک کا فریا ضال کا فتوی لگانے کے خلاف ہیں' لیکن شخ ابن عربی پر کوئی فتو کی لگائے جانے کے بارے وہ حساس نہیں ہیں۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ کسی کوابن عربی ہے سوغن ہو' کوئی انہیں مرتد سمجھے یا جو چاہے کہا اس ہے کوئی بڑا فرق واقع نہیں ہوتا لیکن شاہ ولی اللہ پہنٹیہ کواگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ مشرک تھے یا مرتد تھے یا ضال اورمضل تھے توبیہ بات بڑی تشویش کی ہے''۔ (اُمِّ المستحات: ص ۴۸)

ڈاکٹر صاحب شخ ابن عربی پرکوئی فتو کا لگانے کے بارے میں حساس کیوں نہیں ہیں؟ اس کی ایک وجہ توان کے نزدیک ابن عربی کا مقام ابن عربی سے اس کی ظرف جہت بلندہ کہ بید صفرات بیک وقت صوفی ہونے کے ساتھ فقیہ 'محدّث اور مفتر بھی ہیں اور ان کی دینی خدمات بھی نا قابل بیان ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''ابن عربی کوتو خیر چھوڑ دیجیے که ان کی حیثیت کسی مفتر' محدّث یافقیبہ کی نہیں ہے''۔ (اُمِّ المستحات ص ۴۸)

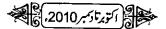
دوسر انکتہ: ڈاکٹر صاحب کوشنخ ابن عربی ہے صرف ایک ہی بات میں اتفاق ہے۔ اس کے علاوہ وہ شیخ ابن عربی کی طرف منسوب جملہ خرافات 'شرکیہ کلمات اور بدعات سے اعلان براءت کرتے ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

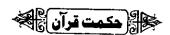
''شیخ ابن عربی کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ جہاں تک حقیقت وہا ہیت وجود کے بارے میں ان کی رائے کا تعلق ہے 'تو میں اس سے متفق ہوں اور میرا مسلک بھی وہی ہے۔ البتہ اور بہت ی با تیں 'خواہ انہوں نے کتھیں یا ان کی طرف غلامنسوب کردی گئیں' ان سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ لہذا میں نہ تو ان کے میل کی حیثیت بارے میں جواب وہ ہوں' نہ ان کی وضاحت میرے ذمہ ہے اور نہ ہی جھے ان کے وکیل کی حیثیت عاصل ہے۔'' (اُمّ المسجات بھی او)

تیسرانکتے: ڈاکٹر صاحب نے شخ ابن عربی کی جس ایک بات سے انفاق کیا ہے ہم اس ایک بات کے بارے میں بھی یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اس بارے میں بھی ڈاکٹر صاحب مغالطے کا شکار تھے اس لیے کہ یہ شخ ابن عربی کی بات نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر صاحب نے چونکہ کچھٹانو کی ذرائع سے شخ ابن عربی کے نظریہ وحدث الوجود کو سمجھالہٰذا انہوں ابن عربی کی طرف ایک ایسی بات منسوب کر دی جو اُن کی نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ابن عربی کی کتب کا براہ راست مطالعہٰ ہیں کیا تھا۔ ایک جگہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

" باتى مين ني نفسوص الحكم كامطالعه كياب نفوهات مكيدكا" \_ (أم المستحات ض ٨٨)

یہ تو شیخ ابن عربی کی بنیادی دو کتابیں شار ہوتی ہیں' ویسے شیخ کی طرف تقریباً ۲۰۰ ہے ۸۰۰ کتب اور رسائل منسوب ہیں جن میں ۵ سے زائد شاکع ہو چکی ہیں اور ان سب کا موضوع تقریباً تصوّف اور وحدث الوجود ہی ہے۔۲۴ کے قریب شیخ کی مطبوعہ کتب ورسائل تو راقم نے بھی اب تک جمع کر لیے ہیں۔





<u>چوتھا نکتہ:</u> ڈاکٹر صاحب عقیدہ وصدث الوجود کو کوئی بنیادی عقیدہ نہیں سیجھتے اوران کے ساتھ اختلاف کوشر عی تقاضوں کے مطابق صحیح سیجھتے ہیں۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

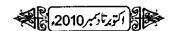
''اس فرق کو ملحوظ رکھیے'اس کے بعد جی میں آئے تو آپ اس نظریے کو اٹھا کر پھینک دیں'آپ کو وہ نا قابل قبول نظر آئے تو بالکل ٹھرا دیں۔ہمیں بڑے سے بڑے شخص سے اختلاف کا حق حاصل ہے۔ اختلاف نہیں کر سکتے تو محدرسول اللہ ٹائیٹی کی سے نیس کر سکتے' باقی ہر شخص سے اختلاف ہوسکتا ہے۔'' (اُمّ المستحات: ص۵۵)

پانچواں نکتہ: ڈاکٹر صاحب وصدت الوجود کے نظریہ کے داعی نہیں ہیں۔انہوں نے اپنے بعض دروی میں جو
اسے بیان کیا ہے تو اس کا مقصد کی نصورِ تو حید یا اسلامی عقائد کی پیمیل نہیں 'بلکہ کچھنمایاں علاء ' فقہاء اور محدثین
مثلاً شاہ ولی اللہ دبلوی بھیلئے اور شیخ احمد سر ہندی بھیلئے وغیرہ سے سوئے ظن کوئتم کرنا تھا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:
''اس سلسلہ میں آخری بات بیم ض کر رہا ہوں کہ میں مجھتا ہوں کہ بہت سے حضرات کا شاید بید ذوتی نہ ہو '
اس کے باوجود میں یہ مسئلہ اس لیے بیان کر دیا کرتا ہوں کہ ان بزرگوں اور اسلاف کے بارے میں
سوئے ظن نہ رہے جود صدت الوجود کے قائل ہیں'۔ (اُمّ المسجات: ص۹۴)

چھٹا نکتنہ: وحدت الوجود کے عنوان ہے ڈاکٹر صاحب جو پکھ بیان کرتے رہے ہیں' وہ ڈاکٹر صاحب کا ذاتی ربخان ومیلان تھا۔اس کا تنظیم اسلامی کے بنیادعقا ندہے کوئی تعلق نہیں ہے۔لہذا بعض سلفی بھائی' ڈاکٹر صاحب کےاس نکتہ نظر کی وجہ سے تنظیم اسلامی کوجو ہدف تنقید بناتے ہیں' درست طرز عمل نہیں ہے۔

ساتوال نکتہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اللہ کی ذات میں تنزل کے قائل نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اللہ کے آئل نہیں ہیں جیسا کہ ابن عربی کا معاملہ ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اللہ کی جمیع صفات میں سے صرف صفت کلام میں تنزل کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ چوشی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اللہ کی جمیع صفات میں بلکہ اُس کے ایک کلم کُن میں تنزل کے قائل نظر آتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب جس' کلم کُن میں تنزل کے قائل ہیں وہ ان کے زد دیک اصل کے اعتبار پانچویں بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب جس' کلم کُن میں تنزل کے قائل ہیں وہ ان کے زد دیک اصل کے اعتبار سے تو اللہ کی صفت نہیں رہا بلکہ عادث بن گیا۔ خلاصہ کلام

فلاصد کلام یکی ہے کہ شیخ ابن عربی کا وحدث الوجود کا جو نکۃ نظر ہے نیدہ و نظرینہیں ہے جو ڈاکٹر اسرار صاحب رحمہ اللہ کا ہے بلکہ دونوں نظریات میں کئی اعتبارات سے بنیادی فرق موجود ہے۔ لہذا شیخ ابن عربی پر کبارسلفی علماء کی تقید کو ڈاکٹر صاحب پر چیاں کرناکسی طور بھی مناسب نہیں ہے۔ اس لیے کہ ڈاکٹر صاحب اسے دین و مذہب یا عقیدے کا معاملہ نہیں بجھتے بلکہ فلفہ وسائنس کا مسلہ گردانتے ہیں۔ نیزیہ وحدت الوجود یاربط الحادث بالقدیم کی ایک نئی تعبیر ہے۔ اگر چہ کلمہ کُن کے مخلوق بن جانے کا تصور نیانہیں ہے بلکہ یہ عیسائی فلاسفرز میں زبانہ قدیم سے موجود ہے جیسا کہ مولا تا مودودیؓ نے قر آئی الفاظ : 'اِنتما الْمَسِیْعُ عِیْسَی بُنُ فلاسفرز میں زبانہ و کیلمئے 'کی تفییر کرتے ہوئے اس طرف اشارہ کیا ہے۔





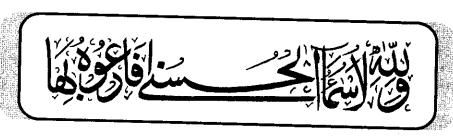


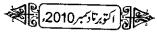
بہر حال اس تعبیر میں بھی خطا کا امکان تو رذہیں کیا جاسکتا ہے کین اس خطا کے پہلوکو ثابت کرنے کے لیے پہلے اس تعبیر کوا تھیں طرح سمجھنا ضرور چاہے۔ علاوہ ازیں بیر بھی واضح رہے کہ اس مختصری تحریکا مقصد نہ تو شخ ابن عربی عربی عربی عارفہ کی کھا ہیں ہے اور نہ ہی ڈاکٹر اسرارا حمد رحمہ اللہ کے نکتہ نظر کا دفاع۔ اس تحریکا بنیادی مقصد یمی ہے کہ جس نے بھی کتاب وسنت کی روشنی میں ڈاکٹر اسرارا حمد رحمہ اللہ کے موقف پر نفذکر نی ہو وہ پہلے ان کے موقف کوا تھی طرح سمجھے اور پھر نفذکر ہے۔ اور بیسی ملحوظ رہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مکتۂ نظر کو عقبیدے کے کسی مسئلہ کے طور پر چیش نہیں کیا کہ جس کے ردّ وقبول ہے ایمان و کفر کا معا ملہ لازم آتا ہو بلکہ اسے ربط الحادث بالقدیم کی ایک سائنسی تو جیہہ کے طور پر چیش کیا ہے جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے رد کرے 'بغیراس کے کہ دو کر کے ایمان پر کوئی زو پڑتی ہو۔

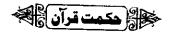
ر ہوہ اوگ جوڈاکٹر صاحب کی اس تو جیہہ و تا ویل کی بنا پران کے ایمان کی نفی کرتے ہیں تو ان کے ممن میں خیال رہے کہ اقر لا انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے پیش کر دہ نظر نے کو درست طور پر سمجھا ہی نہیں 'جبھی تو وہ انہیں شخ ابن عربی کا ہم خیال گردانتے ہوئے تکفیر سے نیچ کی بات ہی نہیں کرتے 'اور ٹانیا یہ کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی بیان کر دہ تو جیہہ کو ان کے عقیدے کا لازمی عضر گردانتے ہیں 'حالانکہ جیسا کہ او پر بیان کیا گیا' ڈاکٹر صاحب اپی پیش کر دہ تا ویل کو واضح طور پر قابل ر قوقبول بھی بیان کرتے ہیں' اور اس سے اختلاف کرنے کا حق بھی اہلی علم کو دیتے ہیں۔

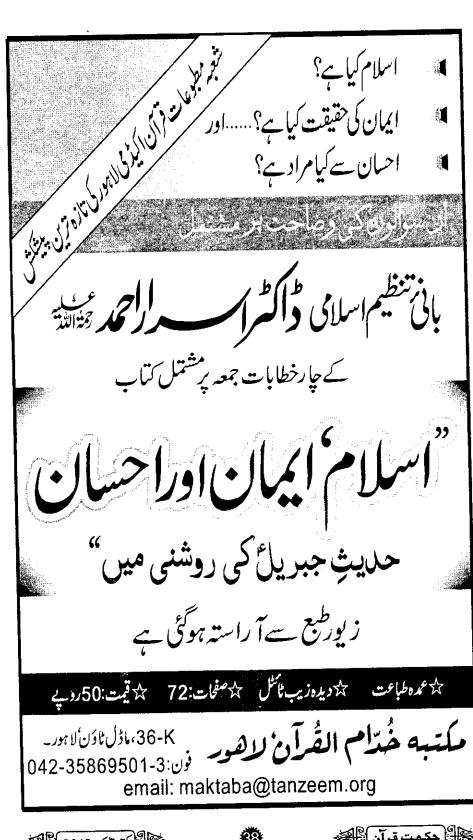
جہاں تک اس سکے میں راقم کے ذاتی نکھ نظر کا معاملہ ہے تو وہ اس باب میں اس مسلک کا حامل ہے جس کی بنیا دائمہ اربعہ اور صاحبین رحم ہم اللہ اجمعین نے رحمی اور وہ صحابہ و تابعین سلف صالحین کی طرف منسوب ہے اور انہی کی نبیت ہے اب سلفیہ کے مکتب فکر کے نام نے جاتا جاتا ہے ۔ سلف صالحین کا بید نکتہ نظر تو حید اساء وصفات کے عنوان سے بلا شبیعنکر وں نہیں ہزاروں کتب و تحقیقی مقالہ جات اور رسائل میں موجود ہے جن میں سے گئ ایک بنیا دی کتب کے مصنفین متقد مین فقہائے حفیہ اور کبار محدثین کرام کی جماعت ہے۔ انکہ اربعہ اور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالی آسانوں میں ہے اور عرش پر مستوی ہے اور یہی حق ہے اور اس کی محلوم میں جن کی تا دیل میں قرآن و سنت کی ۲۰۰ نصوص ہیں جن کی تا دیل ممکن نہیں ہے۔ جب اس بنیا دی عقید ہے کو مان لیا جائے تو پھر وصد نے الوجود ہو یا وحد نے الشہو دان بحثوں کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ۔

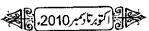
**\$** 



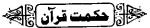












## گھریلوتشد د کی روک تھام کی تدابیر

عصری قوانین اور قرآنی تعلیمات کا تقابلی مطالعه محدرضی الاسلام ندوی پیش

تحریک آزادگ نسوال سے عورتوں گواگر چہ بعض فوائد حاصل ہوئے ہیں لیکن اس کا سب سے بڑا نقصان سے ہوا کہ اس نے مردوں اورعورتوں کو مدمقابل لا کھڑا کیا۔ نظام خاندان میں دونوں کی حثیت رفیق (partner) اور حلیف (ally) کی تھی اور دونوں کومل کر تدن کی گاڑی تھینچی تھی۔ اسی بنا پر فطرت کی طرف سے دونوں میں ایک دوسرے سے محبت ہم دردی اپنائیت اور غم گساری کے جذبات ودیعت کیے گئے تھے۔ تحریک آزاد کی نسواں نے دونوں کوفریق (party) اور حریف (rival) بنادیا اور اپنے لیے زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کرنا اور دوسرے کے جائز حقوق کو بھی تسلیم نہ کرنا اس تحریک کا مطمح نظر بن گیا۔

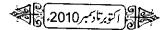
پھر جب مرداور عورت دونوں فریق بن گئے تو مردا پے حقوق حاصل کرنے اور عورت پر اپنا تسلّط جمانے میں پھھے کیوں رہے؟ اس کے لیے اس نے اپنے دست و باز وکو بھی استعال کیا۔ گھر کی چارد بواری میں بول بھی باہر کے لوگوں کا زوز میں چان عملاً اقتدار مرد کو حاصل رہتا ہے چانچے مرد نے اپنے اس اقتدار کا خوب خوب استعال کیا۔ عورت جب زبانی تنبید و سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے اس کے قابو میں نہیں آئی تو اس نے زورِ بازو کا استعال شروع کردیا۔ مارکھانا عورت کا مقدر گھمرا۔ عہد قدیم میں بھی وہ مرد کی جانب سے جسمانی اذیتوں کا شکارتھی اور عہد مید میں بھی اس کے حقوق کی طویل فہرست بن جانے کے باوجودا سے اذیتوں سے راحت نیل سکی۔

گهربلوتشدد: عالمی صورت حال

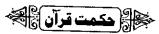
حقوق نسوال کے علم برداروں نے اس سورت حال کا جائزہ لینے 'اس میں سدھار پیدا کرنے اور عورت کو اصطلاح وضع کی ہے اور وہ ہے'' گھر بلوتشدو'' کا اللہ اس سے نجات دلانے کے لیے ایک خاص اصطلاح وضع کی ہے اور وہ ہے'' گھر بلوتشدو'' کے ایک violence راس سے وہ کیا مراد لیتے ہیں' اس کا اندازہ اس کی تعریف سے کیا جاسکتا ہے۔ امریکہ کے ایک مرکاری ادارے US Office on Violence against Women نے گھر بلوتشدو کی بیتعریف کی ہے:
"Pattern of abusive behavior in any relationship that is used by one partner to gain or maintain power and control over another intimate partner." (1)

'' دوقریجی افراد (لینی مرد وعورت) جوکسی بھی رشتہ میں منسلک ہوں'ان میں سے ایک کی جانب سے '' مصرفت میں منام''

🖈 معاون مدیر ٔ سه مای تحقیقاتِ اسلامیٔ علی گڑھ







بدسلوکی کا رویتے جووہ دوسرے کے مقابلے میں طاقت اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے یا برقرار رکھنے کے لیے ظاہر کرے۔''

The Children and الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ یہی تعریف برطانیہ کے سرکاری ادارے Domestic Violence کی وستاویز Family Court Advisory and Support Service میں بھی ملتی ہے۔ (۲)

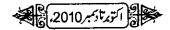
اس تعریف کا اطلاق بول تو ایک ساتھ رہنے والے کسی بھی مردوعورت پر ہوسکتا ہے 'خواہ ان کے مامین کو ئی بھی رشتہ ہو'لیکن عموماً اس سے مراد وہ مردوعورت لیے جاتے ہیں جورشتہ از دواج میں منسلک ہوکریا اس کے بغیر منیاں بیوی کے طور پر رہتے ہیں ۔

گھریلوتشد دی مختلف صور تیں بتائی گئی ہیں۔ بیجسمانی (physical) بھی ہوسکتا ہے کہ فریقین میں سے کوئی دوسرے کو جسمانی طور پر اذیت دے اے مارے یہٹے 'جس سے اس کا بدن زخمی ہوجائے یجنسی (sexual) بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر بہ جراس سے جنسی تعلق قائم کرے۔ مالی (financial) بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جو پچھ کمائے دوسرافریق آس پر قبضہ کرلے اوراسے اپنی مرضی سے خرج نہ کرنے دے۔ ساجی (social) بھی ہوسکتا ہے کہ اے اسے سے حقیر سمجے اور دوسروں کے سامنے اسے ذلیل کرے ۔ جذباتی (emotional) بھی ہوسکتا کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے دوسرے فریق کے جذبات مشتعل ہوں اُسے غضہ آئے یا وہ رنج وغم میں مبتلا ہو۔نفسیاتی (psychological) بھی ہوسکتا ہے کہ اسے ڈرائے دھمکائے یا پی باتوں سے اسے اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا کرے۔ بیتمام صور تیں گھریلوتشدّد کے دائرے میں آتی ہیں۔ ساجی طور پردیکھیں تو موجودہ دنیا کاسب سے تھمبیر مسئلہ گھریلوتشد دہے۔کوئی ملک اس سے محفوظ نہیں۔تمام ساجول منسلول اورطبقات میں بیرعام ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ۳۵ ممالک میں کرائے گئے سروے سے واضح ہوا تھا کہ ۵۲ فی صدعور میں زندگی میں بھی نہ بھی اینے intimate partners (یعنی شوہریا جن کے ساتھ وہ بیویوں کی حیثیت سے رہتی ہیں ) کی جانب سے تشدد کا شکار ہوئی تھیں۔ مجموعی طور سے دیکھا جائے تو دنیا کی ایک تہائی عورتیں گھر ملوتشدد کا شکار ہوتی ہیں۔عالمی ادارہ صحت (WHO) کی ایک رپورٹ بتاتی ہے کہ پوری دنیا میں مقتول ہونے والی عورتوں میں سے جالیس فی صدایی ہوتی ہیں جن کے قبل کرنے والے ان کے شوہر یا بوائے فرینڈ ہوتے ہیں۔ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ میں عورتوں کے اسبابِ موت میں گھریلوتشتہ دکو کینسر کی طرح خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ Yakin Erturk (Special rapporteur on اس مظہریر اقوام متحدہ کے ایک نمائندہ

اس مظہر پر اقوام متحدہ نے ایک نما نندہ Yakin Erturk (Special rapporteur on اللہ کما نندہ نے یوں روشنی ڈالی ہے: violence against women)

"Violence against women is a universal phenomenon that persists in all countries of the world, and the perpetrators of that violence are often wellknown to their victims" (3)

''عورتوں کے خلاف تشدّ دایک عالمی مظہر ہے جود نیا کے تمام مما لک میں پایا جاتا ہے۔اس تشد د کاار تکاب کرنے والے عام طور سے ان مظلومین کے نز دیک معروف ہوتے ہیں۔''







## صورت حال کے جائزے اور تدارک کے لیے عالمی کوششیں

گزشته صدی کی ساتویں دہائی ہے نسائی تحریکات کی جانب سے عورتوں کے خلاف گھریلوتشد د کے مسئلے پر توجہ دی گئی اور اسے ایک عالمی مسئلہ کی حثیبت سے ابھار کر پیش کیا گیا۔ اتو ام متحدہ نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس سے متعلق مختلف قرار دادیں منظور کیس اور ممبرمما لک کوان کا پابند کرنے کی کوشش کی۔

UN Commission on the Status of Women نے ایک آئیسٹل ورکنگ گروپ بنایا اور اسے اختیار دیا کہ وہ''عورتوں کے خلاف تشدّد پر اعلامیہ'' Decleration on Violence) against Women) کا ایک ڈرافٹ تیار کرے۔

سام او ایک قرار داد منظور کی جس میں UN Commission for Human Rights نے ایک قرار داد منظور کی جس میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور تشدد کی تمام شکلوں' خاص طور پرخوا تین کے خلاف تشدد کی ندمت کی گئی تھی۔ اسی سال ویا نامیں حقوقِ انسانی پر بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی' جس میں عورتوں کے خلاف تشدد کا خاتمہ کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کی گئی۔اس موقع پرایک اعلامیہ منظور کیا گیا جے''عورتوں کے خلاف تشدد کے کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کی گئی۔اس موقع پرایک اعلامیہ منظور کیا گیا جے''عورتوں کے خلاف تشدد کے

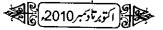
کرنے کے لیے جاسم مصوبہ بندی کی۔ اس موسی پرایک اعلامیہ مصور ایا گیا ہے ۔ وروں سے معادی سدو سے خاتمہ کا اعلامیہ '(Decleration on the Elimination of Violence against Women) نام دیا گیا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ اقوام متحدہ اور اس کے ممبر ممالک پیلک لائف اور پرائیوٹ لائف دونوں سے عور توں کے خلاف تشد د' جنسی ایذار سانی اور نظام عدل میں صنفی تفریق کے خاتمہ کے لیے کام کریں گے۔ بید اعلامیہ میں الاقوامی سطح پر حقوق انسانی کی پہلی دستاویز تھا جس میں گھریلو تشدّ دکوموضوع بنایا گیا تھا۔ اس میں زور دے کریہ بات کہی گئی تھی کہ گھریلو تشد دعورت کے انسانی حقوق اور اس کو حاصل بنیادی آزادی کے خلاف ہے۔

' 19.9 میں 19.9 میں 19.9 میں UN Commission for Human Rights نے ایک قرار دادمنظور کی کہ ایک اسپیشل rapporteur کا تقرر کیا جائے جوگھر بلوتشد د کے اسپاب وعوا قب کا جائزہ لے۔اس کا کام میہ طے کیا گیا گیا گیا گیا دوہ جامع طور سے مین الاقوامی سطح پرعورتوں کے خلاف تشدد کے اعداد وشار جمع کرکے ان کا تجزیہ کرے اور تشد دروکنے کی تدابیر بتائے۔

اس عقد ہوئی۔ اس عقد ہوئی۔ اس فقد ہوئی۔ اس فقت کے میں عورتوں کے خلاف تشدہ کو ایک نازک اور تشکین سکا قرار دیا گیا جوفوری توجہ کا متقاضی ہے۔ اس وقت کے اقوام متحدہ کے سکر یئری جزل بطرس غالی (Boutros-Ghali) نے صورت حال کی تشکینی کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا تھا: ''عورتوں کے خلاف تشدہ ایک عالمی سکلہ ہے جو سلسل بڑھ رہا ہے''۔ اس موقع پر تشدہ روکنے کے لیا گیا۔

1991ء میں اقوام متحدہ کی جزل اسمبلی نے UN Trust Fund قائم کیا'جس کا مقصدعور توں کے خلاف تشد درو کنے کے لیے مختلف تدابیراختیار کرنا تھا۔







#### دس مما لک میں اقوام متحدہ کا سروے

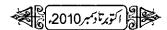
The WHO Multi-country Study on Women's Health and سروے کی رپورٹ The WHO Multi-country Study on Women's Health and سروے کی رپورٹ Domestic Violence against Women کے نام سے شاکع ہو پچل ہے۔ اس رپورٹ نے عالمی سطح پر قورتوں کے خلاف گھر یلوتشد دکونمایاں کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کا خلاصہ بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

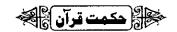
1 سروے کا مقصد سے جائزہ لین تھا کہ عورتوں پر ان کے intimate partner کی جانب ہے کتنا شدہ ہوتا ہے اور اس کا ان کی صحت پر کتنا اثر پڑتا ہے؟ سروے میں جن مما لک کوشائل کیا گیا ان کے نام سے بیں:

(۱) بنگلا دیش (۲) برازیل (۳) ایتھو پیا (۳) جا پان (۵) نامییا (۲) پیرو (۷) سموا (۸) سربیا و مونے نیگر و و ان بیکا کو کیوں منتخب کیا گیا اس کی وجہ رپورٹ سے بتاتی ہے کہ وہاں عورتوں کے خلاف تشدد کے اعداد وشار پہلے موجود نہیں سے اور مقا می طور پر وہاں ایسے تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کی لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعال کی بہتری اور تشدد کی اور ان ایساسی ماحول بھی باما جاتھا جو اس مسئل سے بخولی نہ کی باری استعال کی بہتری اور تشدہ کی بیا ہیں ہور نہیں بیا ہور تھا جو اس میں میں بیا ہور تھا جو بیا میں میں بیا ہور تھا ہور بیاں استعال کی بیا ہور تھا ہور بیاں استعال کی بیا ہور تھور بیاں استعال کی بیا ہور تھا ہور بیاں ہور نہیں ہور

ان دس مما لک کے پندرہ مقامات پر چوہیں ہزار عورتوں سے تشدد کی مختلف صورتوں (جسمانی ، جنی ، نفسیاتی وغیرہ) سے متعلق سوالات کیے گئے۔ اس کے نتیج میں یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ زیر سرو بہا مما لک میں گھریلوتشدہ وسیح پیانے پر ہورہا ہے۔ اس کا تناسب سب سے کم (۱۵٪) جاپان میں اور سب سے مما لک میں گھریلوتشدہ وسیح پیانے پر ہورہا ہے۔ اس کا تناسب ۲۹ سے ۲۲ فی صد کے درمیان تھا۔ جسمانی تشدہ میں تھیڑ مارنا 'کوئی چیز پھینک کر ذخی کر دینا 'لات گھونسہ مارنا 'ونڈ ٹرے سے پٹائی کرنا اور ہندوق یا کی دوسر بہتھیار سے نقصان پہنچانا 'جنسی تشدہ میں عورت کی مرضی کے علی الرغم یا اسے خوف زدہ کر کے جنسی تعلق قائم کرنا 'نفسیاتی تشدہ میں تند کیل وتحقیر کرنا اور ڈرانا دھمکانا شامل ہے۔ سروے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عوا امال کی عورتی جسمانی اور جنسی تشدہ کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ یہ بات بھی سامنے آئی کہ تشدہ سے عورتوں کی صحت پر گہرے انڑات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کے اعضائے بدن پر خراشیں اور چوٹیں آئی بین آئی کھون کی کان زخی ہوجاتے ہیں ہئر کی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ بے ہوش ہوجاتی ہیں۔ زیادہ ترعورتوں کو دوران حمل بھی پیٹا گیا جس کے نتیج میں ان کی دما فی صحت بھی متاثر ہوئی 'چنا نچہان میں سے بہت سوں نے مارکھانے کے بعد خود دی کا ارادہ کیا۔

اس مروے کا ظلامہ تورتوں کے ظلانی تشدد کے آئیش رپورٹر Yakin Ertusk کے الفاظ میں ہے:
"This study challenges the perception that home is a safe heaven for women by showing that women are more at risk of experiencing violence in intimate relationship than any where else." (4)





'' بیر مطالعہ اس گمان کوچیلنج کرتا ہے کہ گھر عور توں کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے۔اس لیے کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عور توں کے لیے دوسروں کی بہ نسبت اپنے قریب تربین رشتہ داروں کی جانب سے تشدد کا زیادہ خطرہ رہتا ہے۔''

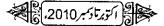
#### د گیرمما لک کا جائزہ

سی تحض گنتی کے چندملکوں کا معاملہ نہیں ہے' بلکہ دنیا کے تمام مما لک اس تشویش ناک صورت حال ہے گزر رہے ہیں۔ان میں وہ مما لک بھی ہیں جن کے باشندوں کا تہذیبی وساجی شعورزیادہ بلندنہیں ہےاوروہ مما لک بھی ہیں جنھیں عصرِ حاضر میں تہذیب دتمدن کا امام سمجھا جاتا ہے۔ ہر جگہ عورتیں بری طرح ظلم وتشدد کا شکار ہیں اور ان پرظلم ڈھانے والے کوئی اورنہیں ان کے شوہر' سابق شوہر' بوائے فرینڈیا دیگر قریبی افراد ہیں۔

۲۰۰۲ میں WHO کی ایک رپورٹ کے مطابق آسٹریلیا' کینیڈا'اسرائیل'جنوبی افریقہ اورامریکہ بیں کیے گئے مطالعات ہے معلوم ہوا کہ مقتول عورتوں کی جم ہے ۵۰ فی صد تعداد ان عورتوں کی تھی جو اپنے intimate partners کے ذریعے قبل کی گئیں ۔ بعض سروے رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جوعورتیں اپنے گھروں میں قریبی افراد مثلاً شوہروں کے ذریعے تشدد کا شکار ہوتی ہیں ان کا تناسب سویڈن میں ۵۰ فی صد' گھروں میں ۵۰ فی صد' وسیلیک (Dominican) میں ۴۸ فی صد' بوشوانا (Botswana) میں ۴۸ فی صد' بوشوانا (Botswana) میں ۴۰ فیصد' باربڈوس (Barbados) میں ۴۵ فی صد مصر میں ۴۳ فی صد اور نیوزی لینڈ میں ۵۵ فی صد ہے۔ بور پی ممالک میں گھر بلوتشد دکی گھر تی ہوئی صورت حال کے پیش نظر ۲۰۰۲ء میں کونس آف بورپ نے گھر بلوتشد دکو بلکہ بیلتھ ایم جنسی و کلیر کر دیا۔

پوری دنیا میں گر بلوتشدد کے جتنے واقعات رپورٹ ہوتے ہیں'ان میں سے ایک تہائی تعدادام کیہ اور برطانیہ کی ہوتی ہے۔ ۲۰۰۰ء میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق امریکہ میں ہرسال تقریباً الاکھ عورتیں اپنے قریبی رفقاء (intimate partners) کے ذریعے جسمانی تشدداورایذارسانی کا شکار ہوتی ہیں۔ (۵) ۲۰۰۰ء میں جتنی عورتیں اسلحہ کے ذریعے قتل کی گئیں ان کی دو تہائی تعدادان عورتوں کی تھی جنھیں قبل کرنے دالے ان کے میں جتنی عورتیں اسلحہ کے ذریعے قبل کی گئیں ان کی دو تہائی تعدادان عورتوں کی تھی جنھیں قبل کرنے دالے ان کے درمیان فیلی ممبرز کے خلاف تشدد کے ۳۵ لاکھ واقعات رپورٹ کیے گئے۔ ان میں ہے ۲۹ فی صدواقعات درمیان فیلی ممبرز کے خلاف تشدد کے تھے اور ان میں بھی ۸۴ فی صد تعداد عورتوں کی تھی جومردوں کے زوجین (spouses) کے خلاف تشدد کے تھے اور ان میں بھی ۸۳ فی صد تعداد عورتوں کی تھی جو موردوں کے ہوئی میں بند تھوں تشدّد اور بدسلو کی کا شکار ہوئی تھیں۔ اپنے جوڑے کوئی کردیا تھا اور مقتول ہونے والوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ (۱)

۱۹۹۲ء کی ایک رپورٹ کے مطابق انگلینٹر میں گھریلوتشد د کا شکار ہونے والی عورتوں کا تناسب ۲۵ فی صد تھا<sup>(۷)</sup>۔ پولیس کور پورٹ ہونے والے Violence Crimes میں سے ۲۵ فی صد سے زائد گھریلوتشد د







متعلق ہوتے ہیں۔ مقتول ہونے والی عور توں میں ہے ، ۲ ہے ۲۵ فی صدوہ عور تیں ہوتی ہیں جنھیں قبل کرنے والے ان کے male partners ہوتے ہیں (۱۸)۔ ماضی قریب کی ایک رپورٹ کے مطابق انگلینڈ اور Wales میں ہر ہفتہ دوعور تیں موجودہ یا سابق male partners کے ذریعے ہلاک کردی جاتی ہیں اور ہرمنٹ میں میں ہر ہفتہ دوعور تیں موجودہ یا سابق male partners کے ذریعے ہلاک کردی جاتی ہیں اور ہرمنٹ میں گھریلو تشدّد کا ایک کیس رپورٹ کیا جاتا ہے (۱۹)۔ اسکاٹ لینڈ میں ۱۰۰۵ - ۲۰۰۱ء میں گھریلو تشدّد کے تقریباً ۲۰۰۹ ہزار کیس درج کیے گئے۔ ان میں ہے ۸۷ فی صد کیس ایسے تھے جن میں عور تیں ظلم و تشدّد کا شکار بی تھیں اور ان میں بھی ۹۰ فی صد واقعات متاکر ، عور توں کے گھر میں پیش آتے تھے۔

برصغیرکا معاملہ بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ Human Rights Watch کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۹۰ فی صد عور تیں اپنے گھروں میں جسمانی 'جنسی اور نفسیاتی تشدد کا شکار بنتی ہیں۔

Human Rights Commission of Pakistan کی ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۳ء میں صوبۂ پنجاب میں گھریلوتشدد کے ۲۰۰۰ کیس ریکارڈ کیے گئے 'جن میں سے نصف ہو یوں کے قل کے تھے۔

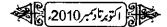
UN Population Fund کی ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں وفی صدشادی شدہ عور تیں UN Population Fund کی جاتی ہے اور ان کے ساتھ ہہ جرجنتی تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں روز اند ۱۵ عور تیں اپنے شوہروں کے ہاتھوں موت کا شکار ہوتی جات ہیں۔ ہندوستان کے مطابق ہندوستان میں روز اند ۱۵ عور تیں اپنے شوہروں کے ہاتھوں موت کا شکار ہوتی جیں۔ ہندوستان کے National Crime Record Bureau سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس ریکارڈ کے مطابق ہر تین منٹ میں ایک عورت سے ارتکاب جرم ہوتا ہے اور ہر چھ گھنٹے میں ایک شادی شدہ عورت کی بٹائی سے موت ہوجاتی ہے 'یا اسے زندہ جلاد یا جاتا یا خود کئی برمجبور کیا جاتا ہے۔

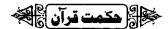
## گھر بلوتشد دگی روک تھام کے لیےعصری قوانین

گھریلوتشدد کی اس انتہائی تھین صورت حال نے ساجی مصلحین سیاسی زعماء ٔ قانون بنانے والی شخصیات اوراسے نافذ کرنے والے اداروں سب کو پریشان کررکھا ہے اور وہ اس کے تدارک کے لیے جی جان سے لگے ہوئے ہیں۔

1999ء سے ہرسال اقوام متحدہ کی جانب سے ۲۵ رنومبر کوعورتوں کے خلاف تشدّد کے خاتمہ کے بین الاقوامی دن کی حیثیت سے منایا جاتا ہے 'جس میں اس معاطع میں بیداری لانے اور گھریلو تشدّد کی روک تھام کے لیے مختلف پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی جانب ہے اس موضوع پر عالمی سطح کی کئی کانفرنسیں منعقد ہوئی ہیں 'متعدّداعلامیے منظور کیے ہیں اور ممبر ممالک کوعور توں کے خلاف تشدّدرو کئے کے لیے قوانین بنانے کی تاکید کی گئی ہے۔اس میدان میں اب تک کتنی پیش رفت ہوئی ہے اس کا اندازہ اقوام متحدہ کے سکریٹری جزل کی ایک رپورٹ سے لگایا جاسکتا میں استحدہ کے انہوں نے دونوں نے دونوں کے خلاف تشدد ہے و انھوں نے بیش کی تھی۔ اس میں انھوں نے بتایا ہے کہ ۸۹ممالک نے عور توں کے خلاف تشدد





کے سلسلے میں Lagislative Provisions بنائے ہیں ان میں ہے ۲۰ ممالک ایسے ہیں جھوں نے Lagislative Provisions وضع کیے ہیں۔اس کے علاوہ بہت ہے ممالک نے گھر یلوتشد و Special Domestic violence Laws تیار کیے ہیں۔ بیصورت حال ۱۲۰۰۴ء کے ختم کرنے کے لیے National Plan of Action تیار کیے ہیں۔ بیصورت حال ۲۰۰۴ء کے مقابلے میں بہتر ہے جب Scan تیار کیا تحقیق کی مقابلے میں جمعلوم ہوا تھا کہ صرف ۲۵ مکلوں نے گھر یلوتشدد کے سلسلے میں خصوصی قوانین بنائے ہیں۔

حالیہ برسوں میں گھر یلوتشدہ روکنے کے لیے ہندوستان میں ایک قانون منظور کیا گیا ہے۔ اس کا نام ہے:

The Protection of Women from Domestic Violence Act 2005 ۔ یوں تو ایک دہائی

قبل ہے اس پر کام ہور ہا تھا۔ ۱۹۹۲ء میں ہندوستانی وکلاء نے گھر یلوتشدہ کے موضوع پر ایک ابتدائی ڈرافٹ تیار کیا

قما کچر ۱۹۹۳ء میں (NCW) ہندوستانی وکلاء نے گھر یلوتشدہ کے موضوع پر ایک ابتدائی ڈرافٹ تیار کیا۔ بعد میں

ہندوستانی وکلاء نے نسائی تحریکات کے رہنماؤں کی مشاورت سے ۱۹۹۹ء میں ایک دوسرا ہل تیار کیا۔ کومت ہند نے

1007ء میں پارلیمنٹ میں ایک بل چیش کیا جس کا نام ۱۹۹۹ء میں ایک دوسرا ہل تیار کیا۔ کومت ہند نے

1007ء میں پارلیمنٹ میں ایک بل چیش کیا جس کا نام ورنظر تانی کے بعداگست ۲۰۰۵ء میں اسے پارلیمنٹ نے منظور کیا 'متمبر

1001ء میں صدر جمہور یہ نے اس پر دستخط کیے اور ۲۱ اراکتو بر ۲۰۰۷ء سے ایک کی صورت میں اس کا نفاذ ہوا۔

101ء میں صدر جمہور یہ نے اس پر دستخط کیے اور ۲۱ اراکتو بر ۲۰۰۷ء سے ایکٹ کی صورت میں اس کا نفاذ ہوا۔

101ء میں صدر جمہور یہ نے اس پر دستخط کیے اور ۲۱ اراکتو بر ۲۰۰۷ء سے ایکٹ کی صورت میں اس کا نفاذ ہوا۔

101ء میں صدر جمہور یہ ناماں خصوصات درج ذیل میں:

- (۱) اس کے دائرہ میں تشدّد کی تمام صورتوں (زبانی 'جسمانی' جنسی' نفسیاتی 'معاشی وغیرہ) کوشامل کیا گیا ہے۔تشدّد کی ہروہ صورت' جس سے عورت کوجسمانی یا نفسیاتی طور پراذیت پنچے یااس کی صحت یا زندگی کو خطرہ لاحق ہواس میں شامل ہے۔
- (۲) اس سے فائدہ اٹھانے کاحق صرف بیوی ہی کونہیں 'بلکہ اس عورت کوبھی ہوگا جوغیر شادی شدہ ہونے کے با وجود کسی مرد کے ساتھ رہتی ہواور اس سے اس کا جنسی تعلق ہو۔
- (۳) نەصرف شوہر يا male partner بلكهاس كے قریبی رشته داروں: مال بهن دغیرہ کے خلاف بھی كيس فائل كيا جاسكتا ہے۔
- (۷) صرف مظلومہ ہی نہیں' بلکہ اس کا پڑوی' رشتہ داریا کوئی بھی ساجی کارکن اس کی طرف ہے کیس درج کراسکتا ہے۔
- (۵) مظلومہ اپنج partner کے جس گھر میں رہتی ہے عدالت اس کا ایک حصہ اس کے استعال کے لیے خاص کردے گی اور ملزم کو نہ صرف یہ کہ اس الاٹ شدہ حصہ میں جانے کی اجازت نہ ہوگ 'بلکہ مظلومہ سے زبانی 'تحریری' فون یاای میل ہے کسی طرح کا رابطہ کرنا اس کے لیے ممنوع ہوگا۔
- (۱) مجسٹریٹ نہ صرف بید کہ مظلومہ کے گزارہ کے لیے ماہانہ ایک رقم متعیّن کردےگا'جس کی ادائیگی ملزم کے ذیتے ہوگی' بلکہ تشدّد کے نتیج میں مظلومہ کو پہنچنے والی جراحت' خواہ وہ جسمانی ہویا نفسیاتی' اس کا ہر جانہ بھی ملزم پر عائد کرےگا۔

45



ندکورہ قانون کی تفصیلات سے بخو بی اندازہ لگا یا جاسکتا ہے کہ گھر بلوتشد دکی روک تھام کے لیے اس میں کتنی سختی رکھی گئی ہے۔ لیکن کیا یہ عورت کے درد کا در مال بن سکا؟ اس سے پراپرٹی کی مالک upper class کی بعض عورتوں کا تو فائدہ اٹھا ناممکن ہوا کہ وہ اپنے شو ہروں پر جھوٹے سپچ الزامات لگا کر انہیں پریشان کرتی بعض عورتوں کا تو فائدہ اٹھا ناممکن ہوا کہ وہ اپنے شو ہروں پر جھوٹے سپچ الزامات لگا کر انہیں پریشان کرتی رہیں ہوا کہ وہ اپنے شو ہروں کی بھی ہا چھیں کھل کئیں جوعورت کی مظلومیت کا تمام تر ذمہ دار مرداور اس کے خاندان والوں کو بچھتے ہیں'لیکن عام عورتوں کی غالب اکثریت کواس سے بچھ حاصل نہ ہوسکا'وہ اب بھی تشدد کا شکار ہیں۔ یہی حال دوسرے ممالک کا بھی ہے' کہ و ہاں تشد درو کئے کی ہزار ہا کو ششوں کے باوجود اس میں کا میا بی نہیں مل رہی ہے۔ صورت حال کی شکین کا اندازہ ۱۳ اراکتو پر ۲۰۰۹ء کو پیش کی گئی اقوام متحدہ کی ایک حالید رپورٹ سے بخو لی لگا یا جاسکتا ہے:

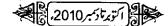
"Despite efforts by governments and compaigns carried out by international organizations, violence against women continued on a wide scale in both developed and developing countries" (11)
د حکومتوں کی کوششوں اور بین الاقوای تظیموں کی مہمات کے باوجود گورتوں کے ظلاف تشدور تی یا فتہ اور تی پذیر دونوں طرح کے مکوں میں بڑے پیرابر جاری ہے۔''

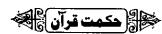
#### غلط شخيص' غلط علاج

گریاوت کی مہتات کے باوجوداس میں کی ندآ نے کا سبب سے ہے کہ مسئلہ کی غلاشخیص کی گئی اور مرض کا غلاطریقے تحریکات کی مہتات کے باوجوداس میں کی ندآ نے کا سبب سے ہے کہ مسئلہ کی غلاشخیص کی گئی اور مرض کا غلاطریقے سے علاج کرنے کی کوشش کی گئی۔ بید خیال کیا گیا کہ عورتوں کی مظلومیت کا سبب انہیں مردوں کے مساوی اور ان کے جیسے حقوق حاصل ند ہونا ہے چنا نچیتر کیلیں چلا کر انہیں بھی وہ تمام حقوق دلائے گئے جن سے مرد ہمرہ ور تھے۔ یہ خیال کیا گیا کہ ان کی مظلومیت کا سبب ان کی مظلومیت کا سبب ان کی مظلومیت کا سبب ان پر بے جا پابندیاں اور آزادی سے محروی ہے چنا نچیان کے لیے ہم طرح کی آزادی کی مظلومیت کا سبب ان پر بے جا پابندیاں اور آزادی سے محروی ہے نوان کے لیے ہم شوہر بھی ان پر اپنی مرضی نہیں تھوپ سکتے۔ یہ خیال کیا گیا کہ ان کی مظلومیت کا سبب مالی اعتبار سے مَردوں پر ان کا انصار ہے 'چنا نچی ملازمتوں کے درواز ہے ان پر کھول دیے گئے اور انہیں خود فیل بنادیا گیا۔ حالاں کہ بیتمام خیالات بے بنیا داور فلط تجزید پر برخی شخے۔ چنا نچیسی تھے۔ چنا نچیسی خیال کیا گیا مان خدہوں نے کہ بنا پر مرض میں نہیں نہ صرف بید کہ کوئی افا قد نہیں ہے بلکہ اس کی شد سے اور خطر نا کی میں بھی اضافہ ہور ہا ہے۔

## گھریلوتشذ درو کنے کے لیےاسلام کی تد ابیر

گھریلوتشد دے مسکلہ کواسلام نے بہت خوب صورتی سے حل کیا ہے۔اس نے خاندانی نظام کوجن خطوط پر استوار کیا ہے اور اسے سیح طریقے پر چلانے کے لیے جوتعلیمات و ہدایات دی ہیں ان پر کما حق<sup>ع</sup>ل کیا جائے تو گھر





جنت نظیر بن جاتا ہے اورایک خاندان میں رہنے والے تمام افراد ہنی خوثی زندگی بسر کرتے ہیں۔ نہ کسی کواپئی حق تلفی کا احساس ہوتا ہے نہ کسی کو دوسرے پر بے جاتشد دکرنے کا موقع ملتا ہے۔ سطور ذیل میں اسلام کی ان تعلیمات اوراقد ارکا تذکرہ کیا جاتا ہے جوگھریلوتشد دکورو کئے میں معاون بنتی ہیں:

## (۱) مرداورعورت رفیق ہیں نہ کہ فریق

اسلام نے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کا حریف اور مذمقابل نہیں 'بلکہ رفیق اور ہمدر دبنایا ہے' جو ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرتے اور باہم ل جل کراپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فر ما تا ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنْتُ بَغُضُهُمُ أَوْلِيّآ ء بَغْضٍ ﴾ (التوبة: ٧١)

' مومن مرداورمومن عورتیل میسب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔'

اس نے نظام خاندان میں زوجین کوایک دوسرے کے لیے باعثِ سکون قرار دیا ہےاور باہم محبت اور رخم و کرم کرنے کی تاکید کی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْ الْنِتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ انْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّنَسْكُنُوۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً

وَّرَحْمَةً ﴿﴾ (الروم: ٢١)

''اوراس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنا کیں' تا کہتم ان کے پاس سکون حاصل کرواور تمہارے درمیان محبّت اور رحت پیدا کردی۔''

## (۲)حقوق میں مساوات اور فطری تقسیم کار

اسلام نے مردوں اورعورتوں کے درمیان مساوات کا اعلان کیا اور زندگی کے مختلف میدانوں میں عورتوں کوئر دوں کے مساوی حقق ق عطا کیے' لیکن ان کے حقق ق میں مساوات کا مطلب ان کے کا موں کی کیسا نیت نہیں ہے۔اس نے دونوں کے دائر ہُ کارالگ الگ رکھے اوران کی فطری صلاحیتوں کی رعایت کرتے ہوئے منصفا نہ طوریران کے کام تقسیم کیے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ﴾ (البقرة: ٢٢٨)

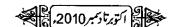
''اورعورتوں کے لیےای طرح حقوق ہیں جس طرح ان پر ذ مدداریاں ہیں معروف طریقے پر۔''

حضرت ابو ہریرہ دانش سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول مَا اللَّهِ عَنے ارشاد فرمایا:

((اَلَرَّ جُلُ رَاعٍ عَلَى اَهُلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى اَهُلِ بَيْتِ زَوْجِهَا

وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مُسْئُولَةٌ عَنْهُمْ)) (١١)

''مردایخ گھر والوں کا رامی (گراں) ہے اوراس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور بچوں کی راعیہ (گراں) ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا''







## (۳)مر د کی ذیته داری خاندان کی حفاظت اورنگرانی

ز وجین کے مساوی حقوق کی وضاحت اور فرائض کی تعیین کے ساتھ ساتھ اسلام نے مرو پر ایک اضافی ذیمد داری یہ عائد کی کہ وہ خاندان کی سربراہی کر ہے۔کسی بھی ادارے کانظم بہتر طریقے پرای صورت میں چل سکتا ہے جب ا یک خفس کواس کا سربراہ بنایا جائے اور دوسرے افراد پراس کی اطاعت لازم قرار دی جائے۔اس ذیمہ داری کو قرآن میں' قوامیت' ہے تعبیر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿ الرِّجَالُ قَوْمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ آمْوَالِهِمْ ۗ ﴾

''مردعورتوں کے'' قوام'' (سربراہ) ہیں'اسبب سے کماللہ نے ان میں سے ایک کودوسرے پرفضیات دی ہےاوراس سبب سے کہ مردا بنامال خرچ کرتے ہیں۔''

لفظ' فوّام''ے کسی اعز اُز'غلیہ دتسلّط اور حا کمانہ اقتدار واختیار کا اظہار نہیں ہوتا' بلکہ حقیقت میں بہصفت ا یک انتظامی ذمّه داری کوظا ہر کرتی ہے ۔ مولا ناسید ابوالاعلیٰ مودودیؓ (م ۹ کاء/ ۱۳۹۹ھ) نے لکھا ہے: '' قوام یاقتیم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فردیا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت و تکهبانی کرنے اوراس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دارہو''(۱۳)

## (۴)عورت کوشو ہر کی اطاعت کی تا کید

دوسری طرف اسلام نے عورتوں کو پابند کیا کہ وہ اپنے شوہروں کی اطاعت کریں'اور کسی معاملے میں ان ک تھم عدولی نہ کریں ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

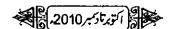
﴿ فَالصَّلِحْتُ قَيْنَاتٌ خَفِظْتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ﴾ (النساء: ٣٤)

'''پس جوصالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مَردوں کے پیچھےاللہ کی حفاظت وگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔''

امام فخرالدین رازیؒ (۲۰۲هه) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھاہے:

'' آیت کے اس ککڑے کے دومطلب ہوسکتے ہیں۔ایک بیر کہ قانتات کامعنیٰ ہے اللہ کی اطاعت کرنے والیاں اور حافظات للغیب کا مطلب ہے شوہروں کے حقوق ادا کرنے والیاں۔ یہاں پہلے حق اللہ کی ادائی کا تذکرہ کیا گیا'بعد میں شوہر کے حقوق کی ادائی کی بات کہی گئی۔ دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ پورے نکڑے میں شوہر کے حقوق کا تذکرہ ہے۔ قانتات کا مطلب بیہ ہے کہ وہ شوہروں کی موجودگی میں ، ان کی اطاعت شعار ہوتی ہیں اور حافظاتؓ لِلغیب کا مطلب ریہ ہے کہ و وان کی غیر حاضری میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں''۔ (۱۴)

ذخیرہُ احادیث میں بھی الی بہت ہی احادیث ہیں جن ہےمعلوم ہوتا ہے کہ نیک عورت کا دصف ریہ ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کر ہےاوراس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔







#### (۵) مردکو بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت

اسلام نے مردوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنی ہیو یوں کے ساتھ اچھاسلوک کریں۔ وہ ان کی خاد ما کمین نہیں ہیں کہ ان کو جسانی یا نفسیاتی اذ تیتیں دیں۔ میاں ہوی ہیں کہ ان کو جسمانی یا نفسیاتی اذ تیتیں دیں۔ میاں ہوی دونوں الگ الگ خاندانوں سے آ کر ایک خاندان تشکیل دیتے ہیں' ان کے درمیان مزاجی فرق میں ممکن ہے' اس لیے اگر ہوی کی کوئی بات یا کوئی رویئٹو ہر کونا گوار کرے تو اس سے نفرت نہ کرنے لگے' بلکہ اس کے ساتھ محبت' شائستگی اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَاشِرُوهُ هُنَّ بِالْمَعُرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسْلَى أَنْ تَكُرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللَّهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿ النساء )

''ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔اگروہ تنہیں ناپند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تنہیں پسند نہ ہوگر اللہ نے ای میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

حضرت ابو ہریرہ داشتہ بی سے روایت ہے کہ آنخضرت مَاللَّيْظُ نے فرمايا:

((لَا يَقُولُ عُوْمِنٌ مُوْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ)) (١٥)

'' کوئی صاحبِ ایمان مرد (شوہر )کسی صاحب ایمان عورت (بیوی ) سے نفرت نہ کرے۔اگراس کی کوئی خصلت اے بُری گلے گی تو دوسری خصلت اس کے نز دیک پہندیدہ ہوگی۔''

متعدّدا حادیث میں مَردوں کوا پی ہیو ہوں کے ساتھ اچھا برتا وَ کرنے اور لطف وکرم کے ساتھ پیش آنے کی تا کید کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہر پر وہ ڈٹائٹو ہی ہے مروی ہے کہ آنخضرت کا ٹیٹی آنے ارشا دفر بایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا)) (١١)

''اہل ایمان میں کامل ترین ایمان دالے وہ ہیں جوا خلاق کے معاللے میں بہتر ُہوں' اورتم میں بہتر وہ ہیں جوا پی عورتوں کے ساتھ سب سے ایتھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔''

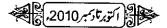
## (۲)عورت پرتشدّ دنه کرنے کے صریح احکام

اسلام نے بیویوں کے ساتھ اچھا برتا وکرنے اوران سے نفرت نہ کرنے کی عمومی ہدایات ہی نہیں دیں' بلکہ صرح احکام کے ذریعے شوہروں کوان برظلم وتشد دکرنے سے روکا ہے۔اس مضمون کی چندا صادیث ملاحظہ ہوں: حضرت عبداللہ بن زمعہ ڈاٹیؤروایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ تکافیئی آنے فرمایا:

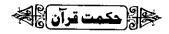
((لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَاتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ)) (١٧)

''تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جس طرح غلام کو مارتا ہے' کیوں کہ پھروہ دن گزرنے کے بعداس کے ساتھ شب باشی کرے گا۔''

حفرت لقیط بن صبرہ و النظر بیان کرتے ہیں' ایک موقع پر میں نے آ ل حفزت مَلَّ النَّیْرُ کے عرض کیا: اے اللہ کے رسول' میری بیوی کی زبان ٹھیک نہیں' یعنی وہ بد زبان ہے۔ آپ نے فر مایا: اسے طلاق دے دو۔ میں نے







عرض کیا: اے اللہ کے رسول' وہ کافی عرصہ میرے ساتھ گزار چکی ہے اور اس سے میرے بیچ بھی ہیں۔فرمایا: اسے سمجھا وَ بجھا وَ'اگر اس میں پھے بھی خیر ہوگا تو وہ تمہاری مرضی کے کام کرنے لگے گی'ا پنی گھروالی کو اس طرح ہر گزنہ ماروجس طرح اپنی لونڈی کو مارتے ہو (ولا تصوب ن ظعینت کی ضوبک اُمتینک) (۱۸)

ان احادیث میں بیوی کو مارنے کو ناپندیدہ 'غیر مطلوب اور قابلِ نفرت عمل کی حیثیت سے پیش کرنے کے لیے نفسیاتی تدبیرا ختیار کی گئی ہے۔ شیخ رشید رضاً ( ۱۳۵۴ھ ) نے اس مضمون کی بعض احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

'' یہ احادیث مرد کو یا ددلاتی ہیں کہ اگروہ جانتا ہے کہ اسے آئندہ ضرورا پنی ہیوی سے ملنااور خاص تعلق قائم
کرنا ہے' وہ تعلق جو دوانسانوں کے درمیان پایا جانے والا سب سے مضبوط اور محکم تعلق ہوتا ہے اور اس
کے ذریعے دونوں کے درمیان کمل اتحاد ہوجاتا ہے اور ان ہیں سے ہرا کیک کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کا
تعلق دوسرے سے اس سے زیادہ قوی ہے جتنا اس کے اپنے اعضاء بدن کا ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا
ہے۔اگر دہ یہ تعلق اور اتحاد واقعتا محسوس کرتا ہے' جو فطرت کا نقاضا ہے' تو کیوں کر اس کے شایانِ شان
ہے کہ دہ اپنی بوی کو' جو اسی جیسی ہے' اتناذ لیل اور بے حیثیت کرد سے جتنا اس کا غلام ہوتا ہے کہ وہ اسے
ہے کہ دہ اپنی بوی کو' جو اسی جیسی ہے' اتناذ لیل اور بے حیثیت کرد سے جتنا اس کا غلام ہوتا ہے کہ وہ اسے
اپنے کوڑ سے یا ہتھ سے مارے! واقعہ سے ہے کہ شرمیلے اور باعزت مرد کا مزاج ایک زیاد تی کرنے سے
نیچ گا اور جس عورت کو وہ لونڈ می کے در ہے میں کر دے اس سے غیر معمولی اتحاد کا مطالبہ کرنے سے اس
کی طبیعت ابا کر سے گی ۔ ان احاد یہ سے عور توں کو مار نے کی انتہائی شناعت ظاہر ہوتی ہے' ۔ (۱۹)

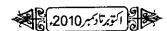
حضرت ایاس بن عبدالله طاق روایت کرتے بیں که رسول الله ظَافِیْنَ نے ایک موقع پر مَردوں کو تلقین فر مائی: ((لا تَضُوبُوْ ا اِمَاءَ اللهِ)) ''الله کی باندیوں ( لیعنی اپنی عورتوں ) کونه مارو''۔ اس حدیث میں آ گے ہے کہ ایک مرتبہ کی لوگوں نے اپنی بیویوں کی پٹائی کردی۔ ایکلے دن وہ عورتیں از واج مطہرات کے گھروں میں اسمنی ہوکر اپنے شوہروں کی شکایت کرنے لگیں۔ رسول الله کا فیٹنا تک شکایت کینجی تو آپ مَنْ اَلْتُنْ نِیْنَ نِوْ آپائینَ نے فرمایا:

((لَقَدُ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُونَ أَزُوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولِّنِكَ بِخِيَارِ عُمْ)) (٢٠) ""مُمَنَّ الْنِيْزَ كَهُر والول كے پاس بہت ى عورتول نے چکرلگائے ہیں اور اپنے شوہرول كى شكايت كى ب- يوگ تم میں سے اچھے آدئی نہیں ہیں۔"

## (۷) ہے جا تشدّ د پرشو ہر کی تعزیر ہوگی

اس سے بڑھ کراسلامی شریعت نے یہ پہلو بھی نظرا نداز نہیں کیا ہے کہ اگر کوئی مرد نہ کورہ اسلامی تعلیمات کو پامال کرتا ہے اور اپنی بیوی کوناحق ستاتا'اس کے ساتھ مار پیٹ کرتا اور اذبیتی ویتا ہے تو عورت کوحق ہے کہ وہ اسلامی عدالت سے فریا دکر ہے اور قاضی پرلازم ہے کہ اس کی شکایت درست پائے تو مرد کوتعزیری سزادے۔ الموسوعة الفقھية میں ہے:

'' فقہاء نے کہاہے کہ شو ہرا گراپی بیوی پرظلم وزیاد تی کرے تو حاکم یا قاضی اسے اس سے رو کے گا۔ جمہور فقہاء نے صراحت کی ہے کہ قاضی یا حاکم اس پرشو ہرکومز ادے سکتا ہے'' (۲۱)







اگران تعلیمات و ہدایات برحیح طریقہ ہے عمل کیاجائے تو گھریلوتشد دگوآ سانی سے کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ جن معاشروں میں ان برعمل کیا جاتا ہے وہ امن وسکون کا گہوارہ ہوتے ہیں اوران میں رہنے والے تمام افرادہنمی خوثی زندگی گزارتے ہیں۔

نا فر مانی اور سرکشی کی صورت میں تا دیب کی اجازت ہے

اس موضوع پر گفتگو کممل نہیں ہو سکتی جب تک بیوضاحت نہ کردی جائے کہ اسلام نے مذکورہ بالا تد ابیر کے ساتھ ایک استثناء بھی رکھا ہے اور وہ بیر کہ نظام خاندان میں اگر عورت اپنے شوہر کے حکموں کی تعمیل نہ کرے اور خودسری وسرتا بی کا مظاہرہ کرے تو ایسی سرکش و نافر مان عورت کی اصلاح و تا دیب کے لیے شوہر کو اسے معمولی نفسیاتی یا جسمانی سزاد سے کا اختیار ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

و وَ اللَّذِي تَخَافُونَ لَنُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضُرِبُوْهُنَّ ۚ فَإِنْ اَطَعُنكُمُ

فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ﴿ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿ ﴿ النساء ﴾

''اور جن عورتوں کے تمہیں سرکٹی کا اندیشہ ہوائبیں سمجھا و'خواب گا ہوں میں ان سے علیحدہ رہوا درائبیں مارو۔ پھراگر وہ تمہاری مطبع ہوجا ئیں تو خواہ تخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقین رکھوکہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑااور بالاتر ہے۔''

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ سرکش عورتوں کی اصلاح کے لیے ان کے شوہر تین تدابیرا ختیار کر سکتے ہیں: اول انہیں سمجھا کیں بچھا کیں۔ دوم: ان سے خواب گاہوں میں علیحد گی اختیار کرلیں۔ سوم: انہیں ماریں۔خواب خواہوں میں رہتے ہوئے جنسی تعلق سے کنارہ کش رہنا نفسیاتی تا دیب ہے اور مارنا جسمانی تا دیب۔

اسلام کی میتعلیم بعض ذہنوں میں البحن پیدا کرتی ہے اوربعض حفزات اے اسلام پر اعتراض کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔اس لیےاس پرکسی قدرتفصیل سے اظہار خیال کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

'نشوز' کیاہے؟

اس آیت میں عورتوں کی اصلاح ہے متعلق جن متدابیر کا تذکرہ کیا گیا ہے انہیں اس صورت میں بروئے کارلانے کی ہدایت کی گئی ہے جب ان ہے'' نشوز'' کاار تکاب ہو۔

انشوز کالغوی معنی بے بلند ہونا۔اس معنی میں بلندز مین کو نشو اور نشاذ کہتے ہیں:

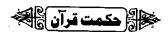
"اصل النشوز الارتفاع ومنه قيل للمكان المرتفع من الأرض نشز ونشاز "(٢٢)

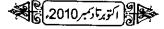
قرآن کریم میں''نشوز'' کا استعال شوہراور بیوی دونوں کے تعلق سے ہوا ہے۔ شوہر کے نشوز کا مطلب ہے بیوی برظلم وزیادتی <sup>(۲۲)</sup>اور بیوی کا'' نشوز'' بیہے کہ وہ خودکو شوہر سے بالاتر کر لے'اس کا کہنا نہ مانے'جس چیز کا شوہر حکم دے اس کے خلاف کرے اور اس سے نفرت کرے۔ جوہری (م۳۹۳ھ) کہتے ہیں:

نشزت المرأة نشوزاً اذا استعصت على بعلها وأبغضته (٢٤)

''عورت کے نشوز کا مطلب بیہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے اوراس سے نفرت کا اظہار کرے۔''







راغب اصفهاني (م٥٠٢ه) فرمات بي:

نشوز المرأة بغضها لزوجها ورفع نفسها عن طاعته (٢٥)

''عورت کے نشوز کا مطلب ہے اس کا اپنے شوہر سے نفرت کرنا اور اس کی اطاعت سے خود کو بلند تجھنا۔'' مفسرین کرام نے بھی اس معنیٰ کی توثیق کی ہے۔ چندا قوال ملاحظہ ہوں:

قرطبیؓ (ما۷۷ھ)فرماتے ہیں:

عصيانهن وتعاليهن عما اوجب الله عليهن من طاعة الأزواج (٢٦)

''لینی وہ نافر مان ہوجا ئیں اور اللہ نے شوہروں کی جواطاعت ان پُر داجب کی ہے اس سے خود کو بلند سیجھے لگیں '''

ابن کثیرٌ(م۲۷هه) فرماتے ہیں:

النشوز هو الارتفاع فالمرأة الناشز هي المرتفعة على زوجها التاركة لأمره المعرضة عنه المبغضة له (۲۷)

''نشوز کے لغوی معنیٰ بلند ہونے کے ہیں۔نشوز کرنے والی عورت وہ ہے جوخود کو اپنے شو ہر سے برتر سیجھے اس کا کہنا نہ مانے اس سے اعراض کرےاوراس سے نفرت کا اظہار کرے۔''

اردومفترین میں مولانا امین احسن اصلاحی (م ۱۹۹۷ء/۱۹۸۸ھ) نے لفظ ' نشوز' کی اچھی تشریح کی ہے۔فر ماتے ہیں:

'' نشوز کے معنی سراٹھانے کے ہیں' لیکن اس لفظ کا غالب استعال اس سرتا بی وسرکشی کے لیے ہوتا ہے جو

کسی عورت کی طرف سے اس کے شوہر کے بالمقائل ظاہر ہو…نشوز عورت کی ہرکوتا ہی' غفلت یا بے پروائی

عالی شخصیت اور اپنی رائے اور ذوق کے اظہار کی قدرتی خواہش کوئیس کہتے ۔نشوز یہ ہے کہ عورت کوئی

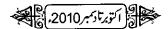
ایسا قدم اٹھا تی نظر آئے جو مردکی قوامیت کوچیلنج کرنے والا ہواور جس سے گھرکی مملکت میں بدامنی و

اختلال پیدا ہونے کا اندیشہ ہو'۔ (۲۸)

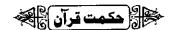
عورت کا نشوز زبان سے بھی ہوسکتا ہے اور عمل سے بھی (۲۹) مفترین اور فقہاء نے '' نشوز' کی بعض صورتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی شوہر کی جنسی خواہش کی تنکیل میں تعاون کرنے سے انکار کردے (۲۰۰) کیکن تیجی بات ہیہ ہے کہ اس میں شوہر کی ہر طرح کی نافر مانی شامل ہے۔شخ رشید رضاً لکھتے ہیں:
''اکثر فقہاء نے شرق نشوز کی چندصور تیں بیان کی ہیں: مثال کے طور پر شوہر کی جنسی خواہش پوری کرنے سے انکار کردینا' گھر ہے بغیر کسی ضرورت کے نکلنا' شوہر کے کہنے کے باوجود زیب و زینت نہ اختیار کرنا' دینی فرائض سے غفلت برتنا وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ' نشوز' کا مفہوم اس سے زیادہ و رہی ہے۔ اس کا اطلاق ہراس نافر مانی پر ہوگا جس کا سبب خود کو بڑا بچھتا اور شوہر کے تھم سے سرتانی کرنا ہو''۔ (۲۷)

## مقصودتا دیب ہے نہ کہ تشدّد

یہاں قابلِغور بات میہ ہے کہ مارنے کا تھم نہیں دیا گیا ہے کہ عام حالات میں بیوی کی ضرور پٹائی کی جائے ' بلکہ مخصوص صورت حال میں' جب اس کی سرکشی اور نافر مانی حدے زیادہ بڑھ گئی ہو' شو ہر کوا جازت دی گئی







ہے کہ اگر دیگر تد ابیر سے کام نہ چلے تو ناگز برصورت میں بیوی کو بہت معمولی اور ہلکی جسمانی سزا دے سکتا ہے۔ ساتھ ہی پیش نظرر کھنے کی تا کید کی گئی ہے کہ اس جسمانی سزا کا مقصد تا دیب ہے نہ کہ بیوی پرظلم ڈھا نا اور اس پرتشد در وارکھنا۔اس وجہ سے اس معاملہ میں غیر معمولی احتیاط بر سنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت جابر ولاثينة بيان كرتے ہيں كەرسول الله مَا لَيْنَتِهُانَةٍ بِمِي خطرت جابر ولائية بيان كرتے ہيں كەرسول الله مَا لَيْنَتُهُانِيةً بِمِي خرما يا: ((فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمُ آخَذْتُمُوْهُنَّ بِآمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمُ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوَظِّنُنَ فَرْشَكُمْ اَحَدًا تُكْرِهُوْنَهُ ۚ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَوْبًا غَيْرَ

مُبَرَّحٍ ۚ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِمْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ)) (٣٢)

''عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈروتم نے انہیں اللہ کی امان میں نیا ہے اوران کی شرم گا ہیں تمہارے لیے اللہ کے کلمہ کے ذریعے حلال ہوئی ہیں تمہاراحق ان پریہ ہے کہ وہ تمہارے بستر وں پرایسے کسی شخص کونہ آنے دیں جےتم نالپند کرتے ہو۔اگروہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارو کہ اس کا جسم پر کوئی نشان ظاہر نہ ہواوران کاحق تم پریہ ہے کہ انہیں دستور کے مطابق کھانا کپڑا دو۔''

ا مام تر مذی نے حضرت عمرو بن الاحوص جائین کے واسطے سے خطبۂ حجۃ الوداع کے جوالفاظ نقل کیے ہیں' وہ

کیچھ مختلف ہیں۔ان میں ہے:

((... إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهُجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرٌ مُبَرَّ ح)) (٣٣)

''......گر تیر کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں ۔اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستر وں میں تنہا چھوڑ دواور انہیں ایسی مار مارؤ جس کاجسم برکوئی نشان ظاہر نہ ہو۔''

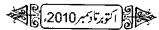
'بُوَّے' كامعنى ہے تنى كرنا' تكليف پہنچانا۔ صوبٌ مبرّ ئے 'اس ماركو كہتے ہیں جس میں سخت چوٹ كھے۔ حدیث میں اس ہے تع کیا گیا ہے۔ <sup>(۴۴)</sup>

ابوحیان فرماتے ہیں:

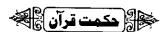
الضرب غير المبرّح هو الذي لايهشم عظمًا ولا يتلف عضوًا ولا يعقب شيئًا (٢٥) '' ضرب غیر مبرح'' سے مرادوہ مارہے جس سے ندکوئی ہڈی ٹوٹے' ندکوئی عضوتلف ہواور نہ جہم پراس کا کوئی نشان باقی رہے۔''

حضرت ابن عباس ﷺ ہے ان کے شاگر وعطاً نے دریافت کیا 'ضوب غیر مبتوح' سے مراد کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: مسواک جیسی چیز سے مارنا۔ (۲۶)

مارنے کا مقصدعورت کو ذکیل ورسوا کرنایا اے جسمانی اذبیت پہنچانانہیں' بلکہ اس کی اصلاح و تا دیب ہے اس لیے علماء نے صراحت کی ہے کہ شوہر مارنے میں حتی الا مکان احتیاط محوظ رکھے۔مثلاً چہرے پر نہ مارے ایک ہی جگہ نہ مارے لاٹھی ڈنڈے سے نہ مارے بلکہ ہاتھ سے رو مال سے پاکسی اور ہلکی چیز سے مارے جس سے جسم پر کوئی نشان نہ پڑے۔امام رازیؓ نے مارنے میں مختلف احتیاطی تد ابیر بتانے کے بعد ککھاہے:







وبالجملة فالتخفيف مراعى فى هذا الباب على أبلغ الوجوه (٣٧) د صاصل بدكه السلط من زياده تخفيف طحوظ ركفني حاسياً

#### اصلاحی تدابیراختیار کرنے میں تدریج

ایک بات بیبھی ملحوظ رکھنے کی ہے کہ قر آن کا منشا پی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ اصلاحی تد ابیر میں تد ریج ملحوظ رکھی جائے۔ایسا نہ ہو کہ عورت کی جانب سے سرکشی کا اظہار ہوتے ہی بیک وقت نتیوں تد ابیر پر عمل کرلیا جائے 'یا شو ہر جب جس چیز کوچا ہے بروئے کارلے آئے۔مولا ناسید ابوالاعلیٰ مود ودیؓ نے لکھا ہے:

'' یہ مطلب نہیں ہے کہ تینوں کا م بیک دفت کر ڈالے جا کیں' بلکہ مطلب یہ ہے کہ نشوز کی حالت میں ان تینوں تدبیروں کی اجازت ہے۔اب رہا ان پڑ عمل درآ مدتو بہر حال اس میں قصور اور سزا کے درمیان تناسب ہونا چاہیے اور جہاں ہلکی تدبیر سے اصلاح ہو عتی ہو وہاں تخت تدبیر سے کا م نہ لینا چاہیے''۔(۲۸) قدیم مفترین نے بھی فدکورہ اصلاحی تدابیر میں ترتیب کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے اور لکھا ہے کہ اگر ہلکی تدبیر سے کام چل سکتا ہوتو سخت تدبیر کونہیں اختیار کرنا جا ہے۔امام رازگ فرماتے ہیں:

الذى يدل عليه انه تعالى ابتدأ بالوعظ ثم ترقّى منه الى الهجران فى المضاجع ثم ترقى منه الى الهجران فى المضاجع ثم ترقى منه الى الضرب وذلك تنبيه يجرى مجرى التصريح فى أنه مهما حصل الغرض بالطريق الأخفّ وجب الاكتفاء به ولم يجز الإقدام على الطريق الأشقّ\_(٣٩)

''آیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سمجھانے کا تھم دیا ہے' پھراس ہے آ گے بڑھ کر بستر وں میں تنہا جھوڑنے کوکہا ہے' پھراس ہے آ گے بڑھ کر مارنے کا تھم دیا ہے۔ بیالیں تنییہ ہے جس سے تقریباً صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک مبلکے طریقے سے مقصد حاصل ہو وہاں تک اس پر اکتفا کرنا ضروری ہے' اسے چھوڑ کر سخت طریقے کوافتیار کرنا جا ئزنہیں ہے۔''

#### ابن عطية (م٢٥٥ ه) في لكهاب:

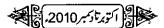
هذه العظة والهجر والضرب مراتب. إن وقعت الطاعة عند إحداها لم يتعدّ الى سائرها (٤٠٠)

''سمجمانا' تنہا چھوڑ تا اور مارنا' تنیوں کاموں میں ترتیب ہے۔ کسی ایک تدبیر سے عورت اطاعت کرنے لگتو دیگر تدابیر نہیں اختیار کی جائیں گی۔''

مفترین نے میکھی صراحت کی ہے کہ مذکورہ متیوں امور کے درمیان اگر چہ حرف عطف'وُ لایا گیا ہے' جو عربی قواعد کے اعتبار سے ترتیب پر دلالت نہیں کرتا 'لیکن سیاق وقرینہ سے ترتیب ہی ظاہر ہوتی ہے۔ (۱۶) مریحا

## مارنے کا حکم موجب قدح نہیں

اسلام پراعتراضات کرنے والوں نے قرآن کے اس تھم کو تقید کا نشانہ بنایا ہے۔ان کے نزدیک بیعورت کی انسانیت کی تو ہین و تذلیل ہے کہ کوئی شخص خواہ وہ شوہری کیوں نہ ہواسے بارے پیٹے۔ قابل غوریہ ہے کہ قرآن نے بیتھم اس صورت میں 'جب دیگر مذاہیر ناکام ہوجائیں' ناگز برعلاجی تذبیر کے طور پر دیا ہے۔اس کا بیہ







تھم عام حالات میں اور عام عورتوں کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ اس مخصوص صورت حال کے لیے ہے جب عورت خود مرہو جائے' مرد سے نفرت کرنے گئے'اس کا کہنا نہ مانے اور اسے اپنے سے کم ترسیحضے گئے۔ جن لوگول کوتر آن کا پیتھم عورت کی تو بین و تذکیل معلوم ہوتا ہے انہیں عورت کے باغیانہ تیور اور خود سری پربٹنی رویتے میں مردکی تحقیرو تذکیل کا پہلونظر نہیں آتا۔مولا ناعبدالما جددریا بادگ (م ۱۹۷۷ء/ ۱۳۹۷ھ) نے لکھا ہے:

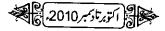
''قرآن کا خطاب ظاہر ہے (لیکن بار بارائے یا دکر لینے کی بھی ضرورت ہے کہ ) کی ایک طبقہ کی ایک و آئی کا خطاب ظاہر ہے (لیکن بار بارائے یا دکر لینے کی بھی ضرورت ہے کہ کہ بہت کوگ پہلی صدی ہجری سے لے کو قیامت تک ہر زمانے اور ہر دوروالے ہیں اور اس کے احکام و مسائل میں لحاظ ہر انسانی ضرورت اور ہر بشری ماحول کا کرلیا گیا ہے جہانچہ بیہ شاہدہ ہے کہ بہت سے معاشر ہے اور طبقے ایسے ہیں جہاں عورت ہر بشری ماحول کا کرلیا گیا ہے جہان علاج کی بیصورت ظاہر ہے کہ انہی طبقوں کے لیے ہے بھراتی اجازت بھی ضرورت پڑنے ہی پر ہے ورنہ بیاتی عبارت نری ہی کی سفارش کر رہا ہے ... قرآن مجمد میں اس تھم کا منا قرآن مجمد کے جن میں ذرا بھی مصر نہیں جیسا کہ بعض یورپ زوہ مسلمان سمجھ رہے ہیں بلکہ بیتو عین ملیا ہے اس کی کہ قرآن مجمد کے ہیں ' سام مرطبقہ اور ہر مزاج اور ہر سطح انسانی کے لیے ہیں' ۔ (۲۶)

شخ محرعبره (م١٣٢٣ه) فرماتے ہيں:

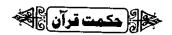
مبر کو مارنے کی مشروعیت ایسی چیز نہیں ہے جوعقل یا فطرت کی رو ہے اتنی ناپندیدہ ہو کہ اس کی دو ہو کہ اس کی خار کی مشروعیت ایسی چیز نہیں ہے جوعقل یا فطرت کی رو ہے اتنی ناپندیدہ ہو کہ اس کی خار میں کی ضرورت میں پوتی ہے اور اسے ای صورت میں مباح قرار دیا گیا ہے جب مردمحسوں کرے کہ عورت کی سرکتی اس کے بغیر ختم نہیں ہو کتی ۔ اگر ماحول درست ہواور عورتیں نفیحت کو سجھنے اور وعظ پرکان دھرنے لگیں یا ترکی تعلق ہے وہ سرکتی ہے باز آ جائیں تو مارنے سے بچنا ضروری ہے''۔ (۲۲)

علامه رشيد رضاً في لكحاب:

" ہمارے یہاں سرکش عورت کو مارنے کی مشروعیت پر مغربی تہذیب و معاشرت کی نقالی کرنے والے بعض معزات ناک بھوں چڑھاتے اور ناگواری کا اظہار کرتے ہیں۔ انہیں اس پر کوئی ناگواری نہیں ہوتی کہ عورت مرد کی سرتا بی کرے اس پر اپنی بڑائی جتائے اور گھر کے سربراہ کو اپنا ماتحت بلکہ حقیر سمجھا اپنی سرش پر مصرر ہے بیہاں تک کہ نہ اس کے وعظ و نصیحت پر زم پڑے نہ اس کی بے رخی اور ترک تعلق کی کوئی پروا کرے بیہاں تک کہ نہ اس کے وعظ و نصیحت پر زم پڑے نہ اس کی بے رخی اور ترک تعلق کی کوئی پروا کرے بیہاں تک کہ نہ اس کے وعظ و نصیحت پر نم پڑے نہ اس کی بے رخی اور ان کے شوہروں کو کرے بیہاں امران کے شوہروں کو تعین مساتھ کیا مصورہ و دیتے ہیں۔ شاید ان کے تصور میں ایک ایسی عورت ہوتی ہے جو نیف و نزاز تہذیب یا فتہ اور اعلیٰ اظلات کی حال ہے جس پر ایک تندخوا ور سنگ دل مرفظم ڈھا تا ہے۔ پہنا نچیوہ ہاس کے تروتا زہ گوشت ہے اپنے کوڑے کا بیٹ بھر تا اور اس کے تازہ خون سے اسے سیراب کرتا ہے اور دو ہا ہے نواہ کہ تا ہورا ہوگی ہی ہی ہوتا اور اس کے تازہ خون سے اسے سیراب کرتا ہوگی ہی تا ہورہ کی گا ہوئی ہی ہوئی ہیں ہوئی ہی ہوئی ہوئی ہی ہوئی ہیں کہ بہت سے سنگ دل اور در شتہ خواہ می اور اس کے تروز ہی ہوئی ہی جوئیں۔ ایسے مرد کرتے ہیں۔ ایسے مردوں کی تندیمہ کے مرد تند خواہ درسنگ دل ہوتے ہیں جوئورت پرخواہ مخواہ ظم وزیاد تی کرتے ہیں۔ ایسے مردوں کی تندیمہ کے مردئی خواہ درسنگ دل ہوتے ہیں جوئورت پرخواہ مخواہ ظم وزیاد تی کرتے ہیں۔ ایسے مردوں کی تندیمہ کے مردئی خواہ درسانگ دل ہوتے ہیں جوئورت پرخواہ مخواہ ظم وزیاد تی کرتے ہیں۔ ایسے مردوں کی تندیمہ کے







لیے بہت ی احادیث آئی ہیں اوران کے معاطے میں قر آن کریم میں 'تحکیم' کا اصول بیان کیا گیا ہے۔
ای طرح ہی بھی صحح ہے کہ بہت ی عورتیں زبان دراز' سرکش اور بہانے باز ہوتی ہیں۔ وہ اپنے شو ہروں سے نفر تکرتی ہیں' ان کے احسانات کی ناشکری کرتی ہیں' محض بغض وعناد میں ان کے حکموں کی سرتا بی کرتی ہیں' انہیں ایسے کا موں پر مجبور کرتی ہیں جو ان کے بس میں نہیں ہوتے ۔ روئے زمین میں کیا فساد واقع ہوجائے گا گرکسی متی و پر ہیز گار مرد کوا جازت دے دی جائے کہ وہ کی ایک عورت کے ہاتھ پر ایک مسواک مارکر یاس کی گرون پر ایک چپت رسید کر کے اس کے بغض میں کچھ کی کردے یا اس کی سرکتی و غرور کا پارہ پچھا تارد ہے؟! گراس چیز کا جواز ان کے مزاجوں پر گراس گزرتا ہے تو انہیں معلوم ہونا چا ہے کہ ان کے مزاجوں میں فساد آگیا ہے اور انہیں ہی جوان لئنا چا ہے کہ ان کے بہت سے انگر پر دانش ور ور کی طرف ماکل ہونے والی اور دوسروں کو اپنی طرف ماکل کرنے والی عورتوں کو مارتے رہے ہیں۔ ایسا ان کے دانش وروں نے بھی کیا ہے اور ان کے سربر آوردہ طبقہ کے لوگوں نے ہوں تو ایک اور نے بیں۔ ایسا ان کے دانش وروں نے بھی کیا ہے اور ان کے سربر آوردہ طبقہ کے لوگوں نے ہمی۔ سے ار خوری کی عزت افرائی میں غلوکر نے والے بے نیاز نہیں ہمی۔ سے ایک ضرورت ہے جس سے ان تعلیم یافتہ عورتوں کی عزت افرائی میں غلوکر نے والے بے نیاز نہیں ہمی۔ سے بی نہیں اس کی ضرورت اور اس کے مباح ہونے پر ناگواری کا کیوں کر اظہار کیا جا سکتا ہمیں تھیں اور دم تیں۔ ایسان کی کیوں کر اظہار کیا جا سکتا ہمیں ہمیں اس کی ضرورت اور اس کے مباح ہونے پر ناگواری کا کیوں کر اظہار کیا جا سکتا ہمیا ہمیا ہے ہی جو بدوی اور متمدن انسانوں کے تمام طبقات کے لیے عام ہے''۔ (۱۶٪)

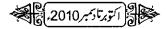
حواشي ومراجع

- (1) http://www.usdoj.gov/ovw/domviolence.htm
- (2) http://www.cafcass.gov.uk/English/publications/ consultations/ 04 Dcc DV%20 policy.pdf

\*\*\*

- (3) Foreword on WHO Multi-Country study on women's health and domestic violence against women
- (5) National violance against women survay (2000) available at http://www.ojp.usdoj.gov/nij/pubs-sum/183781.htm
- (6) US Deptt. of Justice NCJ 207846, Bureau of Justice statisties, Family Violence Statistics: including statistics on strangers and Acquaintance, at 31-32 (2005) available at: http://www.ojp.usdoj.gov/bjs/pub/pdf/fvs.pdf
  - Women's Aid Federation [England] Report, 1992
- (8) Domestic Violence-Action for Change, G.H- ague & E. Malos 1993
- (9) Crime in England and Wales, 2006/2007 report

(۱۰) اس قانون کے غلط استعال سے مردوں کی ایک بوی تعداد پریشان ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شوہروں کے حقوق کی حفاظت کرنے اور انہیں گھریلو تشدّد سے بچانے کے لیے بعض تحریکات 'جن میں Save Faimly Foundation اور My Nation قابلِ ذکر ہیں 'سرگرم ہوگئ ہیں۔ شوہروں



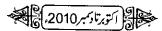
(7)





کے خلاف تشدّد کے موضوع پرایک سروے بھی کرایا گیاہے جس سے کھل کریہ بات سامنے آتی ہے کہ ۲۰ ہے ۳۳ فی م صد شو ہرا چی بیو یوں کی جانب سے ہر طرح کے تشدّد کا شکار ہیں۔اس سروے کی تفصیلات کے لیے رجوع کیجیے: http://498a.wordpress.com, http://victims-of-law.blogspot.com (11) UN Report, 13th Oct. 2009 (Press Trust of India)

- (۱۲) صحيح البخارى كتاب الاحكام باب قول الله اطيعوا الله ۱۸۳۷ و ويكر مقامات صحيح مسلم كتاب الامارة ۱۸۲۹
- (۱۳) مولانا سید ابوالاعلی مودودی تفهیم القرآن مرکزی مکتبه اسلامی پبلشرز نئی دهلی (۱۳) مولانا سید ابوالاعلی مودودی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے راقم کا مقالہ ' مردکی قوامیّت مفہوم اور زمیر ۲۰۰۹ء زمیر ۱۳۰۹ء
- (۱٤)فخرالدين الرازي مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير تحقيق: عماد زكى البارودي المكتبة التوفعقية القاهرة مصر ١٠/١٠
  - (١٥) صحيح مسلم كتاب الرضاع باب الوصية بالنسا ١٤٦٩
  - (١٦) جامع الترمذي ابواب الرضاع باب ماجاء في حق المرأة على زوجها ١١٦٢
- (١٧) صحيح البخاري كتاب النكاح باب مايكره من ضرب النساء ٢٠٠٤ صحيح مسلم كتاب الحنة ٥٢٠٤
  - (١٨)سنن ابي داؤد كتاب الطهارة باب في الاستنثار ٢٤١
  - (١٩) السيد محمد رشيد رضاً تفسير المنار مطبعة المنار مصر ١٣٢٨هـ ٥/٥٠-٧٦
- (۲۰) سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى ضرب النساء ٢١٤٦ سنن ابن ملجه كتاب النكاح باب ضرب النساء ١٩٨٥ سنن الدارمى كتاب النكاح باب فى النهى عن ضرب النساء ٢٢١٩
  - (٢١) الموسوعة الفقهية وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية، كويت ٢٠٠١ ٢٠٠ / ٣٠٠ ٣٠٦
- (۲۲) ابوجعفر محمد بن جرير الطبرى جامع البيان عن تاويل آى القرآن المعروف بتفسير الطبرى تحقيق محمود محمد شاكر احمد محمد شاكر دار المعارف مصر ۱۹۹۸ مرید الطبری تحقیق محمود محمد شاكر احمد محمد شاكر دار المعارف مصر ۱۹۹۸ مرید الاردی جمهرة الفقادار الفكر بیروت ۱۹۹۵ می ۱۹۷۵ ابن درید الاردی جمهرة اللغة دائرة المعارف العثمانیه حیدر آباد ۱۳۶۵ ه ۱۸۲۳ رازی ۱۸۲۱ ابوعبدالله القرطبی الجامع لاحكام القرآن الهیئة المصریة العامة للكتاب ۱۹۸۷ ه ۱۸۷۰ علاؤ الدین علی بن محمد الخازن الباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بتفسیر الخازن مطبعة التقدم العلمیه مصر ۱۸۳۲ ابن تیمیه فتاوی شیخ الاسلام طبع سعودی عرب ۱۸۲۱
- (٢٣) نشز بعلها عليها أذا ضربها وجفاها. ابونصر اسماعيل بن حماد الجوهري تاج اللغة وصحاح العربية مطبع و سنه طباعت درج نهين (طبع قديم) ١ /٤٣٨
  - (۲٤) الجوهري ١ / ٤٣٨ مزيد ملاحظه كيجيے فيروز آبادي / ٤٧٤

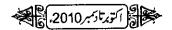






- (٢٥) ابوالقاسم الحسين بن محمد بن الفضل الراغب الاصفهاني المفردات في غريب القرآن تحقيق و ضبط: محمد سيد كيلاني دارالمعرفة بيروت ٩٥٠
  - (۲٦)قرطبي ٥/١٧٠-١٧١
  - (۲۷)عماد الدين اسماعيل ابن كثير تفسير القرآن العظيم دارالاشاعت ديوبند ٢٠٠٢ م ٦٤٢/١
    - (۲۸) امین احسن اصلاحی تدبر قرآن تاج کمپنی دهلی ۱۹۸۹ ، ۲/۲۹۲ ۲۹۳
- (۲۹)رازی ۱۰/۸۲ خازن ۱۱/۴۳۳ بقاعی نے اس قول کو امام شافعی کی طرف منسوب کیا ھے۔ ملاحظه کیجیے برهان الدین ابراهیم بن عمر البقاعی نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور دائرة المعارف العثمانیة حیدرآباد ۲۷۱۲ م ۲۷۱۷
  - (٣٠) وقيل منعها نفسها من الاستمتاع بها اذا طلبها لذلك ابوحيان ٣٤٠/٣
    - (۳۱)رشید رضاه ۱۲۷
    - (٣٢) صحيح مسلم كتاب الدج باب حجة النبي عَلَيْسُ ١٢١٨
- (٣٣) جامع الترمذي ابواب الرضاع باب ماجاء في حق المرأة على زوجها ١١٦٣ ابواب تفسير القرآن سورة توبه ٣٠٨٧ حسنه الالباني
  - (٣٤) ابن الاثير الجزرى النهاية في غريب الحديث والاثر المطبعة العثمانية مصر ١٣١١هـ ١٠٠٠ ٧٠
    - (۵۵)ابوحیان ۳٤۱/۳
      - (٣٦)طبري ٨ / ٣١٤
      - (۳۷)رازی ۱۰/۸۳۸
    - (۳۸)مودودی ۱ / ۳۵۰
      - (۳۹)رازی ۱۰/۸۳۸
    - (٤٠) ابن عطيه المحرر الوجيز ٢٠/٢٠ بحواله ابوحيان ٣٤٢/٣
- (٤١)رازی ۱۰/ ۸۳٪ بن المنیر الاسکندری الانصاف فیما تضمّنه الکشاف من الاعتزال برحاشیه الکشاف ۲۱/ ۲۶ و رشید رضا ه / ۷۲ – ۷۷
- (٤٢) عبدالماجد دریابادی تفسیر ماجدی مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکهنؤ ۲۰۰۸ نظبع جهارم ۱۸ مرا کل ۱۳۵۰ مرا لک جهارم ۱۸ مرا کل ۱۳۵۰ مرا لک جهارم ۱۸ مرا کل ۱۳۵۰ مرا کل به این اگریزی تغییر مین معتبر حوالوں سے تابت کیا ہے کہ یورپ کے تمام مما لک اورتمام طبقات میں بیویوں کی مار پیٹ کا وستورر ہائے ۔ ملاحظہ کیجیے: Commentary, by M. Abdul Majid Daryabadi, Lucknow, 1981, vol:1, pp.327-328
  - (٤٣) رشيدرضا ه/٥٧
    - (٤٤)ايضًا ٥/٤٧-٥٧

\*\*







# شربعتِ اسلامی میں شراب نوشی کی سزا

## حافظ نذيراحمه بإشمي

اسلام میں دنیوی سزائیں عمو ما دوقتم کی متصور ہوتی ہیں:''صد''اور'' تعزیر''۔ فقداسلای میں ان دونوں قسموں کی سزاؤں کی الگ الگ تعریفات اور تعلیقات ہیں۔شراب نوثی حدہ پا تعزیر' اس بارے میں علاء کے ہاں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔زیرنظر مضمون میں صدود وتعزیرات کی فئی روضا حت کے ساتھ ساتھ اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ شراب نوٹی کی حرمت حدا ہے یا تعزیراً۔

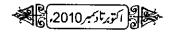
#### حد كالغوى مفهوم

- (۱) وو چیزوں کے درمیان کی روک جوایک کو دوسری سے ملنے نہ دے۔الفصل بین الشیئین لئلا یختلط احدھما بالآخر۔
- (۲) كسى شےكى انتها مثلاً زمينوںكى صدر منتهى كل شيءٍ حده ومنه حدود الارضين وحدود الحرم
   وفى الحديث فى صفة القرآن : ((لكل حرفٍ حدٌّ ولكل حدٍ مطلع))
- (۳) حد بندی کرنا۔ دو چیزوں کے درمیان فصل ان میں سے ہراکیک کی انتہا اس کی حد ہے۔ وحد الشمیء من غیرہ یحدُّهٔ حدَّا وحدَّدۂ: مَیَّزَہ وحدّ کل شیء منتہاہ لانہ یردّہ ویمنعہ من التمادی (۱) علامہ ٹوکانی نے لکھاہے:

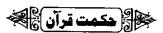
الحد لغة المنع ومنه سمى البواب حدادًا وسميت عقوبات المعاصى حدودًا لانها تمنع العاصى من العود الى تلك المعصية التى حدّ لاجلها فى الغالب واصل الحد الشىء الحاجز بين الشيئين ويقال على ما مَيْزَ الشيء عن غيره ومنه حدود الدار والارض ويطلق الحد ايضا على نفس المعصية ـ ومنه ﴿ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوهُ هَا ﴾ (٢)

"صد کالغوی معنی روکنا ہے اس لیے در بان کو صداد کہا جاتا ہے اور مختلف گنا ہوں پر ملنے والی سزاؤں کو صدود کہا جاتا ہے کیونکہ کی گناہ پر لگنے والی صداس گناہ گارکو دوبارہ اس گناہ کی طرف جانے سے بالعموم روک دیتی ہے۔ صد کا اصل معنی دو چیزوں کے درمیان حائل شے ہے اور ہراس شے کو بھی صد کہا جاتا ہے جو کی شے کو دوسری سے علیمدہ کردئے چنانچہ کہا جاتا ہے حدود الدار والارض (گھراورز مین کی صدود)۔ نیز صد کا اطلاق نشس معصیت پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ضداوندی ہے: ﴿ وَلَلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقُر اُودُ هَا ﴾ ۔ "

امام راغب اصفهانی نے لکھاہے:







''الحد: وو چیزوں کے درمیان ایس روک جوان کو باہم ملنے سے روک و سے حددت کذاہیں نے فلال چیز کے لیے صدمینز مقرر کروی۔ حد الدار مکان کی صد جس کی وجہ سے وہ دوسر سے مکان سے میتز ہوتا ہے۔ حد النسیء کس چیز کا وہ وصف جو دوسروں سے اس کو متاز کر د سے اور دوسروں کو صد اس کے کہا جاتا ہے کہ وہ اس کا دوبارہ ارتکاب کرنے سے انسان کوروکی ہے اور دوسروں کو جسی اس قتم کے جرائم کا ارتکاب کرنے سے دوک ویتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿ تِلْكَ حُدُودُ وَ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَ وَمَنْ وَ اللّٰهِ فَالَّا تَعْتَدُوهَا وَ وَمَنْ وَ اللّٰهِ فَالَّا اللّٰهُ ﴾ (البقرة) فیزارشاد ہے: ﴿ اَلٰا عُوابُ اَشَدُ کُفُوا وَ فِفَاقًا وَ فِفَاقًا وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰهُ وَاللّٰهِ اللّٰهُ ﴾ (النوبة: ۹۷)

بعض نے مندرجہ بالا آیت کریمہ میں نہ کور نفظ حدود کے معنی احکام کے کیے ہیں اوربعض نے اس سے حقائق ومعانی مراد لیے ہیں۔(۳)

#### حد كا اصطلاحي مفهوم

حفیہ کے نزویک حد کی تعریف ہیہے:عقوبة مقدرة واجبة حقًّا للّٰه تعالیٰ (''''وہ سزاجو متعین اور واجب موقیہ ہواللہ تعالیٰ کے حق کی پاہالی کی وجہ ہے'۔ حد کی یہ تعریف تعزیری سزاکو شامل نہیں'کیونکہ تعزیری سزامتعین نہیں ہوتی' بلکہ امام وقت کی صوابدید پر ہوتی ہے' چاہے تو ضرب کی صورت میں وہ سزانا فذکر ہے یاجس کی صورت میں ۔ نیز حد کی تعریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک قصاص پر بھی حد کا اطلاق نہیں ہوتا' کیونکہ قصاص میں سزاکا تعین تو اگر چہ ہوتا ہے کہا تن وہ حقًّا للعبد واجب ہوتا ہے حتی کہ اولیا عِمقتول کی طرف سے معافی اور سلح کی صورت میں معاف ہوجاتا ہے۔ حقًّا للّٰہ تعالیٰ کا مطلب میہ ہے کہ ان سزاؤں کی مشروعیت جان' عقل نسل اور مال کی حفاظت کے لیے ہوئی ہے۔

حفیہ کی نظر میں حدود پانچ ہیں: حدیر قد 'حدِزنا' حدِشُرب' حدِسکراورحدِقذ ف' جبکہ قطع الطریق ( حدِحرابہ ) کو دہ سرقہ کے مفہوم میں داخل کرتے ہیں۔

## جمہور فقہاء کے نز دیک حد کی تعریف

عقوبة مقدرة شرعا سواء كانت حقًّا لله تعالى أم للعبد (٥)

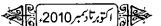
''وہ سزا جوشرعا مقدر ہو (مقدار مقرر کی گئی ہو) جا ہے حقوق اللہ کی پامالی کی دجہ سے یا حقوق العباد کی دجہ ہے۔'' \*\*

تعریف میں اختلاف کی بنا پر جمہور فقہاء کے نزد یک حدود کی فہرست بھی احناف کی نسبت طویل ہے جو درج ذیل ہے: حدسرقۂ حدزنا' حدشرب' حدسکر' حدقذ ف' حدالقصاص' حدالردؓ ۃ۔

اسلام میں دنیوی سزاؤل کی دو تشمیل ہیں: حدود۔ تعزیرات۔

عدود : وہ سزائیں جن کی نوعیت اور مقدار نصوصِ صریحہ میں از روئے شارع متعین ہو۔ بیسزا کمیں محدود ہیں اور حنفیہ کی رائے میں اس کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) حدزنا (۲) حدقذ ف (۳) حدسرقد (حد حرابہ بھی اس میں شامل ہے (۳) حدّ شُرب المحصر (۵) حدّ الشّکر ۔ حفیہ نے حدود کوصرف ان ہی سزاؤں تک محدود مانا ہے کہ جن کے پیش نظر حقوق اللّٰد کی رعایت ہے'اس لیے انہوں نے قصاص کو حدود کی فہرست سے خارج کیا ہے' کیونکہ اس







میں حقوق العباد کی رعایت پیش نظر ہے۔ جبکہ حنفیہ کے علاوہ جمہور علاء کے نز دیک حدود سات ہیں:(۱) حدز نا (۲) حدقذ ف(۳) حدسرقه (۴) حدحرابه(۵) حدالمسکر ات(۲) حدالقصاص (۷) حدالر دّة -

حد کی تعریف میں اختلاف کی وجہ ہے حدود کی فہرست میں بھی اختلاف ہے۔

شافعیہ کے نزدیک حد کو واجب کرنے والے جرائم سات ہیں: (۱) جنابت علی اکنفس اوعلیٰ ما دوخا

(۲) بغاوت (۳) ردّة (۴) زنا (۵) قذف (۲) سرقه (۷) اشربهم مه-

حنیہ کے نزدیک پانچ ہیں:(۱) زنا(۲) سرقهٔ قطع الطریق (۳) قذف (۴) شرب الخمر (۵) شرب السکر۔ مالکیہ کے نزدیک جرائم موجبہ للحد آٹھ ہیں:(۱) جنابت علی النفس اوعلی یا دونھا (۲) بغاوت (۳) ردۃ (۴) زنا(۵) قذف(۲) سرقہ (۷) حرابہ (۸) شرب الخمروالمسکر۔

تعزيد: دوسرى دنيوى سزاتغزير بـ عبدالرحن الجزيرى في تعزير كى مندرجه ذيل تعريف كى ب:

تأديب على ذنب لا حدّ فيه ولا كفّارة (٢) "أليك كناه پرسزادينا جس ميس ندحد بواورنه كفاره. " "ايسے گناه پرسزادينا جس ميں نه حد بواورنه كفاره. "

تعزیر کالغوی معنی منع کرنا 'بازر کھنا اور ملامت کرنا کے ہیں ۔ یعنی تنییبہ اور تا دیب کر کے کسی کوا دکام پر قائم رکھنا (التوقیف علمی الفوائض والاحکام) — شریعت میں سے وہ سزا اور تادیب ہے جواس جرم پر دی جاتی ہے جس کے لیے حد متعین نہیں ۔ بیعام طور پر حدے کم تر ہوتی ہے اور اس کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ مجرم کو دوبارہ ارتکا ہے معصیت وگناہ ہے بازر کھاجائے (ان یمنع البجانی ان یعاود والذنب)

تعزیراورتا دیب میں بیفرق ہے کہ تعزیر کے متعلق امیر المؤسنین یا حاکم وقت لینی فقط حکومت قانون سازی کرسکتی ہے ادر بعد ازاں حاکم وقت یااس کانمائندہ (قاضی) نوعیتِ جرم تعین کرنے کے بعد مناسب عقوبت (سزا) نافذ کرتا ہے۔ جبکہ تا دیب کوئی قانونی سزانہیں ہوتی 'مثلاً استاد کا اپنے شاگر دکو یا باپ کا اپنے بیٹے کوکوئی سزادینا تا دیب ہے۔

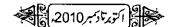
شریعتِ اسلامیہ میں سزاتین طرح پر ہوتی ہے:

(۱) وہ سزا جے اللہ تعالیٰ نے متعین تو کر دیا ہے لیکن اس کا نفاذ بندے پر چھوڑ دیا ہے 'بالفاظِ دیگر کوئی خار جی قوت' حاکم یا حکومت اس میں دخل انداز نہیں ہوتی۔ گویا بندے کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپناتعلق خود احکم الحاکمین ہے استوار کرے۔ اس قتم کی سزاکو کفارہ کہا جاتا ہے۔

(۲) وهسزا کیں جنہیں حاکم' قاضی وغیرہ یعنی حکومت نافذ کرتی ہے۔ یہ پھردوشتم کی ہیں:

( () وہسزا کیں جو کتاب اللہ اورسنت نبویہ سے ثابت اور متعین ہیں' ان سزاؤں میں حاتم یا قاضی کی رائے کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔الیی سزاؤں کوحد کہا جاتا ہے' مثلاً حدسرقہ' حدقذ ف اور حدزنا وغیرہ۔

(ب) وہ سزائیں جنہیں کتاب وسنت نے متعین نہیں کیا ہے بلکہ حاکم وقت یا اس کا نمائندہ قاضی وغیرہ موقع کے اعتبار سے یا ضرورت کے مطابق متعین کرتا ہے۔اس قتم کی سزاؤں میں حکومت وقت کو قانون سازی کاحق حاصل ہے۔ان سزاؤں کوتعزیر کہا جاتا ہے۔







حداورتعزیر میں ایک اور فرق بھی کیاجاتا ہے کہ حدی اللہ شار ہوتی ہے اور جبکہ تعزیر حق العبد۔ چنانچہ حدیث اللہ مقرف نہیں کرسکتا جب اور اس کی بندہ تصرف نہیں کرسکتا جبکہ تعزیر میں بندہ ووطرح کا تصرف کرسکتا ہے۔ ایک تو سزا کم وہیش ہو سکتی ہے اور اس کی نوعیت بھی بدلی جاسکتی ہے مثلاً دُرّوں کی تعدادیا جب وغیرہ باعتبار موقع وشخصیت مجرم وغیرہ۔ دوسر بے تعزیر چونکہ حق العبد ہے لہذا مظلوم کو مجرم کو معاف کرنے کا حق ہے اور اس کے معاف کرنے سے مجرم سزا سے بری ہوسکتا ہے۔ اس اصول کے تحت قصاص کا شار ہمی حدکی فہرست میں نہیں ہوتا 'کیونکہ اولیاءِ مقتول کو معافی کا اختیار ہے۔ شریعت اسلامی میں عقوبت کا اولین مقصد بندگانِ خدا کو مجرم کی شرار توں سے محفوظ رکھنا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے: ''الانز جار عما یتضور به العباد '' (۲) کیونکہ اسلام فساد فی الارض اور معاشرہ اسلامی میں فتے کو انتہائی ناپندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

دوسرامقصد'انسان کی اپنی اصلاح ہے تا کہ اس کا میلانِ جرم رائخ نہ ہوجائے۔ بقول صاحب فتح القدير
"کی لا تصير ملکات فيفحش ويستدرج الى ما هو اقبح ' (^) جہاں تک اصلاح کا تعلق ہے اس مقصد
میں مسلم وغیر مسلم دونوں شریک ہیں'لیکن شرع عقوبت سے مسلمان کی عاقبت بھی درست ہوجاتی ہے کیونکہ اس
سے تطہیر عن الذنب ہوجاتی ہے اور روز آخرت اس کے متعلق اس سے باز پرس نہیں ہوگ ۔ اس لیے تو آغاز اسلام میں مجرم خود آ کر جرم کا اعتراف کر کے سزاکا مطالبہ کرتا تھا۔

تیسرا مقصدیہ ہے کہ انسان کی فطرت میں موجود انتقامی جذبہ کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے' کیکن اس انتقامی جذبے کوعفویس تبدیل کرکے اسلام نے مکارمِ اخلاق کی طرف بڑا قدم اٹھایا ہے۔

الحاصل: اسلامی عقوبات میں وہ نتیوں اغراض و مقاصد پیش نظر ہیں جنہیں علم الاخلاق تسلیم کرتا ہے۔ انتقائ امتناعی اوراصلاحی بینینوں مقاصداس کے پیش نظر ہیں۔

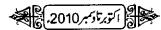
ا م قرانی مالکی نے حداور تعزیریں دس وجوہ سے فرق بیان کیا ہے:

(۱) حدود وقصاص کی سزائیں شرعاً متعین ہیں 'مجرم اور جرم کے حالات کی بنا پر قاضی اس میں کوئی ر دّوبدل نہیں کرسکتا' جبکہ تعزیر می سزاؤں کا معاملہ قاضی ا حاکم کی صوابدید پر ہے جو جرم کی نوعیت اور مجرم کے حالات اور سرا ہے اس کی اثر پذیری کی بنا پر مختلف سزائیں دے سکتا ہے۔ یہ خیال رہے کہ تعزیر می سزاؤں کی تعیین میں قاضی کا بیا ختیار پچھ تو اعد وضوابط ہے مشروط ہے' جن میں سے اہم اس کا عدالت و تقویٰ سے متصف ہونا بلکہ مالکیہ' شافعیہ اور حنا بلہ کے نزد یک مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونا بھی ہے۔ نیز مختلف تعزیر می سزاؤں میں سے جرم کے مناسب سزا کا اختیار کرنا بھی اس پرلازم ہے۔

(۲) حدوداور قصاص (اولیاءِ مقول کی طرف ہے عدم معانی کی صورت میں) کا نفاذ سربراہِ مملکت پر واجب ہے اس میں کسی بھی سبب کی بنا پر نہ عفو ہے' نہ سفارش' نہ ابراء ہے اور نہ اسقاط جبکہ تعزیر کے بارے میں ائمہ ثلاث ابوطنیفہ مالک اوراحمہ بھی ہے' کہ اگر وہ لحق اللہ تعالی ہوتو حدود کی طرح اس کا نفاذ بھی واجب ہے' سوائے اس صورت کے کہ اگر امام وقت کو پیظن غالب ہوجائے کہ مجرم کو جرم سے بازر کھنے واجب ہے' سوائے اس صورت کے کہ اگر امام وقت کو پیظن غالب ہوجائے کہ مجرم کو جرم سے بازر کھنے کے لیے بجائے مار پیٹ کے زبانی ڈانٹ ڈپٹ بھی کافی ہے تو اس کواز خود معاف کرنے کا یا سفارش قبول







کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور اگر وہ لی العباد ہوتو صاحبِ تن کو معاف کرنے کا اختیار حاصل ہے اور

اس کے معاف کیے بغیر ولی امر کے لیے اس کو معاف کرنے کا یا کسی دوسر ہے کی سفارش پرتعزیر کا ساقط کرنا

جائز نہیں ۔ امام شافعی کے نزدیک امام وقت پر تعزیر قائم کرنا واجب نہیں بلکہ قائم کرنا اور معاف کرنا

دونوں کا اختیار ہے۔ اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ تعزیر شرعاً غیر مقدر ہے البذا اس کا نفاذ واجب نہیں

ہے۔ لیکن ان کا یہ استدلال کی نظر ہے کیونکہ اگر ان کا یہ استدلال صحیح تسلیم کیا جائے تو زوجات اور

اقارب کا نفقہ (جوغیر مقدر ہے ) بھی واجب نہیں ہونا چاہئے حالا نکہ امام موصوف بھی اس کے قائل ہیں۔

اقارب کا نفقہ (جوغیر مقدر ہے ) بھی واجب نہیں ہونا چاہئے خالا نکہ امام موصوف بھی اس کے قائل ہیں۔

برم کی جسامت کے اختلاف سے حدود میں اختلاف نہیں ہوتا 'چنا نچھیل وکثر کے سرقہ میں قطرہ اور گھڑا اس کو گئر کے سرنا میں کوئی فرق نہیں۔ جبکہ جرم کے اختلاف سے تعزیر کی سزا میں اختلاف ہوسکتا ہے۔

فرق نہیں۔ جبکہ جرم کے اختلاف سے تعزیر کی سزامیں اختلاف ہوسکتا ہے۔

(3) حدودلا زی طور پرمعصیت کے نتیج میں لا گوہوں گی جبکہ تعزیر کے لیے بیشر طنہیں کیونکہ تعزیر تا دیب ہے' مثلاً ادب سکھانے کی غرض سے بیچ کو مارنا۔

(0) تعزیر ثابت ہونے کے بعد ساقط ہو نگتی ہے 'مثلاً اگر مجرم بچہ ہے یا جرم سرز دتو ہوا ہے کسی مکلف سے لیکن وہ جرم اتنا حقیر ہے کہ جس پر سزا دینے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا' کیونکہ خفیف سز ااس کے لیے را دع نہیں بنتی ہے اور شدید سزادینا اس حقیر جرم پر واجب نہیں' جبکہ حد کسی صورت میں ساقط نہیں ہو کتی۔

(٦) تعزیری سزا توبہ سے ساقط ہو عمق ہے جبکہ ''حد''جمہور علاء کے نز دیک 'سوائے حنابلہ کے' توبہ سے ساقط نہیں ہوتی 'سوائے حد حرابہ کے۔

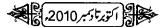
(۷) تعزیر میں قاضی کومختلف سزا کمیں دینے کا اختیار ہے ٔ جبکہ حدود میں صرف ایک متعین شدہ سزاہی دی جاسکتی ہے ٔ سوائے حدحرابہ کے۔

(٨) فاعل مفعول اور جرم كے اختلاف سے تعزیر مختلف ہو عتی ہے کیعنی تعزیری سزا میں مقدار جرم مجرم اور جو جرم كانشانه بناہے كالحاظ ركھا جانا ضرورى ہے۔ جبكہ حدود میں بيا ختلاف نہيں ان پر حالات اثر انداز نہيں ہوتے۔ بينډكوره فرق دراصل فرق اول كى مكتبل ( تيميل كرنے والى ) ہے۔

(٩) علاقوین شهرون اورز مانون کے اختلاف سے تعزیر مختلف ہو سکتی ہے مگر حدود یکساں رہتی ہیں۔

(• 1) تعزیر بھی حقًا لِلّٰہ ہوتی ہے مثلا حرباتِ دینیہ کی بے حرمتیٰ قرآن پاک اور صحابہ کرام کو اُلیّن کی تو ہین و تنقیص وغیرہ' اور بھی حقًا للعَبد ہوتی ہے مثلاً کسی کو گالی گلوچ کرنے یا مار پیٹ کرنے پڑ جبکہ'' صدود'' بالا تفاق حقًّا لِلّٰہ ہی ہوتی ہیں سوائے صد قذف کے''۔ (۱)

ان ندکورہ بالافروق کے علاوہ حداور تعزیر میں امام شافعی کے نز دیک ایک اور فرق بھی ہے کہ دورانِ حداگر مجرم کی جان چلی جائے تو اس کا خون ہدرہے 'جبکہ دورانِ تعزیر جان جانے پر ضان واجب ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام احمد بن حنبل بھینے کے نز دیک حداور تعزیر وونوں کے دوران تلف ہوجانے والی جان کا خون ہدرہے' کیونکہ امام کوحداور تعزیر لگانے کا حکم ہے اور مامور کا فعل لا یتقید بشیر ط المسلامة (۱۰)







شراب کی حرمت غزوہ اُحد (۳س) کے بعد ہوئی ہے۔ بقول قادہ غزوہ احزاب کے بعد ہوئی ہے اور غزوہ احزاب ہو یا ہے مطابق م ھزوہ احزاب ہو ہا ہے مطابق م ھزوہ احزاب ہو ہا ہے مطابق م ھن ہوا ہے۔ بقول ابن اسحاتی غزوہ بی نضیر کے بعد ہوئی ہے جورائح قول کے مطابق م ھیں ہوا ہے۔ دمیاطی نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ شراب کی حرمت ہو میں حدیبیہ کے سال ہوئی ہے ۔ لیکن ابن اسحاق کا قول محل نظر ہے جیسیا کہ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ شراب کی حرمت کے مزول والے سال حضرت انس ابوعبیدہ ابوطلحہ اور اُبی بن کعب جن اُنٹی کو شراب پلار ہے تھے کہ استے میں شراب کی حرمت کی منادی کی منادی کی میں ساتی ہونے تو اس وقت حضرت انس کے صغیر الشن ہونے کی وجہ ہے ساتی کے فرائف انجام دینے کی بات سمجھ نہیں آتی۔ اس کی حرمت کے بارے میں منسرین کے اقوال کا خلاصہ درج ذیل ہے:

شراب کے بارے میں قرآن مجید کی جارآیات کریمہ نازل ہوئی ہیں:

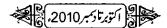
(1) سورة الخل كي آيت ٢٤ مكه كرمه مين نازل ہوئي:

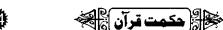
﴿ وَمِنْ فَمَرْتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَّرًا وَّرِزُقًا حَسَنًا ﴿ ﴾ ''اور كلجور وانگور ول كيميوول سيتم بناتي مونشه اورعمده رزق''

مندرجہ بالا آیت کریمہ کے نزول کے بعد بھی مسلمان شراب پیتے رہے 'کیونکہ وہ اس زمانہ میں ان کے

ایک دن ایک جلیل القدر صحابی نے اپنے دوستوں کے لیے دعوت کا اہتمام کیا' کھانے کے بعد شراب کا دور چلا'جس کی دجہ سے نشر چڑھ گیا۔ استے میں مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ امام صاحب نے نماز میں قراءت کرتے ہوئے''فُلُ یَآیٹھا الْکُفِوُرُونَ اغْبُدُ مَا تَغْبُدُونَ'' پڑھا اور آخر تک بغیر''لا'' کے پڑھتے چلے گئے۔ تب سورۃ النساء کی آیت ۳۳ ﴿ لِیَآیٹھا الَّذِینَ اَمْنُوا لَا تَفْرَبُوا الصَّلُوةَ وَاَنْتُمْ سُکُری ﴾ نازل ہوئی۔ اس تب سورۃ النساء کی آیت ۳۳ ﴿ لَیْنَ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰ

ا یک دن ایک اور صحابی نے دوستوں کو کھانے پر بلایا جن میں ایک جلیل القدر صحابی بھی تھے۔ کھانے کے





بعد شراب کا دور چلا اور جب نشر چڑھ گیا تو نشہ کی حالت میں بڑائیاں مارنے اور اشعار پڑھنے گئے۔ایک صحافی نے وہیں ایک قصیدہ پڑھا جس میں انصار کی ججواور ان کی قوم کی بڑائی تھی۔انصار میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر اونٹ کا جبڑ اقصیدہ پڑھنے والے کے سرمیں ماراجس سے ان کا سرپھٹ گیا۔اُنہوں نے نبی اکرم کا اُٹھ کے کم من میں اس انصاری کی شکایت کی۔ تب آنخضرت کا اُٹھ کے اُسے دعا کی :''ربّ العزت! ہمارے لیے شراب کا تھم صاف میان فرمادے''۔

آ پِئَا لِيُنْتِمْ كَى دِعا كُوبِارگاه اللَّى مِين سند قبوليت عطاكرت موسے سورة المائدة كى آيات ٩٠ ١٩ تازل موئين: ﴿ لِمَا يَهُ اللَّذِينَ أَمَنُوا إِنَّمَا الْمُحَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْآنُصَابُ وَالْآزُلَامُ رِجْسٌ مِينٌ عَمَلِ الشَّيْطُنِ مِد ورد مُربِهِ مِنْ وَمِي مِنْ مُورِد مِنْ مِنْ مُورِد وَكُولُونُ مِنْ مُعْرِد مِنْ مُعْرِد اللَّهِ مُعْرِد م

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفُلِحُوْنَ۞ إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطُنُ اَنْ يُتُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلُوةِ ۖ فَهَلُ اَنْتُمُ مُّنْتَهُوْنَ۞﴾

آیت کریمہ کے زول کے بعد حضرت عمر دلائٹز، پکارا مٹھے:''انتھینا انتھینا یا رب''

مندرجہ بالا بیان سے بیر حقیقت اظہر من اُختمس ہوتی ہے کہ شراب کی حرمت تدریجا ہوئی ہے کیونکہ ایک تو بیر بوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ، دوسرے شراب ان کی تجارت اور کسب و کمائی کا ایک اہم عضر تھا۔ چنا نچہ ملک شام سے سے داموں فرید کر منظے اور منہ ما نگے داموں فروخت کیا کرتے تھے اور یہی ''مَنَافِعُ لِلنَّاسِ'' کی تفسیر بیاں کی گئی ہے 'جبکہ علامہ قرطبی نے تفسیر قرطبی میں ''مَنَافِعُ لِلنَّاسِ'' کی تفسیر میں بعض دیگر چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: شراب کھا ناہضم کرتی اور کمزوری کوقوت میں بدلتی ہے 'نیز بخیل کوئی' بزول کو دلیر کرتی اور رنگ کو کھارتی ہے 'نیز بخیل کوئی' بزول کو دلیر کرتی اور رنگ کو کھارتی ہے 'فیرز لک (۱۱)

چنانچ حسان بن ثابت ولائن نے کہاہے:

ونشوبها فتتركنا ملوكًا وأُسدًا ما ينهنهنا اللقاء ''شراب پينے كے بعد ہم باوشاہ اور شير بن جاتے ہيں اور پھر جنگ كوخا طريس نہيں لاتے ۔''

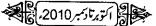
ایک دوسرے شاعرنے کہاہے۔

فاذا شربتُ فاننی ربّ المحورنق والسدیر واذا صحوتُ فاننی ربّ الشویهة والبعیر دربّ الشویهة والبعیر دربّ الشویهة والبعیر در شراب نوشی کے بعد میں اپنے آپ کو نعمان اکبر کے کل کا مالک سجھتا ہوں اور جب نشرا تر تا ہے تو پھر میں وی گڈریا اور ساربان (اونٹوں والا) بن جاتا ہوں۔''

'' وَإِنْهُهُمَّا اَنْحَبُرُ مِنُ نَفُعِهِمَا'' یعنی شراب اور جوئے کے مفاسدان کے متوقع منافع کے مقابلے میں عظیم تر ہیں۔ چنانچیشراب کے ظیم ترین مفاسد میں سے ایک عظیم تر ہیں۔ چنانچیشراب کے ظیم ترین مفاسد میں سے ایک عظیم مفت ہے۔ اس لیے کہ عقل کامعنی روکنا ہے اور یہی عقل انسان کوان قبائح سے روکتی ہے جن کے طرف وہ طبعًا ماکل ہوتا ہے۔ شراب نوشی کی وجہ سے مانع عن القبائح عقل زائل ہوجاتی ہے۔ اس مانع کے مثبنے کی طرف وہ طبعًا ماکل ہوتا ہے۔ شراب نوشی کی وجہ سے مانع عن القبائح عقل زائل ہوجاتی ہے۔ اس مانع کے مثبنے







کی وجہ سے انسان اپنی طبیعت اور فطرت کی بنا پرمختلف قبائح ور ذائل کا ارتکاب کرنے لگ جاتا ہے۔ ابن الی الدنیا کا کہنا ہے کہ ایک دن اس کا گزرایک نشکی پر ہوا جوا پنے ہاتھ پر پییثاب کر کے اس سے اپنا منددھوتا ہوا کہہ رہاتھا:''المحمد للّٰہ الذی جعل الاسلام نور اوالماء طھور اً''

عباس بن مرداس سے دور جاہلیت میں کسی نے شراب نہ پینے کے بارے میں سوال کیا۔اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

"ما انا بآخذ جهلی بیدی فادخله فی جوفی ولا ارضی ان اصبح سید قوم وامسی سفیههم "(۱۲)

''میں اپنی جہالت اپنے ہاتھ میں لے کراپنے پیٹ میں داخل نہیں کرتا اور نہ ہی مجھے یہ بات پسند ہے کہ اپنی قوم کا سردار بن کر پھران میں سے ایک احتی آ دی (شراب پینے کی وجہ سے ) بن جاؤں ۔'' دورِ جاہلیت میں قیس بن عاصم المنقر کی بہت زیا دہ شراب پینے والا تھا۔ ایک دن نشے کی حالت میں اس نے

رورب ہیں میں میں ہیں۔ ہیں ہیں ہے ہے۔ اس کی ہورہ مراب ہے والا عدایت دن سے مام سے ہیں ہیں۔ اسے والا علیہ اللہ ال اپنے والدین کو گالیاں دینے کے علاوہ چاندہ ہمکا می کی اور شراب تیار کرنے والے کو بہت سارا مال دے ڈالا۔ نشراً ترنے پر جب اس کی حرکتوں کے بارے میں اسے بتایا گیا تو شراب کواسے اُو پر حرام کرتے ہوئے کہا:

رأيتُ الخمر صالحة وفيها خصال تفسد الرجل الحليما فلا والله اشربها صحيحًا ولا اشفى بها ابدًا سقيمًا ولا اعطى بها ابدًا نديما فان الخمر تفضح شاربيها وتجنيهم بها الامر العظيما (١٣)

فان المخصر تفضح شاربیها و تجنیهم بها الامر العظیما (۱۲)

"میں تو شراب کومفیر جمعتا رہا حالانکہ اس میں ایسے اوصاف ہیں جوعقل مند آ دی کو بھی بگاڑ ویتے
ہیں۔اللہ کی تم! میں نہ تو تندرتی کی حالت میں اسے پول گا اور نہ بیاری کی حالت میں اسے بطور دوا
استعال کروں گا' میں تازندگی کی قیمت کے بدلے اسے نہیں خریدوں گا اور نہ شراب نوشی کے لیے کی ہم
نشین کو دعوت دوں گا' اس لیے کہ شراب' پینے والوں کو ذلیل ورسوا کر کے ان سے بڑے گنا ہوں کا ارتکاب کرواتی ہے۔''

کی ملاء کا خیال ہے کہ شراب کی حرمت سورۃ البقرۃ کی مذکورہ بالا آیت ۲۱۹ ﴿ قُلُ فِیهِ مَا اِنْمُ تَحِینُوْ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ .....الخ ﴾ سے ہوئی ہے ، چاہے کوئی دوسری آیت کریمہ اس سلسلے میں نازل نہ بھی ہوتب بھی حرمت شراب پردلالت کرنے کے لیے یہی آیت کافی تھی 'کیونکہ:

(۱) اس آیت کریمه میں فرمایا گیا ہے کہ شراب اور جوئے میں ''اثم کبیر' ہے اور قر آن مجیدہی نے سورة الاعراف کی آیت ۲۳ ﴿ قُلُ اِنْتُمَا حَرَّمَ رَبِّی الْفُوَاحِشَ مَا ظَلَوْ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِئْمَ ..... ﴾ میں ''انم'' کو حرام قرار دیا ہے اور جب شراب میں ''انم'' ہے اور ''انم'' حرام ہوگ ۔ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں فہ کور' انم'' ہے بعض علاء کے زدیک مراد شراب ہے۔ جبیا کرایک شاعر نے کہا ہے :
شربت الائم حتی ضل عقلی کذلك الائم یذھب بالعقول

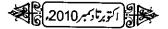
''میں نے اٹم (شراب) پی ہے جی کہ میری عقل کھو گئی اسی طرح'' اٹم'' (شراب) عقاوں کو کھودیتا ہے۔''
لیکن پیدلیل کمزور ہے۔ایک تو اس لیے کہ اللہ تعالی نے البقرة کی فہ کورہ آیت میں شراب کواثم کہنے کے بجائے ''قُلْ فِیْهِمَا اِنْمُ کَبِیْوْ''فرمایا ہے' ہما اٹھا کبیوان نہیں فرمایا۔دوسرے اس لیے کہ حضرت قمادہ کا قول ہے کہ اس آیت کریمہ میں خمر کی فیمت اور سورۃ المائدہ کی آیت ﴿ إِنَّهَا الْعَمْوُ وَ الْمَیْسِوُ ۔۔۔۔ ﴾ میں خمر کی حرمت بیان ہوئی ہے اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے۔ (۱۰)

(٧) ' وَإِنْهُ هُمَا آكُبَرُ مِنْ نَفُعِهِمَا '' سے معلوم ہوتا ہے كه شراب كے مفاسداس كے منافع پر غالب بيل اور تو جيح المه فسدة على المصلحة كا تقاضا تحريم (اس كام كا حرام قرار دينا) ہوتا ہے - مزيد برآ ل لفظ ''كاطلاق بھى سبب عقاب (گناه) پراور بھى عقاب پر ہوتا ہے - وكل منهما لا يوصف به الا المعدم - ليكن حق بات يبى ہے كه بيآ يت كريم تحريم فريس صريح نبيل ہے جيميا كه حفرت قاده كا قول او پر ذكر ہوا ہے كونكه الله كامنى مفسده ہے اور رجحان المه فسدة على المصلحة تقضى تحريم فعل نبيل بلكه مقضى رجح يم فعل ہوتا ہے ۔ يہى وجہ ہے كه ذكوره آيت كريم كن ول كے بعد بھى كبار صحاب 'انها نشوب ما ينفعنا ' كہتے ہوئے سورة المائدة كى اس آيت كن ول تك شراب پيتے رہے جو تحريم خمر پر بطور نص دلالت كرتى ہے ۔

سورۃ المائدۃ ہیں شراب کی حرمت بیان کرتے ہوئے اس کے لیے پہلالفظ رِجسؓ استعال کیا گیا ہے۔ اور رِجسؓ کامعنی وہ گندگی ہے جس سے عقول سلیم نفرت کرتی ہوں۔ بقول امام راغب اصفہانی رِجس چارتیم پر ہے۔ (۱) صرف شریعت کی رو سے (۲) صرف عقل کی رو سے (۳) صرف شریعت کی رو سے (۲) ہرسہ کی رو سے 'جیسے مینعۃ (مردار) سے انسانوں کو طبعی نفرت بھی ہے اور عقل وشریعت کی رو سے بھی ناپا ک ہے۔ دِجس شری جیسے جوااور شراب کہ شریعت مطہرہ نے اسے رِجس قرار دیا ہے۔ بعض نے شراب اور جوئے کو صرف شرعاً شہیں بلکہ عقلا بھی رِجس کہا ہے اور دلیل بیدی ہے کہ قرآن مجید نے ان دونوں کے بارے میں'' وَانْمُهُمَّا اَکْجُرُ مِنْ نَفْدِهِمَا'' کہا ہے اور جس قرار دیا گیا ہے' کیونکہ وہ شرک کرتے ہیں اور شرک عند انتقال فیتے ترین رہے گا تھا الّذینی فینی قُلُو ہِمِهُمْ مَرْضٌ فَوْاَدَتُهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ ﴿ (التوبه: ۲۵) ﴿ وَوَسُمُ اللّٰ وَجُسِهِمْ ﴾ (التوبه: ۲۵) ﴿ وَوَسُمُ اللّٰ وَجُسِهُمْ اللّٰ وَجُسِهُمْ ﴾ (التوبه: ۲۵)

دوسرا لفظ ' مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ''استعال كيا گيا ہے' يعنی شراب نوشی شيطان عمل ہے' كيونكه شيطان خود خبيث اور نجس ہے اور خبيث ونجس كا كام نجس كاموں كى دعوت دينا ہى ہوتا ہے۔ علاوہ ازيں شراب كى حرمت بيان كرنے كے ليے صراحنا حرام كا لفظ اختيار كرنے كے بجائے' ' فَاجْتَنِبُوْ أَهُ '' كا لفظ استعال كيا گيا ہے جس كا معنى ہے شراب سے دُور دُور رہواں كے قريب بھى نہ پينگو۔اور كى شےكى حرمت ظاہر كرنے كے ليے لفظ حرام كے استعال كي مقابل على من ہے لفظ حرام كے استعال كيا ہے۔

پھراس کی شاعت و قباحت کو مزید ا جا گر کرنے کے لیے شراب سے اجتناب کوفوز و فلاح اور دنیوی و







اُخروی سعادت کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ لَعَلَّكُمُ مُنْفِلِحُونَ ﴾ لینی اگر فوز وفلاح اور وُنیوی واُخروی کامیابی کے طلبگار ہوتو اس کے لیے شراب نوثی ہے اجتناب شرط ہے کیونکہ اس میں دین و دنیا کا فساد اور صحت عقل اور مال کا ضیاع ہے۔ چنانچہ خود اللہ عزوجل نے شراب اور جوئے کے عظیم ترین اور خطرنا کرتی مفاسد میں سے دوکا بالحضوص ذکر کیا ہے۔ ایک کا تعلق دنیا ہے اور دوسرے کا تعلق دین سے ہے۔ دنیوی مفدہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطُنُ اَنُ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْنَحْمُو وَالْمَيْسِرِ ﴾ ''شراب نوشی اور جوئے کے ذریعے شیطان تہارے مابین عداوت اور نِنض ڈالنا جا ہتا ہے۔''

كيونكه شراب نوشى انسانى عقل كوفاسد كرديتى ہے۔ جبيبا كدايك شاعرنے كہاہے:

شربتُ الخمر حتى ضل عقلى كذلك الخمر تفعل بالعقول "
دمين في المرتى من كول المرتراب عقلول كساته ي معالم كرتى هـ. والمرتب المرتب ال

عقل ہی کی بدولت انسان اشرف المخلوقات ہے'اس کے من جملہ دیگر اوصاف کے افضل واشرف ترین صفت عقل ہی ہے۔ کیونکہ عقل کا لغوی معنی روکنا ہے اور جب تک انسان کی عقل فساد و بگاڑ ہے محفوظ ہوتو وہ انسان کو قبائح و رذائل ہے روکتار ہتا ہے اور اگر یہی عقل فساد و بگاڑ کا شکار ہو جائے یا انسان شراب نوشی کے ذریعے اسے فاسد کر دے یا پروہ ڈال کرا ہے کا م کرنے ہے روک دے تو پھر انسان بدترین حیوان بن جا تا ہے اور ہرتم کا شروف ادبصورت قبل و غارت 'ظلم' فخش گوئی' افشاء راز' ملک و وطن سے غداری وغیرہ قبائح ورذائل اس سے سرز دہوتے رہتے ہیں' جن کے اگر ات صرف اس کی ذات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ اس کے عزیز وا قارب' دوست واحباب اور پڑوی بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ جس کا نتیجہ با ہمی عداوت اور بغض ونفرت کی صورت میں برآ مدہوتا ہے اس لیے شریعتِ مطہرہ نے اے اُم النجائث قرار و یا ہے' جیسا کہ طبرانی کی روایت عن عن عربی نئی برتا ہے۔

ان النبي عَلَيْكِ قَال: ((الْكَحَمْرُ أُمُّ الْحَبَائِثِ))(١٦)

دوسرى روايت مين تفصيل ہے جودرج ذيل ہے:

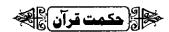
قال النبى عَلَيْكُ : ((اَلْحَمْرُ أُمُّ الْفَوَاحِشِ وَاكْبَرُ الْكَبَائِرِ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ تَرَكَ الصَّلَاةَ وَوَقَعَ عَلَى أُمِّهِ وَخَالَتِهِ وَعَتَّتِهِ)) (١٧)

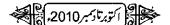
اور حضرت انس والنيُّؤ كى روايت جوابن ماجه اورسنن تر مذى ميں ہے اس كے الفاظ بيه ہيں:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ مَلَيْظِهُ فِي الْحَمْرِ عَشْرَةً: عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَ حَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ الَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَآكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِى لَهَا وَالْمَشْتَراةُ لَهُ (١٨)

اور صحیحین ابوداؤ دُرْ زندی نسائی اور مسنداحمد میں ابو ہر ریو والین کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:((لَا يَنْرُنِي الزَّانِيُ حِيْنَ يَنْرُنِيُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ





يَسُوِقُ وَهُوَ مُوْمِنٌ وَلَا يَشُوَبُ الْنَحَمْرَ حِيْنَ يَشُوبُهَا وَهُوَ مُوْمِنٌ )) (١٩) د خي مفاسد كي طرف اشاره كرتے ہوئے فرمایا گیا:

﴿ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِنْ مِي اللَّهِ وَعَنِ الصَّلُوةِ ﴾ '' بيثرابتهيں الله کے ذکراورنمازے روکتی ہے۔'' کیونکہ شراب نوشی کے نتیج میں جب انسان پرمتی' بے خودی اور لذت وطرب کی کیفیت غالب ہوجاتی ہے تووہ میں میں میں میں میں میں میں ایک کا میں ایک کا ایک کا ایک کی ایک کی ایک کیفیت عالب ہوجاتی ہے تووہ

یہ نہ رہب میں سے نیاری اللہ ہے۔ اس کی اطاعت ہے اعراض کرنے لگ جاتا ہے۔ آخر میں فرمایا گیا: ﴿ فَهَلُ اَلْهُمْ مُنْتَهُونَ ﴾ یعنی شراب نوشی کے اتنے سارے قبائح' مفاسدا ورر ذائل بیان کرنے کے بعد بھی تم باز آتے ہو کہنیں؟ انداز بظاہرا ستفہام کا ہے لیکن در حقیقت نہی ہے۔

الحاصل: سورة المائدة كي ندكوره بالا آيت كريمة شراب نوشي كي حرمت پرمتعدد وجوه سے دلالت كرتى ہے:

ای ن بورہ اما مدہ کا میں کورہ اما کی ویک رہے ہوں کی سامید کا انتہاں کو میں ہوں گائے ہوں گائے ہوں گائے ہوں گائے (۱) آیت کریمہ کے آغاز میں 'نِاتِّما'' کلمۂ حصر لایا گیا۔ گویااللہ تعالی نے گندے اور شیطانی عمل میں شامل انسان میں شامل میں شامل میں شامل میں شامل میں سے۔

(۲) ندکورہ آیت کریمہ میں شراب اور جوئے کوعبادتِ اوثان کے ساتھ ملاکر بیہ بتایا ہے کہ خمر ومیسرعبادتِ اوثان کے مثل ہے جیسے کہ رسول اللہ مُثَاثِینَا کا ارشاد ہے: ((شَارِبُ الْنَحَمْدِ کَعَابِدِ وَثَنِ))(۲۰) دوسری حدیث میں ((شَارِبُ الْنَحَمْدِ کَعَابِدِ الَّلاتِ وَالْعُزْی)) (۲۱) کے الفاظ ندکور ہیں۔

(٣) الله تعالى نے ﴿ فَاجْتَنِبُوْهُ ﴾ امر كاصيغه استعال كركاس سے اجتناب كائتم ديا ہے اور امر كاصيغه وجوب كے ليے ہوتا ہے۔

﴿ لَا مَا لَكُمُ مُنْفِلْ حُوْنَ ﴾ فر ما كرشراب سے اجتناب كوفلاح كا ذريعه بنايا ہے اورا گراجتناب فوز وفلاح كا ذريعہ ہے تو اس كاارتكاب لاز ماخيب وخسران ہوگا۔

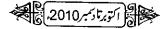
(۵) شراب نوشی کی دینی و دنیاوی مفاسداز قبیل با ہمی عداوت و بغض اور الله تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے اعراض وغیر ہ قبائح در ذائل کا بیان اس کی حرمت کی بین دلیل ہے۔

(٦) نہی کا بلیغ ترین انداز ﴿ فَهَلُ ٱنْتُمْ مُّمْنَتَهُونَ ﴾ کا اختیار کرنا ہی اس کی حرمت کی بین دلیل ہے۔ یعنی شراب کے گونا گوں مفاسداور قبائح ورذ اکل بتانے کے بعد بھی تم باز آتے ہویاای طرح اس پرمصرر ہوگے؟

(٧) اس آیت کے متصل بعد ﴿ وَاَطِیْعُوا اللّٰهُ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْاء ﴾ فرمایا گیا۔ یعنی شراب سے اجتناب کا جو تھم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے اس کو مانواور اس تھم کی مخالفت سے بچو۔

(٨) اس كَ مَعا بعد فرمايا كيا: ﴿ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَتَّمَا عَلَى رَسُوْلِنَا الْبَلَغُ الْمُبِيْنُ ﴿ وَ المائدة )

آیت كے اس کو بین اس محص کو تهدید بیعظیم اور شدید وعید سنائی گئی ہے جو الله اور اس كے رسول مَثَلِیْتُمْ الله علی کا اللہ عنی تم پر اتمام ججت ہو چکی ہے اور ہمارے رسول مَثَلِیْتُمْ بَلِغُ وانذار كے فریضہ کے کما حقہ عہد ہ بر آ ہو چکے ہیں ۔ لبذا اگر اس حم کی تم مخالفت کرو گے تو سزاوینا اللہ تعالی كا كام ہے۔ مندرجہ بالا آئھ وجوہ كى بنا پر بي آیت کر بر تحریم خمر کے بارے میں دلیل قاطع كی حیثیت رکھتی ہے۔



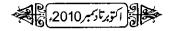


#### حواش

- (١) لسان العرب بذيل ماده ح د د د.
- (٢) نيل الاوطار ج٧ ص ٢٥٠ دارالفكر بيروت. وفتح البارئ كتاب الحدود ج١٢ و ص ٧١ دارالسلام الرياض. الفقه على المذاهب الاربعة عبدالرحمن الحزيرئ ج٥ ص ٦ الفقه الاسلامي وادلته وهبة الزياض الخدود ج٧ ص ٢٧٥ و بدائع الصنائع كتاب الحدود ج٧ ص ٣٣ م
  - (٣) مفردات القرآن مترجم بذيل ماده ح د د د ـ
- (٤) بدائع الصنائع به ٢٠ ص٣٣\_ المبسوط للسرخسي به ٢٠ ص ٣٦\_ فتح القدير لابن الهمام بع ٢٠ ص ١١٢. تبيين الحقائق للزيلعي ج٣ ص ١٦٣\_ حاشيه ابن عابدين ج٣ ص ١٥٤\_
  - (٥) الفقه على المذاهب الاربعة بح و ص ١٧ .
  - (٦) الفقه على المذاهب الاربعة 'ج٥' ص ١٧\_
    - (٧) فتح القدير' ج٤' ص١١١ ـ
    - (٨) فتح القدير' ج٤' ص ٢١١.
    - (٩) الفروق' ج٤' ص ١٧٧ تا ١٨٣ ـ
  - (١٠) الشرح الكبير٬ درد ير و حاشية الاسوقي : ج٤٬ ص٥٥٥\_ رد المحتار٬ ابن عابدين٬ ج٣٬ ص ١٩٦\_
- (۱۱) تفسير القرطبي ؛ حلد دوم ؛ حز ثالث تفسير آيت ٢١٩سورة البقرة \_ وتفسير روح المعاني ؛ حلد دوم ؛ تفسير آيت مذكوره بالا\_
  - (١٢) تفسير روح المعاني علد دوم تفسير آيت ٢١٩ سورة البقرة.
  - (١٣) تفسير القرطبي علد دوم الحزء الثالث تفسير آيت ١٩ ٢ سورة البقرة\_
    - (١٤) روح المعاني تفسير آيت ٢١٩ البقرة\_
      - (١٥) مفردات القرآن ٔ ماده رج س ـ
  - (١٦) سلسلة الاحاديث الصحيحة : ١٨٥٤ و صحيح الحامع الصغير وزيادته للالباني : ٣٣٤٤\_
    - (١٧) ضعيف الحامع الصغير وزيادته للالباني : ٢٩٤٨\_
    - (١٨) سنن الترمذي 'كتاب البيوع عن رسول الله لله الله النهي ان يتخذ الخمر خلا
    - (١٩) صحيح البخاري٬ كتاب الاشربة٬ باب قول اللَّه تعالى إنَّمَا الْخَمُرُ وَالْمَيُسِرُ وَالْاَنْصَابُ.
      - (۲۰) غاية المأمول لابن ملقن: ٦ ٤ واوى :ابوهريرة فظه،
      - (٢١) مسند البزار كتاب الاشربة\_ ومصنف ابي بكر بن ابي شيبه كتاب الاشربه\_

(جاریہ)

**\*** 







## تعارف وتنجره

تبصره نگار: پروفیسرمحمدیونس جنجوعه

(1)

نام كتاب : چراغ مصطفوي

مصنف: عتيق الرحمُن صديقي

ضخامت:206 صفحات متیت: 160 رویے' ناشر: ادارہ منشورات اسلامی بالمقابل منصورہ ٔ لاہور

کتاب کے مصنف عتی الرحمٰن صدیقی محکہ تعلیم میں تعلیم و تدریس کی خدیات ادا کرتے رہے اور بطور پرنیل ریٹائر ہوئے۔ وسیح المطالعہ اور رائخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی اشاعت ان کی دل پیند معروفیت ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ نبی اکرم کالیڈیل کے اسوہ و سیرت اور دیگر تذکیری و اصلامی موضوعات پران کے مضامین ماہنامہ میٹا تن میں شاکع ہوتے ہیں۔ زیر تیمرہ کتاب ان کے ایسے چندمضامین پر شمل ہے جو مختلف جرائد ورسائل میں شاکع ہوتے رہے ہیں۔ تر بین مضامین میں شح و خیرخوابی کا جذبہ نمایاں ہے۔ اس جذبے کا نتیجہ ہے کہ انسان اپنے ابنا ہے جنس کووہ پیغام پنچانا ضروری سمجھتا ہے جواس کی حقیق فوز وفلاح کے لیے ناگزیرہ وتا ہے۔ پھر جو بات خلوص واخلاص کے ساتھ دوسروں تک پہنچائی جاتی ہے وہ لازما قاری پر اپنا اثر چھوڑتی اور اس کی تذکیر کا باعث بنتی ہے اور اسے مضامین اس مقصد کو پورا کرتے نی مائل کرتی اور برائیوں کو چھوڑنے پر آمادہ کرتی ہے۔ چنا نچہ اس کتاب کے مضامین اس مقصد کو پورا کرتے نظر آتے ہیں۔

مصنف نے اپنے استدلال کی بنیاد قرآنی آیات'احادیثِ نبوی مُنَالَّیُظِ اورسیرت کی معروف و مستند کتب پر رکھی ہے۔ جابجا قابلِ اعتاد کتبِ تفاسیر کے اقتباسات درج کیے ہیں۔ تمام مضامین میں خود نگری پرزور دیا گیا ہےتا کہ قاری کے لیے اپنا جائزہ لینے اور اصلاح کی طرف رجوع کرنے کا داعیہ پیدا ہو۔
کتاب ہر عمر کے افراد کے لیے اصلاحِ عمل اور اخلاص کا سامان مہیا کرتی ہے۔



نام كتاب : حسين احمد ني (سواخ وافكار)

مرتب : مولا نامحداساعيل

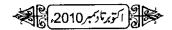
ضخامت:368 صفحات قيمت: درج نهيس

طنى كا پية : مولا تاسيد محمد حقاني ' مدرس جامعه ابو هريره و خالق آباد نوشهره

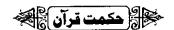
مولا ناسید حسین احمد دنی میشید کسی تعارف کے بحاج نہیں۔ اُن کے ہم عصر علاء نے اور بعد کے بہت سے الل علم نے اُن کے سواخ مرتب کیے ہیں۔ کسی نے آپ کے درع وتقویل کے متعلق لکھا' کسی نے آپ کے رسوخ فی الله علم کے بارے میں تحریر کیا اور کسی نے آپ کی سیاسی جدو جہد کو موضوع بحث بنایا۔ بہر حال سید حسین احمد نی اعظم رجال میں سے تھے۔ مولا نامحمد اساعیل نے مولا ناکی زندگی کے متعلق مختلف مصنفین کی تحریروں' آپ کے مکا تیب اور آپ کی خودنوشت' دنقشِ حیات' سے اقتباسات کو جمع کر کے یہ کتاب مرتب کی ہے' جو آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجا گر کرتی ہے۔ سوانح حیات کے علاوہ کتاب کے دیگر ابواب میں آپ کے خطبات' سلوک وطریقت کے جواہر یارے اور شریعت اسلامیہ کی جامعیت خاص طور پر اہمیت کے حالل ہیں۔

مولانا سید سین احمد دنی برصغیر کے مشاہیر علاء دمشائخ میں نمایاں شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ایک رائخ العلم عالم ہی نہ تھے بلکہ صاحب بصیرت سیاست دان بھی تھے۔ وہ عالمی شہرت یافتہ اسلامی درس گاہ دیو بند میں شخ العدیث رہے کئی سال تک مدید منورہ میں قد ریس کا اعزاز حاصل کیا۔ آپایک تقی اور رائخ العقیدہ عالم دین تھے کتی گوئی آپ کا خاص وصف تھا۔ آپ کواپنے استادِ کم مشخ الهند اور ان کے رفقاء کے ساتھ گہری عقیدت تھی۔ آزاد ک بند کی جدو جہد کے سلسلہ میں فرنگیوں کے کہنے پر آپ کوشخ الهند اور ان کے رفقاء کے ساتھ گر قار کر کے جزیرہ مالٹا بند کی جدو برائ کے دوران آپ نے خضر تفیر قر آن کسی جس کو قبول عام حاصل ہوا۔ کئی بار میں بند کے بیان پر علامہ اقبال معرض ہوئے مگر جر جب مولا نا کی طرف سے وضاحت کی گئی تو علامہ اقبال نے اسے تسلیم کیا۔ بیان پر علامہ اقبال معرض ہوئے مگر جب مولا نا کی طرف سے وضاحت کی گئی تو علامہ اقبال نے اسے تسلیم کیا۔ بیان پر علامہ اقبال معرض ہوئے مصنف ہیں۔ نقش حیات آپ کی خود نوشت سوائح حیات ہے۔ ہر معاسلے میں بیا بندی کرتے تھے۔ آپ کی وفات پر ہر مکتب فکر کے علاء نے آپ کو خواج عقیدت پیش کیا۔ ابنائے سنت کی پابندی کرتے تھے۔ آپ کی وفات پر ہر مکتب فکر کے عیات پر صنے کے قابل ہیں کہ اُن کے امولا ناحسین احمد مدنی ان مشاہیر میں سے ہیں جن کے سوائح حیات پر صنے کے قابل ہیں کہ اُن کے مولا ناحسین احمد مدنی ان مشاہیر میں سے ہیں جن کے سوائح حیات پر صنے کے قابل ہیں کہ اُن کے مولا ناحسین احمد مدنی ان مشاہیر میں سے ہیں جن کے سوائح حیات پر صنے کے قابل ہیں کہ اُن کے مولونا حسین احمد میں ان مشاہیر میں سے ہیں جن کے سوائح حیات پر صنے کے قابل ہیں کہ اُن کے مولونا حسین اسے میں ان مشاہیر میں سے ہیں جن کے سوائح حیات پر صنے کے قابل ہیں کہ اُن کے مولونا حسین اسے میں اس میں کولونا حسین کی دونو سے ہیں جن کے سوائح حیات پر صنے کے قابل ہیں کہ اُن کے مولونا حسید کی اُن کی کو اُن کی کو اُن کی کو اُن کو کو کو کو کی کو کو کو کو کو کی کو کو کو کو کو

معمولات علم وعمل نظم وضبط عزم واستقلال اورسیاسی بصیرت قار مکین کے لیے مینار ہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔







Sa'd in which Allah says that He created Adam with his two hands (yadayya), insinuating the fact that Adam is a composite being of material/physical body and a spiritual soul. The eminent Persian sage-poet Sa'di has portrayed this very truth in a couplet which can be roughly translated as:

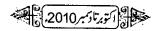
Man is a strange compound of substances. He has both an angelic part and a completely animal part.

Here the emphasis is on three points:

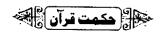
- 1. The breathing of Allah's spirit into man, i.e. the addition of substantial entity and faculty of God-like knowledge and will, which if rightly used, would give man superiority over other creatures.
- 2. The origin of evil is arrogance and jealousy on the part of Satan who saw only the lower side of man (his clay) and failed to see the higher side, his faculty brought in by the spirit of Allah.
- 3. That evil only touches those who yield to it, and has no power over Allah's sincere servants, purified by His grace.

The root cause of the contemporary godless, materialistic and satanic global civilization is the view that human beings are nothing but evolved animals. And this viewpoint has been given tremendous support and theoretical backing by Darwin's evolutionary theory and its attendant social, moral and political implications. Just like Azazil, modern civilization and mainstream dominant thought has also an eye only for the physical/material part of man, remaining in total oblivion of the metaphysical/spiritual component. This lopsided and one-eyed perception of the reality of man --- a consequence of scientism in contemporary epistemology --- has led to the present worldwide dajjali civilization. This materialistic philosophy has not remained confined to the academic circles and intellectuals; rather it has trickled down to the common populace of both the West and the East. So much so that even a large majority of Muslim intellectuals and some leaders of Islamic revivalist movements also reject the view that the soul is a separate and ontologically distinct element of human beings. Renouncing the view of soul (presented above in detail) as a divine and spiritual ontological component of man, they identify the spirit or soul with life. And this, of course, is a highly misguided opinion; a travesty of truth explicitly and unambiguously presented by the Qur'an. We can only regret this grave error committed by Muslim scholars and exegetes under the influence of Western scientistic thought.

(To be continued)







"... they bowed down except Iblees; he refused and was haughty; he was one of those who reject Faith."

Verse 61 of Surah Al-Isra contains a more explicit reason of Satan's refusal to bow down to Adam. It reads:

"...they bowed down except Iblees. He said: Shall I bow down to one whom Thou didst create from clay?"

Here a legitimate question arises as to how a commandment of Allah addressed to the angels covered Azazil who belonged to the created beings specified as *jinns*. The exegetes answer this question by saying that Allah's order covered both angels and *jinns* but since angels were in majority, only they were addressed. And other reason mentioned in this treatise was that Azazil had joined the lower ranks of angels on account of his extraordinary services and devotion to the Lord. Therefore, he was to comply the command of bowing down to Adam.

The important to be explored here is as to why Iblees refused to obey Allah's commandment. The verse of Surah Al-Baqarah does not state any reason for the non-compliance. Verse 12 of Surah Al-A'raf however does give a reason for Satan's disobedience:

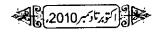
"He said: I am better than he; Thou didst create me from fire and him from clay." [7:12]

And in Surah Al-Hijr, we read:

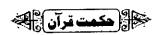
"(Iblees) said: I am not one to prostrate myself to man, who Thou create from sounding clay, from mud moulded into shape."

Verse 12 or Surah Sa'd repeats verbation the statement given in Surah Al-A'raf. The upshot of all the above-mentioned verses is that the real cause of Iblees's refusal to obey Allah's command was that he was only aware of the animal/bodily part of Adam and, being made out of clay and mud, it certainly was inferior to jinns whose source or material of creation is fire --- a decidedly superior element to clay and mud. Being himself a creation of a'alam-e-khalq, he was quite familiar with the animal (physical) or apparently visible part of Adam (as it also pertained to the same alam-e-khalq), but he knew nothing about the sphere of amr (a'alam-e-amr) and, therefore, was quite in oblivion about the supreme dignity of the spiritual part of Adam --- his soul. And as already explained above, Allah's "breathing into him of My spirit" made Adam the highest and noblest created being and only that justified his appointment as the Lord's vicegerent and representative on earth. And it was on account of the spiritual soul --- the Divine spark in Adam --- that all the angels were commanded to prostrate and bow down before him.

In philosophical parlance, it can be said that Adam was an ontologically composite being --- consisting of an animal part which pertained to the realm of *Khalq* and a spiritual element or soul that belonged to the realm of *Amr*. And it is in this perspective that we can rightly understand verse 75 of Surah







"Behold, thy Lord said to the angels, I am about to create bashar from clay." [38:71]

And in Surah Al-Hijr, we read:

"Behold, thy Lord said to the angels, I am about to create bashar from sounding clay from mud moulded into shape." [15:28]

And at both places, two verses which are literally exactly identical in the two surahs follows:

"When I have fashioned him (in due proportion) and breathed into him of My spirit, fall ye down in obedience unto him."

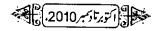
The Arabic locution "taswiya" used at both places encapsulate the entire evolutionary process of the development of life on earth leading to the appearance of homo sapiens --- the animal prototypes of human beings. And it was only after the infusion of Divine spirit in one such prototype that it became a full-fledged human being --- Adam. The spirit or soul of Adam was previously lying in slumber in the repository of souls and its dignity and excellence was highlighted by the fact that Allah, the Most High, relates it to Himself i.e. min ruhi (out of my own spirit). This ontological dualism involved in the creation of Adam is of utmost significance in the metaphysical worldview of the Qur'an which is usually glossed over by contemporary modernist interpreters of the Holy Book. Addition and infusion of spirit or soul in the progeny of Adam is subtly referred to in verse 14 of Surah Al-Mominun where, first, the variegated stages of the development of human fetus in mother's womb are described in detail and then its formation on an entirely different pattern is stated --- viz. growing into a human being with a soul with all its capacities and responsibilities. And when Allah commanded all the angels to prostrate before Adam, all obeyed and extended the duty as ordained. Indeed, the angels always act as commanded by the Lord as verse 6 of Surah Tahreem tells us:

"... Who (the angels) flinch not (from executing) the commands they receive from Allah. But do precisely what they are commanded." [66:6]

The prostration and bowing of all angels before Adam was, in fact, a sign or symbolic expression of the angels' acceptance of Adam as superior to them and Allah's vicegerent on earth. Bowing of angels, in a way, represents the coronation ceremony of Adam's appointment as Allah's deputy and recognition as the cream of all created beings.

#### THE REBELLION OF IBLEES AND THE REASON THEREOF

The above-mentioned seven places where Allah commanded the angels to bow down to Adam, the verses contain the assertion "except Iblees" followed by a number of slightly varying explanations given by him. For example, we read in the verse 34 of Surah Al-Baqarah:







the animal part of man. And this, of course, was the result of Allah's breathing into him out of His own spirit and thus infusing in him the metaphysical element of soul. It is in this perspective that we can appreciate verse 75 of Surah Sa'd in which Allah says that He created Adam with His two hands (yadayya). This perhaps is a subtle allusion to the fact that as Adam is a composite being of material/physical body and a spiritual soul i.e. both a'alam-e-Khalq and a'alam-e-Amr were fused together to constitute Adam. The Adamic first man is none other than the primordial man by virtue of his being made "in the image" (imago Dei) of a Divine Being. Adam is thus man in divinis, human in his element of khalq but reflective of Divine qualities and attributes as far as soul (the element of Amr) is concerned. And according to an authentic Hadith, a particular soul (which was kept in the repository of souls) is aligned by an angel to each and every embryo developing in the womb of a mother. Thus, the entire progeny of Adam too consist of both a corporeal and a spiritual element. It is this very spiritual element in man that makes him Allah's representative and vicegerent on earth.

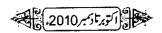
The crowning of Adam as vicegerent of Allah on earth was finalized by the Divine Commandment for all angels to prostrate before Adam thus submitting to his superiority as a deputy of the Lord on earth. This order was rejected and floated by Azazil (a *jinn*, included in the lower cadres of angels on the basis of his devotion and service). Verse 34 of Surah *Al-Baqarah* reads:

"And behold, We said to the angels: Bow down to Adam; and they bowed down. Not so Iblees, he refused and was haughty; He was one of those who reject Faith."

And in verse 50 of Surah Al-Kah'f, we read:

"Behold! We said to the angels: Bow down to Adam. They bowed down except Iblees. He was one of the *Jinns*, and he broke the command of his Lord."

The word "Iblees" in verse 34 of Surah Al-Baqarah is derived from the root idea of desperateness or rebellion whereas "Satan" conveys the idea of perversity or enmity. The Jinn Azazil disobeyed the command of Allah and was denounced as Iblees and Satan. The importance of the episode of Adam and Iblees can be measured by the fact that in the Qur'an it has been mentioned six times in Makkan surahs and once in Madinese Surah of Al-Baqarah. Among the Makkan surahs which refer to this narration of Adam and Iblees are Al-A'raf, Al-Hijr, Al-Isra, Al-Kah'f, Taha and Sa'd. So in all it has been mentioned seven --- a sure proof of its extraordinary significance. From amongst the seven places, two from Surah Al-Hijr and Surah Sa'd, are of particularly great significance as they both mention, before the creation of Adam, the creation (or evolutionary development) and taswiya of bashar. So in Surah Sa'd, we read:







# <u>COMPLETION OF ADAM'S CREATION --- APPOINTMENT AS KHALIFAH</u>

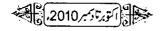
The Qur'anic theistic assertion of Allah as being the Creator, the Originator and the Fashioner render all mysterious and enigmatic questions regarding the origin of this world and the appearance of man in it intelligible and satisfactorily resolved. God is not immanent in the cosmos in the Neo-Platonic sense; He is a transcendent and a personal God to which man can turn directly for guidance. Although Allah is transcendent, the creation is not detached from Him, rather it is an expression, effect or concretization of the Divine performative word of "kun". The myriad forms of the created universe are differentiated in time and space, and are not part of the process of emanation. The following two verses of the Holy Qur'an clearly and unambiguously state that before the appearance of Adam, his prefigured primates in the form of "bashar" were created by Allah through long evolutionary process:

- 1. "Behold! Thy Lord said to the angels: I am about to create man (bashar) from clay." [Sa'd, 38:71]
- 2. "Behold! Thy Lord said to the angels: I am to create man (bashar) from sounding clay, from mud moulded into shape." [Al-Hijr, 15:28]

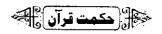
The word bashar used in these verses can refer to Homo, the genus of primates of which, according to evolutionary theory, modern humans (Homosapiens) are the present-day representative. The genus Homo is believed to have existed for at least two million years and modern humans first appeared in the Upper Palaeolithic. In this sense, bashar can denote hominid (or hominoid) --- a primate of a group that includes humans (only in the sense of living physical body prior to the breathing of divine spirit into it), their fossil ancestors, and the bipeds. There is very strong insinuation in the Qur'an that Adam was one chosen bashar and he became Adam after Allah blew into him out of His spirit --- a primordial truth to which atheistic evolutionists turn a blind eye. The Qur'anic verses, which speak of selection of Adam from amongst a species of humans, are the following:

- i) "Allah did choose Adam and Noah, the family of Abraham, and the family of Imran above all people." [A'le Imran, 3:33]
- ii) "It is We who created you (in the plural) and gave you shape; then We bade the angels: Bow down to Adam. And they bowed except lblees; he refused to be of those who bow down." [Al-A raf, 7:11]

Adam's being chosen by Allah and similarly creation of a multitude of human primates and crowning one individual with the title and status of "Adam" is quite significant. This essential difference is definitely due to the addition of spiritual soul --- a new and highest metaphysical element --- to





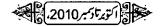


waves of successive hominids and the appearance on earth of homo sapiens. Because the "missing link" has yet to be found --- a link to be found only in the light of revealed datum of knowledge --- it is not possible to definitely state that there is a common lineage between the prehistoric primate and man --- the primordial Adamic man.

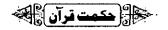
#### DR. RAFI-UD-DIN'S CHARACTERIZATION OF EVOLUTION

Essentially, following ideas presented by Rumi in his poetical lines given above, Dr. Rafi-ud-Din has pointed out three stages of the long process of evolutionary developments viz., firstly physico-chemical evolution, secondly biological evolution and, thirdly ideational or ideological evolution. This, in effect, means that the second stage of the descent of creation coincides with the first stage of evolutionary process. That is to say, as a result of the "Big Bang", tiny particles appeared which synthesized together to constitute "atoms" which in turn collectively constituted "molecules". Combination and recombination of these molecules in due course of time led first to the formation of inorganic compounds and then ultimately to the formation of organic compounds which represents the completion of the first stage of evolution. It will be noted here that we have characterized this stage as also the climax and completion of the third stage of the process of descent which has been expressed beautifully by Mirza Abdul Qadir Baydil in the words "two realms (of "khalq" and "amr") consumed ..." But since this third stage of the descent of creative impulse was also the first stage of evolution, biological evolutionary process started from this very phase.

As a matter of fact, the natural scientists have so far not been able to explain as to how the chemical compounds pertaining to the inorganic level acquired the altogether different and higher element/characteristic of "life". This, in fact, is a perennially irresolvable issue because it (as explained in the last sub-section of this essay) necessarily relates to the working of Divine agency of "amr" which is beyond and outside the jurisdiction of the so-called scientific enquiry and method. Indeed, it is only on account of a word "kun" of Allah that dead and inert matter acquired the current and throb of life and was thus elevated to an ontologically different and distinct sphere. Post-Darwin researchers have conclusively proved that changes occur in the genes or DNA of a species and these cannot be explained at all on the premises of Darwin's theory. In the miraculous birth of Hazrat Isa (AS), the role of the sperm coming from the father's side was substituted by the word "kun" of Allah. Similarly, the word "kun" was used by the Almighty Allah for bringing about change in the genes of any species of animal kingdom, thus creating a new variety of living beings. And this process of evolutionary change (under Divine creativity) continued till the appearance of beings known as "homo sapiens" in the terminology of modern Biology. We will come back to Dr. Rafi-ud-Din's characterization of evolution in the form of three levels of evolutionary process --- particularly the human intellectual and social evolution --- in the last sub-section of this treatise.







random (essentially mindless and without design) mandate at the very heart of the evolutionary theory. Darwin himself had a problem with the myriad creation that reflected, if nothing else, stunning design. He, for example, well understood the development of the eye as a serious problem for his theory. He wrote:

"To suppose that the eye with all its inimitable contrivances for adjusting the focus to different distances, for admitting different amounts of light, and for the correction of spherical and chromatic observation, could have been formed by natural relation, seems, I confess, absurd in the highest degree." (Quoted in Stephen Jay Gould, *Ever Since Darwin*, New York, 1977, p.103)

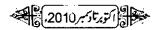
Let us, at this point, look at the guidance and knowledge provided by the Holy Qur'an. Verse 30 of Surah Al-Anbiya asserts:

"We made from water every living thing. Will they then not believe?"

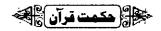
That all life began in water (as a result of chemical reaction between water and crust of the earth) is a conclusion to which our latest knowledge in biological science points. Apart from the fact that protoplasm, the original basis of living matter, is a liquid or semi-liquid and in a state of constant flux and instability, this is a fact that land animals, like the higher vertebrates, including man, show in their embryological history, organs like those of fishes, indicating the watery origin of their original habitat. The constitution of protoplasm, as a matter of fact, is about 80 to 85 percent water.

Classical Darwinism assumed that all changes in living things take place gradually. "Natural selection", Darwin wrote in the *Origin of Species*, "will banish the belief in the continued creation of new organic beings, or in any great and sudden modifications of their structure." This assumption of the continuity of organic changes made it difficult to understand and explain how any single modification or group of co-adapted modifications could first arise. An improved and metaphysically loaded theory of emergent evolution put forward by C. Lloyd Morgan and others maintain that such events must be discontinuous with what went before. Whatever comes to be for the first time must do so suddenly or abruptly. One function of the concept of emergence is to express this contention. In opposition to purely mechanistic or reductionist view the concept of emergence implies that the variety, diversity and complexity are novel, irreducible and high level features of the creative advance of nature.

Scientists working in paleontology and its related fields have accumulated a number of early and pre-human fragments of skulls, teeth and bones, and yet the palaeontological gaps in our knowledge of human origins are indisputable, even among palaeontologists themselves, as is the interpretation of their findings. In other words, the links are still missing between the main





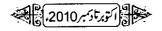


end to illustrations that have been adduced in support of this view. As such it is a mere caprice on the part of those Darwinists who still cling to the theory of natural selection and do not take into account the spontaneous capacities and characteristics of living organisms which constitute a definite proof of the teleological nature of evolution.

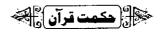
The emergence of conscious purpose in man itself, as one of his most important characteristics, constitutes an evidence in favour of purposive evolution. The very word evolution implies purpose, since it means growth or movement towards higher and higher stages of development. Every kind of growth or development must have destination from the very beginning, otherwise it will not be any growth or development at all. The highest product of the growth of a tree is the seed and the seed is implied in the tree at every stage of its growth. If the universe has really evolved and developed upto its present stage does it not mean that purpose, one of the most precious products, of its development, was implied in it from the beginning, that purpose of some sort was present at every stage of its development? At the material stage it was entirely unconscious, at the biological stage it was half conscious, at the human stage it became completely conscious and deliberate.

A purely scientistic and agnostic man finds himself in the uncharted territory of an exploratory and descriptive science rather than the revealed and illuminating knowledge of the traditions, a knowledge that was the embodiment of a sacred science and a repository of meaning for the enigmatic mysteries of life. There is a need for a perceptive approach to man's origins and ends that can contextualize man's perception of self within a framework of comprehensibility and meaning. The scientific evolutionary narrative provides modern man with a terrestrial lineage of development that commences with a single replicating ceil and ends with the spectacular transition from animal primate to conscious human. As a result, Godless Darwinian evolutionary theory has completely recast the mindset and mentality of people everywhere with its hypothetical explanation of man's origin and by implication his spiritual and ultimate destiny. That also explains why both Karl Marx and Engels highly appreciated the contents of Darwin's books and Marx even desired to dedicate "Das Capital" to Darwin.

By any stretch of imagination, the origin and progression of organic life on earth in all of its diversity and uniqueness through multiple, innumerable species cannot be the result of blind mutations and mindless transformations. The development of such things as organs and limbs and shells and skins of animals and humans can only be the result of a fundamental intelligence being manifested at every level of existence. Indeed, what is intelligence if not the very manifestation of pattern, order, design, uniqueness, function, meaning, and fullness and fulfillment of intention. In this sense, the cells, molecules and atoms that represent our flesh make our flesh virtually intelligent in a manner in which they create and maintain a living organism. An exquisite reality of organic forms belies the blind, spontaneous and



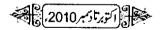




Economics and Politics. Indeed, if Darwinism with its radical opposition to teleology and its stress on mechanical selection is really an adequate explanation of a part of the evolutionary process, it ought to be an adequate explanation of the whole of it. As was only natural, Darwinism has deeply influenced all subsequent developments of the human and social sciences. It has yielded many bitter fruits and the bitterest of them all is Marxism and totally materialist interpretation of history, morals and religion.

"My theory", said Darwin "will lead to a whole philosophy". He was right. But the philosophy that results from the theory of Darwin is a terrible shock to man's justified conviction of his own dignity over the rest of creation, which he thinks he enjoys by virtue of the nobility of his mind and spirit and the sanctity of his reason and free-will. For the implications of his theory are that the whole of this wonderful world of life is nothing but the blind and fortuitous play of the reckless forces of nature. It is completely devoid of plan or method. What is now a human being may have been a worm crawling in a gutter. The higher activities of man like religion, morality, politics, arts, science, philosophy, law and education have no worth or value of their own, since their very basic *i.e.* the conscience of man and his desire for ideals is the result of an accident, a chance product of ignoble tumult of animal impulses, desires and sensations which may not have come into existence at all.

The spirit of man revolts against such ideas and their scientific accuracy at once becomes doubtful. No wonder, therefore, that there were soon many powerful rebels in the Darwinist camp. Wallace, the co-discoverer of the Darwinian theory of the struggle for existence, ultimately came to believe in a spiritual explanation of evolution. Romanes, a prominent disciple of Darwin, ended in Christian theism. Fleischmann kept illustrating the orthodox Darwinian standpoint during many years of personal research, but finally developed into an outspoken opponent of not only the theory of selection but also of the doctrine of descent. Friedmann did the same. Driesch started with a mechanical theory of life but wrote a series of essays to show that life is fundamental and evolution is purposive. Among the founders of constructive theories of evolution opposed to Darwinism may be counted Lamarck, Etienne Geoffroy, St. Hilaire, Ersner, Kassowtz, W. Haacke, Nageli, De Vries, Driesch and Bergson. Suffice it to say that the commonest and the most prominent feature of all these theories is that a living organism has not to wait passively for natural selection and prolonged accumulation of minute variations. On the other hand, there is a hidden purpose working in and through the organism that enables it spontaneously and of itself to bring forth what is necessary for self-maintenance, often what is new and different with an extensive range of possibilities. It is, for instance, able to produce protective adaptations against cold or heat, to regenerate lost parts, often to replace entire organs that have been lost and under certain circumstances to produce new organs altogether. There is no

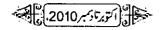




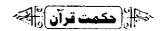
existence, was so far going unnoticed. In this controversy, some eminent biologists like Thomas Huxley and Ernest Haeckel championed the cause of evolution and defended the views of Darwin both as regards the occurrence of evolution and the factors responsible for its occurrence. Their critics, on the other hand, refuted these views wholesale with the result that Darwinism and evolution came to be identified with each other on both sides. While the scientists have now accepted the fact of evolution, the controversy about Darwinism still persists although it is perfectly true to say that Darwinism is rapidly losing its ground and its opponents are already on the way to a complete victory. Indeed if we take into consideration, what we hear and read in scientific circles and journals again and again, we have to conclude that even now there is no dearth of serious students of evolutionary science who believe that Darwinism has already collapsed.

Briefly, the theory of Darwin is that it is in the nature of life to vary. The whole organism and its individual organs and functions are subject to minute variations which occur blindly and haphazardly in any and every direction. Moreover, all species of animals have to struggle against a hostile environment, against their enemies and dangers of every kind in order to feed and protect themselves and their offspring. In this struggle only the fittest species are able to maintain their race; all others perish. This means that nature favors the maintenance and further development of only that accidental change of shape, colour, structure, function or instinct which renders the animal better able to secure food for itself, to grasp its prey, to avoid or defeat its enemies, to protect its offspring, to propagate its species and so on. Without choice, without aim and without conscious purpose nature offers a wealth of variations, the conditions of existence act as a sieve, variations which correspond to them maintain themselves gliding through the meshes of the sieve, those that do not disappear. In this process of passive adaptation, the forms of life are raised from the originally homogeneous to the heterogeneous, from the simple to complex, and from the lower to the higher. The absence of purpose is the very essence of Darwinism. Variations arise fortuitously out of the organism and present themselves for selection in the struggle for existence. They are not actively acquired by means of struggle. If there is any purpose in evolution, it is, according to Darwin, apparent and not real. Darwinists endeavor to explain the emergence of even the most complicated organ such as the eye and the most puzzling function such as the instinct of a bee, as a result of a series of accidents. This position is, of course, completely antagonistic to that of teleological evolutionists like Lamarck, Bergson and Iqbal.

Darwinism has passed through several stages and undergone several differentiations and transformations since its birth but its essence and main features have remained the same. Although it is primarily a biological theory, the Darwinists use it to answer all questions relating to Psychology, Metaphysics, Logic, Epistemology, Ethics, Aesthetics and even History,





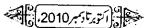


verses. It is, however, reassuring to note that an able expounder of the wisdom of Iqbal --- Dr. Mohammad Rafi-ud-Din --- has made his ideas understandable and easy to grasp in an article published in April 1960 issue of "Iqbal Review".

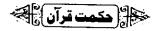
### DARWIN'S THEORY & ITS FLAWS

No doubt, Charles Darwin (1809-82), through his long and arduous voyage on Beagle and accumulation of fossils, promoted the theory that organisms tend to produce offspring varying slightly from their parents. He, however, failed miserably to explain the mechanism by which new species may arise widely different from each other and from their common ancestors. Unfortunately, the ordinary educated person too often identifies the fact of evolution with its cause and ignores that to say that evolution has occurred is not the same thing as to believe in its cause as explained by a particular philosopher or scientist. It is, however, easy to see that to know a fact is not the same thing as to know its cause. A man who believes in the fact of evolution is generally imagined to be a Darwinist, although Darwinism is a theory relating to the cause of evolution and not to its fact. Darwinism is not evolution, nor is evolution Darwinism.

The idea of evolution became a subject for scientific study even in the domain of science long before Darwin had said anything about it. The European who first put forward the idea of evolution in its modern scientific form was Buffon, the French naturalist. Goethe in Germany and St. Hilare in France received it with enthusiasm. The latter in fact called attention to the embryological evidence in its favour. However, the true father of the modern theory of evolution is another French naturalist Lamarck (1744-1829) whose epoch-making work on Zoological Studies was published in 1809 and he presented a purposive or teleological evolution as against the merely passive and mechanical evolution of Darwin. Unfortunately, however, Lamarck did not receive in his lifetime the recognition that he deserved. The idea of evolution was widely known and understood only after Charles Darwin had published his Origin of Species and Wallace had stated that he, working independently, had arrived at similar results. Darwin soon followed up his first publication by his Descent of Man. Since then the theory of evolution has found an increasing confirmation in practically every field of science especially in Physics, Astronomy, Geology, Biology, Sociology, Embryology, Paleontology and Comparative Anatomy. Darwin not only collected and systematized all evidence for evolution that could be available in his own days, but also put forward the view that Natural Selection, through the survival of the fittest in the struggle for existence, is in itself a complete explanation of the cause of evolution. It is this particular explanation of evolution that is known as Darwinism. Darwin's books, however, created a fierce controversy about the fact of evolution because they attracted the attention of the common intellectual, for the first time, to a theory that questioned his age-old beliefs and assumptions and which, though long in







geological world of minerals and hard rocks and then after dying in that realm he appeared in the botanical world of plants and trees. And then after experiencing death from that stage he arose in the realm of living animals. Continuing the evolutionary thrust, from the animal kingdom he appeared in the human realm. He says he remains undaunted by physical death as a human being as this cannot take away or lessen his essential being from him which is likely to move on to two still higher stages (which are not relevant to our discussion here but Arberry's translation of those verses has been given for thoughtful readers).

Further, in Book IV of the *Mathnawi*, the Maulana presents verses formally under the title "The method and stages of the creation of Adam from the beginning of creation". Indeed, the evolutionary idea of the multifarious created beings has been expressed in very bold and categorical words. His inimitable lines may be quoted here:

The evolution of man.

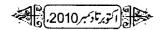
First he appeared in the class of inorganic things,
Next he passed there into that of plants.

For years he lived as one of the plants,
Remembering naught of his inorganic state so different;
And when he passed from the vegetive to the animal state
He had no remembrance of his state as a plant

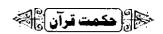
Again, the great Creator, as you know,
Drew man out of the animal into the human state
Thus man passed from one order of nature to another,
Till "he" became wise and knowing and strong as he is now.

One of the learned Urdu translators of the *Mathnawi*, Qazi Sajjad Husain, has translated these verses in a way as if "he" refers to the soul of man --- in parentheses he gives the word spirit or soul --- "rooh" --- for "he". That is quite erroneous from the point of view of our analysis given above in this treatise. That is simply because the soul is an entity belonging to the sphere of "amr" and as such it has not undergone any descent or evolutionary ascent. In fact, the entire evolutionary process described above in detail pertains to the physical/material part of existence only and had nothing to do with the spiritual component or soul of human beings. Also noteworthy is Rumi's mention of forgetting the conditions of earlier stages through which a being passes while progressing to the higher realm.

The most profound appreciator of the deep meaning and significance of the Qur'anic themes and Rumi of our age --- Allama Mohammad Iqbal --- has also expressed the idea of evolution in his poetry. He not only mentions the idea, he also opines about its causes, starting-point and ultimate reaches and objectives of the evolutionary process. He discusses and expounds these ideas at such a lofty level of sophistication and intellectual vision that people of ordinary mental capacity can hardly comprehend the real import of those







## THE PROCESS OF CREATION

## A QUR'ANIC PERSPECTIVE

(2)\*

Original Text in Urdu by Dr. Israr Ahmad Rendered into English by Dr. Absar Ahmad

### THE IDEA OF BIOLOGICAL EVOLUTION ON EARTH

The widely held belief that Charles Darwin (1809-1882) is the first initiator of evolutionary theory is quite wrong. Somehow this idea has become so popular that for ordinary folk evolution and Darwinism have almost become synonymous. However, the historical fact is that as far as the essential idea of evolutionary development is concerned, one can find it as far back as ancient Greek Thought. Quite a few Greek sophos including Aristotle have referred to it obliquely. Several centuries ago, Muslim thinkers --- Brethren of Purity, Allama Jahiz (d. 225 A.H.) and Ibn Maskawayh (d. 421 A.H.), among others, have maintained it quite explicitly. However, Maulana Rumi (d.1273 A.D.)--- about six hundred years earlier than Darwin --- has exquisitely described the various stages of evolution in his well-known and universally acclaimed *Mathnawi*. At two places in the long Persian epic, he described the stages of evolution in clear, unambiguous words and in great detail. In Book III of the *Mathnawi*, Maulana Rumi says:

I died as a mineral and became a plant, I died as plant and rose to animal, I died as animal and I was Man. Why should I fear Death? When was I less by dying?

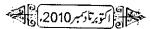
Yet once more I shall die as Man, to soar with angels blest; But even from angelhood I must pass on, All except Allah doth perish.

When I have sacrificed my angel-soul, I shall become what no mind e'er conceived. Oh, let me not exist! For non-existence proclaims in organ tones, "To Him we shall return"

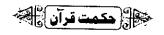
(Translated by A. J. Arberry)

The ideal of evolution is very clearly present in these verses. Speaking on behalf of the mankind, the Maulana says that he was first present in the

<sup>\*</sup> Part I was published in "Hikmat e Quran" April-June 2010.







for that period. However, she is allowed to leave the house after her waiting period (i.e. four months and ten days) is over, if she desires so.

(241) And for the divorced women should be a benefit in a reasonable manner being an obligation over the God-fearing.

This is an extra grant to every divorced woman in addition to the dowry, whether the marriage was consummated or not.

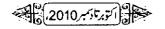
(242) Thus Allah makes clear for you His Ayaat so that you may behave sensibly.

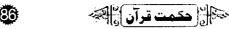
From here, we again return to the subject of Jihad. As mentioned earlier, this surah was revealed just before the Battle of Badr and the Muslims in Madinah who were expelled from Makkah were again and again asking the Prophet (SAW) to permit them to fight. But when they were commanded to fight, some of them became reluctant and began to lose heart. So Allah (SWT) mentions the following incidents from the history of the Israelites to encourage them and to exhort them to do Jihad.

#### **Endnotes**

- [58] Surah An-Nisa (4): 34.
- [59] See Tafsir Ibn Kathir in his explanation of Al-Baqarah ayah 229, Tuhfat Al-Ahwadhi 4: 363 and Towards understanding the Qur'an by Syed Abu Ala Mawdudi in explanation of this ayah.
- [60] This ill-practice is known as Halalah, where a woman marries another man only to make her eligible for her ex-husband. If she then marries her first husband, their marriage will be void and null and it will be considered as an act of adultery.
- [61] Namely Fajr (the morning prayer), Dhuhr (when sun starts declining), Asr (the middle or the afternoon prayer), Maghrib (evening), and Isha (night).
- [62] Al-Muwatta 1: 184, Sahih Muslim 1: 478, 479, Abu Dawud 2: 40, At-Tabari 5:247.
- [63] According to the majority of scholars, this ayah is abrogated by the ayah 234 of this surah and ayah 12 of surah An-Nisa (4). See Tafsir Ibn Kathir.

\*\*\*





Allah (SWT) has ordained for a husband who divorces his wife before the consummation of marriage but after the fixation of the dowry, to give his wife half of the dowry unless she wants to waive it in his favor "or waives the one in whose hand lies the marriage-knot" i.e. if the husband wants to pay the dowry in full instead of giving half of it, he may do so. "And that you waive is closer to piety." This refers to the husband giving up his half of the dowry and paying the woman in full.

خفِظُوْا عَلَى الصَّلَوْتِ وَالصَّلُوقِ الْوُسْطَىٰ وَقُوْمُوْ اللهِ فَيْتِيْنَ ⊕

(238) Protect the prayers, especially the middle prayer and stand up before Allah with devotion.

Allah (SWT) has made it obligatory for all the Muslims to perform the five daily prayers [61] in their fixed times. This is an extremely important tenet of Islam and has been enjoined with great emphasis both in the Holy Qur'an and the sayings of Prophet Muhammad (SAW). According to one of his sayings, it is the borderline between a Muslim and a non-believer. "Especially the middle prayer." The word 'Wusta' carries two meanings; middle and excellent. Thus As-Salat-ul-Wusta means the middle prayer as well as the excellent prayer. According to the majority of scholars the middle prayer referred to in this ayah is the Asr prayer. "And stand up before Allah with devotion" i.e. in humility and humbleness with full concentration and presence of mind.

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْرُكْمَانًا ۚ فَإِذَا آمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّالَمُ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۞

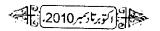
(239) And if you are in fear, then (offer prayer) on foot or while riding. And when you are in peace and security, commemorate Allah as he has taught you what you did not know.

This is known as Salat-ul-Khawf (Fear prayer). If there is intense fear while traveling or in a battle, when the time of prayer comes, it is lawful for a Muslim to offer his Salah (prayer) standing on foot or riding and praying only one rak'ah behind the Prophet (SAW) whether facing the Qiblah or otherwise. [62] "When you are in peace & security, commemorate Allah as he has taught you what you did not know" i.e. say the prayer as Allah (SWT) has taught you through His Prophet (SAW).

وَالَّذِيْنَ يُتَوَقَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ ازْوَاجًا ۗ وَصِيَّةً لِآزُوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحُوْلِ غَيْرَ اِحْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجُنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۚ فِي مَا فَعَلْنَ فِي النَّفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞

(240) And those of you who die and leave behind wives should execute a will for their wives – to benefit them for a year without expelling, but if they themselves leave, then there is no sin upon you for whatever they have done for themselves in a fair manner. And Allah is Mighty, Wise. [63]

In this ayah, Allah (SWT) commands a husband to bequeath maintenance for his wife (other than what a widow inherits) for a year after his death and that she should be allowed to remain in his house





This is the prescribed *iddah* for a widow including the cases where the marriage was not consummated. But in case a widow is pregnant, her *iddah* goes upto the time of delivery of her child. When the waiting period of a widow ends, she may adorn herself and accept a proposal for marriage in an honorable manner.

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضُمُ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ أَوْ اكْنَنْمُ فِيْ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللهُ أَنَّكُمْ سَتَذُكُرُونَهُنَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْمُ اللهُ أَنَّكُمْ سَتَذُكُرُونَهُنَّ وَلَا تَغْزِمُوا عُقْدَةُ النِّكَاجِ حَتَّى يَبُلُغَ الْكِتٰبُ اَكِيْنُ اللهُ عَقْدَوْ عَلِيمٌ ۞ اللهَ يَعْلَمُ مَا فِي آنَفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُواانَ الله عَقْدُو عَلِيمٌ ۞

(235) And there is no sin on you if you hint as a proposal to the widows or conceal it in your hearts. Allah does know that you will certainly bear them in mind. But do not make an agreement with them secretly, except that you utter some fair words. And do not resolve on marriage-knot until the prescribed period reaches its end; and keep in mind that Allah knows whatever is in your hearts, so fear Him, and keep in mind that Allah is Oft-Forgiving, Most-Forbearing.

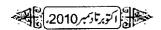
Allah (SWT) has allowed a person to make an indirect proposal of marriage to a widow within her waiting period or conceal it in his heart till her *iddah* ends, but has forbidden making any promises or secret arrangements for marriage with her within the waiting period.

(236) There is no sin on you if you divorce women while you have not touched them yet, or settled for them any dower. So give them something anyhow – upon the affluent according to his capacity and upon the poor according to his capacity – a benefit in a fair manner, being an obligation upon those who excel in righteousness.

Allah (SWT) has allowed a husband to divorce his wife before consummating the marriage or settling the dowry. However, there should be some compensation for the divorced woman after the marital relation has been broken and the husband should give provision to her according to his means, whether he is rich or poor, "being an obligation upon those who excel in righteousness" i.e. on those people who are keen to earn Allah's pleasure by following His commandments.

وَإِنْ طَلَقَتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدُ فَرَضْهُمُ لَهُنَّ فَرِيْضَةٌ فَيضِفُ مَا فَرَضُهُمُ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاجِ وَأَنْ تَعْفُواۤ اقْرَبُ لِلتَّقُوٰى وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمُ إِنَّ اللَّهِ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرُۗ۞

(237) And if you divorce them before you have touched them but you have fixed a dower for them, then one-half of what you have fixed (is payable) except that they waive, or waives the one in whose hand lies the marriage-knot. And that you waive is closer to piety, and do not forget liberality among yourselves. Verily, Allah is Watchful of whatever you do.







who, among you, believes in Allah and the Last Day. That is more decent and chaste for you. And Allah knows whereas you do not know.

This ayah warns the Wali (guardian) and the relatives of a woman not to prevent her from remarrying her husband who had divorced her once or twice but did not reunite with her within the waiting period, provided they can live on honorable terms with each other. Therewith being admonished is one who, among you, believes in Allah and the Last Day. Only a firm believer follows Allah's commandments in their true spirit, while those who do not have a firm belief in Allah (SWT) and the Hereafter, do not pay heed to the admonishment from Him.

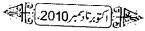
وَالْوَالِلْتُ يُرْضِغُرُ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَانَ يُتِمَّ الرَّضَاعَةُ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِلَهُ رِزُقُهُنَّ وَكَسُوَّهُنَّ وَالْوَالِّنِ اللَّهُ الرَّضَاعَةُ وَعَلَى الْمَوْلُودُلَّهُ بِوَلَيَةٍ وَعَلَى الْوَارِثِ مِعْلُ ذَلِكَ فِالْمَعُونُوفِ لَا تُوكُودُ لَلْهُ بِوَلَيَةٍ وَعَلَى الْوَارِثِ مِعْلُ ذَلِكَ فَالْمَعُونُوفِ لَا اللَّهُ وَاللَّهُ عَلَيْهِمَا وَلَا مَعْدُ ضِعُوا الْوَلَادَكُمْ فَلَا عُنَا تَعْمُ مِنْ الْمَعْدُوفِ \* وَاتَّقُوا اللهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهُ مِمَا تَعْمُونَ اللهُ عَلَى الْمَعْدُوفِ \* وَاتَّقُوا اللهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهُ مِمَا لَعْمُونُ وَفِ \* وَاتَّقُوا اللهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهُ مِمَا لَعْمُونُ وَفِ \* وَاتَّقُوا اللهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهُ مِمَا لَعُمْرُونَ بَعِيدُرُ ۞

(233) And the mothers shall breast-feed their offspring for two complete years, (it is) for one who intends to complete the breast-feeding. And on him to whom the child is born, is the liability of their feeding and clothing in a fair manner. No one is burdened beyond his capacity. Neither a mother should be harmed due to her child, nor should a father due to his child, and upon the father's heir is the same liability. But if they both intend to wean with mutual consent and consultation, then there is no sin upon them both. And if you intend to have a foster-mother for your offspring, there is no blame on you provided you pay off what you are to pay, in a fair manner. And fear Allah and be sure that Allah is Watchful of what you do.

In this ayah, Allah (SWT) commands the mothers to suckle their children for two years and not beyond that period and states that it is the responsibility of the father to provide the mother and his child with reasonable clothing and food according to his means. Each of the parents must fulfill their part in the fostering of the child and none of them should be burdened with what is more than their capability. There should be a mutual consent regarding whether they decide to wean the child or the father assumes the custody of the child and brings in a foster-mother for his offspring. In any case, the father should kindly give the mother her expenses for the care and suckling of the child.

وَالَّذِيْنَ يُتَوَقِّوْنَ مِنْكُمْ وَيَنَدُوْنَ أَزُوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشُهُرٍ وَّعَثْمُرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْهَعُرُوْفِ \* وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرُ ۞

(234) And those of you who die and leave behind widows, such widows must hold themselves back (from remarrying) for four months and ten days. So when they reach (the end of) their waiting period, then there is no sin on you for what they do for themselves in a reasonable manner. And Allah is Aware of whatever you do.





(230) So if he divorces her (for the third time), then she will not be lawful for him thereafter unless she marries a husband (man)\* other than him. Then if he divorces her too, now there is no sin upon both that they return to each other provided they think that will maintain the limits set by Allah. And these are the limits set by Allah which He makes clear for a people who know.

This ayah means that if a person divorces his wife for the third time, he cannot take her back and the decision will be irrevocable. Then if she marries another man, who after having consummated the marriage, divorces her in normal circumstances and not only for paving way for her to marry her ex-husband, [60] it is allowed to her to marry her first husband, provided that they can live together honorably. "And these are the limits set by Allah which He makes clear for a people who know." It is incumbent on a believer to act according to the commandments given by Allah (SWT). These are the bounds set by Allah (SWT) which must not be transgressed in any case.

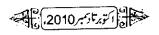
وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ آجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعُرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعُرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَنُوا ۚ وَمَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَدُ ظَلَمَ نَفْسَه ۚ وَلَا تَقَخِذُوۤا أَيْتِ اللّٰهِ هُزُوّا وَاذْكُرُوۡا يِغْبَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ ثِنَ الْكِتْبِوَالْحِكُمْةِ يَعِظُكُمْ بِه ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَئُوۤا انَّ اللّٰهَ بِكُلِّ ثَنْءٍ عَلِيمٌ ۚ ۞

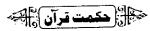
(231) And when you divorce women and they reach (the end of) their waiting period, then either retain them on equitable terms or set them free on equitable terms, but do not hold them back to inflict harm and to violate the limits. And whoever does that has indeed wronged his own soul. And do not make the Ayaat of Allah a mockery. And remember the blessing of Allah upon you and that which He has sent down to you of the Book and the wisdom, He admonishes you therewith; so have regard of Allah and keep in mind that Allah is Well-Acquainted with everything.

This ayah states that it is not lawful for a person to reunite with his wife within the iddah simply to harass her or punish her. If a person really intends to take her back, he should do so with kindness and in a way that is pleasant for both of them. Otherwise, he should let her go in a graceful manner. "And whoever does that has indeed wronged his own soul" i.e. he will be responsible for the consequences if he defies Allah's commandments. "And do not make the Ayaat of Allah a mockery. And remember the blessing of Allah upon you and that which He has sent down to you of the Book and the wisdom, He admonishes you therewith; i.e. Allah (SWT) has given you the Book and Wisdom for your guidance. Therefore, it does not behoove you to make a mockery of Allah's revelations or to defy His prescribed laws.

وَإِذَا طَلَقَهُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغُنَ اَجَلَهُنَ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَنْكِعْنَ أَزُوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْهَعْرُوفِ ﴿ ذَٰلِكَ يُوْعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤُمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْأَخِرِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَزُكُى لَكُمْ وَاَظْهَرُ ۖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَالنَّمُ لَا تَعْلَمُونَ ۞

(232) And when you divorce women and they reach (the end of) their waiting period, do not prevent them from marrying their husbands when they are agreed mutually on reasonable terms. Therewith being admonished is one





degree of advantage over women physically and by means provided to them, as Allah (SWT) says: "Men are the protectors and maintainers of women because Allah (SWT) has given the one more strength than the other and because they support them from their means..." |58|

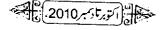
"And Allah is Mighty, Wise." Allah (SWT) is Mighty and all His decisions and orders are based on wisdom which may or may be not evident to us.

اَلطَّلَاقُ مَرَّتْنِ فَإِمْسَاكُ مِمَعُرُوفٍ اَوْ تَسْرِجُ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَعِلُّ لَكُمْ اَنْ تَأْخُذُوا مِثَا اتَيْتُهُوهُنَّ هَيْئًا إِلَّا اَنْ يَعْلَقُوهُ اللهِ تَعْلَقُ مُنَا اللهِ عَلَيْهِمَا فِيمًا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ قَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمًا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ قَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمًا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ قَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمًا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ قَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمًا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ قَلَا مُعَالَمُونَ اللهِ عَلَى اللهِ عَلَيْهُ اللهُ عَلَى اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ عَلَى اللهُ ال

(229) The divorce is twice, thereafter either to retain honorably, or to release in a fair manner. And it is not lawful for you that you take anything back out of what you have given them, except if they both fear that they would not maintain the limits set by Allah. But if you fear that they both will not maintain the limits set by Allah, then there is no sin on both for whatever she waives for her freedom. These are the limits set by Allah, so do not transgress them. And whosoever transgresses the limits set by Allah, those are the unjust.

Before the advent of Islam, one of the horrible practices of the Arab society was that a husband would pronounce divorce as many times as he wished. He would divorce his wife repeatedly and then take her back whenever he wished. This ayah put an end to this cruel practice and Allah (SWT) made the divorce thrice, where the husband is allowed to take her back after the first and the second divorce within the iddah (waiting period), but as soon as he divorces her for the third time, his wife is separated from him permanently. "Thereafter either to retain honorably, or to release in a fair manner" i.e. if a husband decides to take his wife back after the first or the second divorce, he can do so within the iddah, but if he does not do so, he should let her go with kindness. "And it is not lawful for you that you take anything back out of what you have given them, except if they both fear that they would not maintain the limits set by Allah." After a husband divorces his wife, he is not allowed to take anything out of the Mahr (dowry) or from the gifts he has given to his wife "But if you fear that they both will not maintain the limits set by Allah, then there is no sin on both for whatever she waives for her freedom." This is known as Khula' in Islamic law i.e. if a wife dislikes her husband and cannot live with him, she is allowed to free herself from the marriage by giving up her Mahr totally or partially and the husband has to accept that and divorce his wife. "These are the limits set by Allah, so do not transgress them. And whosoever transgresses the limits set by Allah, those are the unjust." The limits set by Allah are His rulings and commandments. This ayah also alludes to the fact that pronouncing three divorces in one go is not right. The Prophet (SAW) also denounced this practice very severely. [59]

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَعِلُّ لَهٰ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۚ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ طَنَّا أَنْ يُقِيْمَا حُدُودَ اللهُ وَتِلْكَ حُدُودُ اللهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۞





ordained, thereafter if they revert back, Allah is Most-Forgiving Most Merciful.

Such a separation between a husband and his wife is called 'Eela' where a husband vows not to sleep with his wife for a certain period. But the Qur'an ignores such oaths concerning disassociation with wives and gives four months for reconsideration and reconciliation. "Thereafter if they revert back, then Allah is Most-Forgiving Most Merciful" i.e. if they return to their wives within the prescribed four months, Allah (SWT) will forgive them.

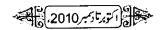
وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞

(227) But if they resolve to divorce, then Allah is All-Hearing, All-Knowing. i.e. Fear Allah (SWT) and do not divorce your wives for unjustifiable reasons, for He knows everything.

وَالْمُطَلَّقْتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلْقَةَ قُرُوْمٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكُتُمْنَ مَا خَلَقَ اللهُ فِيَّ أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهُ وَالْمُوَا يَعُولُونِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَرَيْمٌ خَلَيْهِنَّ بِالْمَعُرُوفِ وَلِيَّا لِمَعْرُوفِ وَلَيْهِ وَلَيْهِ وَلِيَّا لَهُ عَرِيْمٌ فَيْ

(228) And the divorced women must hold themselves back for three periods. And it is not lawful for them that they conceal whatever Allah has created in their wombs, if they really believe in Allah and in the Last Day. And their husbands have preferred right to take them back in the meanwhile provided they intend reconciliation. Women have rights in proportion to the liabilities over them, in a fair manner; however, the men have a degree over them. And Allah is Mighty, Wise.

This ayah describes the iddah (waiting period) of a divorced woman. She is required to keep herself in waiting for three menstrual periods, before she can remarry if she wishes. "And it is not lawful for them that they conceal whatever Allah has created in their wombs, if they really believe in Allah and in the Last Day." If the woman finds out that she is pregnant, it is not lawful for her to hide that from her husband, neither is it legitimate for her to hide the knowledge of her menstruation cycles. Allah (SWT) warns women not to conceal the truth in order to act according to their own desires. "And their husbands have preferred right to take them back in the meanwhile provided they intend reconciliation" i.e. the door of reconciliation remains open and if the husband wants to take his wife back before the expiry of iddah (waiting period), he can do so. "Women have rights in proportion to the liabilities over them, in a fair manner." This ayah states that a woman has certain rights over her husband as he has rights over her. A woman should take care of her husband's property and honour in his absence, look after the house and the children and should also take care of her appearance so as to please her husband. Similarly a husband has the responsibility to spend on her food and clothing and to take care of her in all other affairs. That is why Allah (SWT) says: "However, the men have a degree over them" i.e. men are the protectors and maintainers of women, and hence are given a







The Muslims have been commanded not to have sexual intercourse with their wives until they get purified from menstruation. After that, Allah (SWT) commands the Muslims to approach their wives in only the manner ordained by Him i.e. avoiding impurity and filth in sexual relations. And Allah (SWT) says: "Verily Allah loves those who repent often and He loves those who keep themselves clean & pure" i.e. those who repent for their sins and avoid sexual immorality.

(223) Your women are tillage for you, so come to your tillage in whatever manner you like and send ahead for your own selves. And fear Allah and keep it in mind that you are to meet Him and give glad tidings to the believers.

In the previous ayah, Allah (SWT) has commanded the believers to approach their wives only in the manner ordained by Him. This ayah illuminates what that manner is by affirming that a woman is a field for her husband, who should sow his seed in order to reap the harvest and not cultivate it in a wasteful or unnatural way. "And send ahead for your own selves." Sending ahead means acting with the Hereafter in mind, striving to attain success in the eternal life, and keeping the highest spiritual goal i.e. to meet Allah (SWT) on the Day of Resurrection in mind.

وَلَا تَبْعَلُوا اللَّهُ عُرْضَةً لِّإِنْ يَمَا نِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَقَقُوْا وَتُضِلِعُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ ۞

(224) And do not make Allah by your oaths, a shield against your doing good, observing righteousness and setting things right between people. And Allah is Ever-Hearing, Ever-Knowing.

Allah (SWT) prohibits the believers to make an oath in His name an excuse for not doing the right thing or refraining from guarding against evil or making peace between two parties, reminding them that He is "Ever-Hearing, Ever-Knowing".

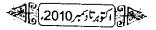
لَا يُوَّا حِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغِوِ فِيَّ أَيْمَانِكُمْ وَلكِنْ يُوَاحِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ @

(225) Allah will not hold you accountable for what is vain in your oaths rather he will hold you accountable for that which your hearts have earned. And Allah is Oft-Forgiving, Most-Forbearing.

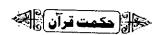
Allah (SWT) will not hold anyone accountable for unintentional oaths, but will call to account for the vows made deliberately. There is neither any expiation for such an unintentional oath nor any punishment. "And Allah is Oft-Forgiving, Most-Forbearing" i.e. He forgives the mistakes of His servants made unintentionally.

لِلَّذِيْنَ يُؤُلُونَ مِنْ نِسْمَا بِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۚ فَإِنَّ فَأَنُو فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ دَّحِيمٌ ۞

(226) For those who swear to abstain from their wives, a waiting for four months is







the Hereafter. "And they ask you about the orphans." The Companions (RAA) asked the Prophet (SAW) about the properties of the orphans getting mixed up with their properties. Allah (SWT) revealed the commandment in this connection, ordering them to do what was best in the interest of the orphans and allowing them to join their food with that of the orphans. At the same time, Allah (SWT) warned them that He knows the intentions of those who want to cause mischief and those who are sincere in the welfare of the orphans. "And had Allah wished, He would have put you in trouble. Verily Allah is Dominant, Wise" i.e. if Allah had wanted, He could have afflicted you or put you in difficulty by disallowing the intermingling of things with the orphans, but He did not. So you should deal with them justly and obey Allah's commandments.

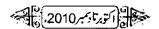
وَلا تَنْكِعُوا الْمُفْرِكْتِ حَتَى يُؤُمِنَ وَلاَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ حَدُرٌ مِن مُفْرِكَةٍ وَلَوْ اَغْبَتُكُمْ وَلا تُنْكِعُوا الْمُفْرِكِيْنَ حَتَى يُؤْمِنُوا وَلَعَبُدٌ مُؤْمِنٌ حَدُرٌ مِن مُفْرِكٍ وَلَوْ اَغْبَكُمْ أُولِيكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللهُ يَدُعُوا إِلَى الْبَنَةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ الْيَعِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۞

(221) And do not marry 'Mushrik' women (idolatresses) until they believe. And definitely a believing slave woman is better than a Mushrik woman, though she may fascinate you. And do not give (your women) into marriage to 'Mushriks' (unbelievers) until they believe; and definitely a believing slave is better than a 'Mushrik' even though he may fascinate you. They call you to the Hell whereas Allah invites you towards the Paradise and forgiveness by His grace, and He makes clear His signs for people so that they may observe the advice.

Through this ayah, Allah (SWT) has prohibited the believers from marrying idolatresses, spelling out that no matter how much an unbelieving woman attracts them, a slave woman who does not worship anyone or anything besides Allah (SWT) is much better than her. Similarly Allah (SWT) has commanded the Muslims not to marry their daughters to unbelieving men, explicating that a Muslim slave is better then an idolater, even if he is a wealthy person and pleases them greatly. The reason for this prohibition is that the Mushriks invite the believers to the Hellfire i.e. the love of a Mushrik may cause a believer to love the worldly life more than the life of the Hereafter and thus cause him to be a dweller of the Hell. On the other hand, Allah (SWT) invites the believers to earn His forgiveness, blessings and the best of rewards in the form of the Paradise by following His commandments and abstaining from what He has prohibited.

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلُ هُوَ اَذَّىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتَّى يَطْهُرُنَ فَإِذَا تَطَهَّرُنَ فَأَتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَ كُمُ اللهُ ۖ إِنَّ اللهُ يُحِبُ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۞

(222) And they ask you about menstruation. Say: "It is discomfort, so keep away from women during menstruation and do not go near them until they are cleansed. But when they cleanse themselves, then approach them from where Allah has commanded you. Verily Allah loves those who repent often and He loves those who keep themselves clean and pure.







cruelty so as to force the Muslims to forsake their faith. "And whoever of you turns back from his faith then dies as a disbeliever--so such are the people whose deeds have gone waste in this world and in the Hereafter. And those are the companions of the Fire; they will be therein 'eternal residents'." Those who were weak in faith could not bear the pressure and lost their faith in Allah (SWT). So Allah (SWT) says that those who turn their backs on faith and die in that state, will be the losers in this life as well as in the Hereafter and their abode will be the Hellfire forever.

إِنَّ الَّذِيْنَ امَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجْهَدُوا فِي سَبِيْلِ اللَّهِ أُولَمِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَت اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ زَّحِيْمٌ ۞

(218) Verily those who believed and those who migrated and fought (and strove and struggled) in the path of Allah (SWT), they have the hope of the Mercy of Allah. And Allah is Oft-Forgiving, Most Merciful.

In stark contrast to the characteristics of the disbelievers who create *Fitnah*, the believers suffer from persecution and exile, struggle for Allah's sake and remain devoted to Him through all torment and oppression in the hope of His Mercy and Pleasure.

يَمْنَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِمِ ۚ قُلُ فِيْمِمَا اِثْمُ كَبِيْرٌ وَمَمَافِعُ لِلنَّاسِ وَاثْمُهُمَا ٱكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۗ وَيَمْنَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۚ قُلِ الْعَفُو ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْأَيْتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۞

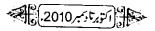
(219) They ask you concerning wine and gambling. Say: "In both there is great sin and some benefits for the people; but the sin of both is greater than their benefit". And they ask you as to what they should spend? Say: "Whatever is beyond your needs". Thus Allah makes His Signs clear to you, so that you may ponder.

This was the first injunction concerning intoxicants and gambling, which did not explicitly prohibit them. The final prohibition was revealed later, which is in Surah Al-Maidah. The ayah continues, "And they ask you as to what they should spend? Say: "Whatever is beyond your needs". Allah (SWT) is encouraging the believers to spend in His way whatever they can spare after fulfilling their own needs and those of their families and relatives.

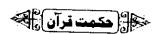
فِي الدُّنْيَا وَالْأَخِرَةِ \* وَيَسْتَلُوْنَكَ عَنِ الْيَهْمُ ۚ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ \* وَإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاخْوَانُكُمْ \* وَاللّٰهُ يَعْلَمُ النُّهُ فَسِدَمِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَأَءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ \* إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞

(220) Upon this world and the Hereafter. And they ask you about the orphans. Say: "To improve their lot is the best. But if you intermix (affairs) with them, then they are your brethren. And Allah knows him who spoils from him who improves. And had Allah wished, He would have put you in trouble. Verily Allah is Dominant, Wise."

The first part of this ayah is connected with the ayah before it. "Thus Allah makes His Signs clear to you, so that you may ponder—upon this world and the Hereafter i.e. Allah (SWT) has made His revelations clear for all to understand, so that one may reflect upon this worldly life and







### MESSAGE OF THE QUR'AN

Translation and Brief Elucidation

By Dr. Israr Ahmad

### Al-Baqarah

(Ayaat 217-242)

يَسْتَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهُو الْحَرَامِ قِتَالِ فِيْةِ قُلُ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدُّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَكُفُرْ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْحَرَامُ اللهِ وَلَهُ مَنْ اللهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامُ اللهِ وَلَا يَوَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتْى يَرُدُوكُمْ عَنْ دِيْنِهُ فَيَهُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَإِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَاللهِ عِرَقَ اللهِ السَّطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدُ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَيَهُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَإِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَاللهِ عِرَقَ اللهُ فَيَا اللهُ فَيَا اللهُ فَيَا وَاللهِ عَرَقَ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ وَاللهِ عَرَقَ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ وَاللهِ عَرَقَ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللّهُ اللهُ الللهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللهُ اللّهُ اللللهُ الللهُ اللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللّهُ الل

(217) They ask about fighting in the Sacred Month. Say: "Fighting therein is a grave (sin), but to obstruct from the way of Allah, and to disbelieve in Him and (to obstruct from) the Sacred Mosque; and to expel its people therefrom is more heinous in the sight of Allah. And Fitnah is worse than killing. And they will not cease fighting against you unless they turn you back from your faith, if they could. And whoever of you turns back from his faith then dies as a disbeliever--so such are the people whose deeds have gone waste in this world and in the Hereafter. And those are the companions of the Fire; they will be therein 'eternal residents'.

A group of Muslims under the leadership of Abdullah Bin Jahsh (RA) killed one of the disbelievers of Quraysh, at the place of Nakhlah. The Muslims thought that it was the thirtieth of Jamadi-uth-thani, the month before Rajab, but the new moon had already been sighted the evening before and it was the first day of Rajab. Now, Rajab is counted among the sacred months, and Arabs considered it a great sin fighting in those months. Therefore, the polytheists started accusing the Prophet (SAW) and his Companions (RAA) of the violation of the sanctity of the sacred months. Allah (SWT) affirms the sanctity of the holy months in this ayah but says that Fitnah i.e. creating disorder in the land, denying Him, debarring others from His path and oppression are far greater crimes than fighting in the sacred months. In other words, idolatry is worse than carnage. "And they will not cease fighting against you unless they turn you back from your faith, if they could." The disbelievers did not cease fighting with the Muslims in the sacred months; instead, they prevented them from visiting the Ka'bah, turned them out of their houses and tormented them with extreme forms of

